دعوتِ اسلامی
اور
مخالفین
حضرت علامہ ومولانا
ذوالفقار عطاری قادری
مکتبہ غوثیہ ہول سیل
سبزی منڈی، بنزد پولیس چوکی، کراچی نمبر ۵
فون: 4926110

۷۸۶
۹۲

عرضِ ناشر

تمام حمد اللہ تعالیٰ عزوجل کے لئے ہے اور بے شمار درود وسلام ہو اس ذات مبارکہ پر جن کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ محترم قارئین کرام دعوتِ اسلامی تمام مسلمانوں کی تبلیغی جماعت ہے۔ جس کا مقصد غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینا اور مسلمانوں کو نیک اعمال کی دعوت دینا اور برائیوں سے منع کرنا۔ چونکہ ہر دور میں حق و باطل کا مقابلہ رہا ہے۔ اس وقت بھی باطل قوتیں دعوتِ اسلامی کے خلاف غلط قسم کے پروپیگنڈے کر کے لوگوں کو اسلام سے دور اور ملک پاکستان میں انتشار پھیلانے کی کوشش کر رہی ہیں جس کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ ایک غیر مقلد نے ایک کتاب میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوتِ اسلامی لکھی ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس کا جواب لکھا جائے۔ تاکہ مسلمان بھائیوں پر حقیقت واضح ہو سکے۔ الحمد للہ حضرت علامہ و مولانا ذوالفقار صاحب جو کہ جامعہ مدینۃ العلوم گلستانِ جوہر کے فارغ التحصیل مستند عالم دین ہیں۔ اس کتاب کا جواب بنام ''دعوتِ اسلامی اور مخالفین'' لکھ کر حقیقت کو واضح کیا ہے۔ یہ سعادت مکتبہ غوثیہ ہول سیل کے حصے میں آئی ہے کہ مکتبہ غوثیہ ہول سیل اس کتاب کو شائع کر رہا ہے۔ آپ حضرات سے بھی گزارش ہے کہ مکتبہ غوثیہ ہول سیل کے ساتھ مکمل تعاون کریں تاکہ اہلسنت و جماعت کا یہ ادارہ مزید اہلسنت و جماعت کے خلاف لکھی جانے والی ہر کتاب کا جواب شائع کر سکے۔ مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ قارئین کرام پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لے کر نہ صرف خود پڑھیں گے بلکہ اپنے دوست واحباب اور لائبریریوں تک بھی اس کتاب کو پہنچائیں گے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ عزوجل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ہماری اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر مکتبہ غوثیہ ہول سیل کو مزید خدمت سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

خادمِ اہلسنت : محمد قاسم عطاری قادری ہزاروی

انتساب

پیر طریقت، عالم شریعت، زبدۃ السالکین، صوفی با صفا عاشقِ خیر الوریٰ، حامی سنت، امیر اہلسنت، حکمت و بحر بیکراں، نعمتِ ربِ ذوالجلال، ابو البلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے نام کہ جن کی مخلصانہ دینی خدمات سے لاکھوں نوجوانوں کی زندگیوں میں نکھار پیدا ہوا اور صراط مستقیم پر رواں دواں یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر کے مصداق اور عشاق مصطفےٰ ﷺ کے چمنستان میں کلی بن کر کھلے اور احیائے سنت واشاعت اسلام کے لئے پوری دنیا میں پھیل گئے۔

اور استاذی المکرم آئینہ رضویت، شیخ الحدیث، فقیہہ العصر حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر مفتی محمد ابوبکر صدیق عطاری قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے نام کہ جو دن رات خدمتِ اسلام کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں۔

فقیر محمد ذوالفقار علی عطاری قادری رضوی عفی عنہ

حرفِ مؤلف

نحمدہ و نسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد :فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہاں غزوۂ احد ،غزوۂ بنی نضیر،غزوۂ بنی مصطلق،غزوۂ احزاب،غزوۂ بنو قریظہ،غزوۂ حدیبیہ،غزوۂ خیبر،سریہ موتہ،فتح مکہ ،غزوۂ حنین،غزوۂ تبوک و دیگر غزوات و ادوار میں منافقین کا کردار سر فہرست رہا آج بھی صورتِ انسانی میں روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔اسی لیئے منافقوں کو کافروں سے بدتر کہا گیا ہے۔اور قرآن نے بھی گواہی دے دی کہ :

اذا جاء المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ و اللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکٰذبون (پ ۲۸،سورۃ منافقون،آیت ۱)

ترجمہ "جب منافق تمھارے ہاں حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں"

اور یہی منافقت جب دین میں آئی تو کئی ناموں کے ساتھ آئی۔کبھی نفاق کے نام سے تو کبھی باغی خوارج کے نام سے،کبھی ارزاقیہ و تعلیہ کے نام سے تو کبھی حازمیہ و خلفیہ کے نام سے اور موجودہ دور میں اس نے نیچری ،اہل قرآن اور اہل حدیث کا روپ دھار لیا ہے اور یہی بھیڑیئے آگے مزید کئی رنگ و روپ نکال کر لوگوں کو گمراہ کر رہی ہے اور اس بھیڑیے کی ایک شاخ "الدعوۃ والارشاد مرکز طیبہ مرید کے "بھی ہے ،جو کہ جہاد کے نام پر، کشمیر و فلسطین کے نام پر سنی عوام سے پیسہ بٹور کر سنی عوام کے ہی خلاف اشتہار و رسائل لکھ کر کفر و شرک کے فتوے دے رہے ہیں۔لہٰذا زیرِ نظر کتاب بنام۔

"سیوف الرضویہ علی صدور النجدیہ" میٹھی میٹھی سنتیں یا ......؟مؤلف ابن لعل دین کا دندان شکن جواب ہے۔

اور اس کتاب میں حتی الامکان قرآن و حدیث سے ہی جواب دیا گیا ہے اس لیئے کہ بعض بہروپیوں کی پرانی رسم رہی ہے کہ ہر اپنی بات پر عطاری، عطاری کی رٹ لگاتے ہیں مگر عطاری سے عاری ہیں اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ وہ بہروپیئے کون ہیں کس کی پیداوار ہیں اور انکے عقائد کیا ہیں؟ تاکہ عوام ان سے بچیں اور ان کو اپنے سے دور کریں یاد رہے کہ ان لعل دین نے اپنی تالیف کردہ کتاب میٹھی میٹھی سنتیں یا......؟ دعوتِ اسلامی کے خلاف لکھ کر اپنی جہالت و منافقت کا منہ بولتا ثبوت پیش کیا ہے اور جتنے اعتراضات واستدلال کیئے ہیں سب کے سب بے جا ہیں۔

اور مجاہدِ ملت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دام مجدہ بانیء دعوتِ اسلامی کی مایۂ ناز کتب میں سے مشہور تصنیف فیضانِ سنت کا جتنا بھی رد کیا ہے کسی قرآنی آیت یا کسی حدیث سے نہیں کیا بلکہ ایک مسخرے کی حیثیت سے مسخرانہ و تنقیدانہ انداز اپنایا تاکہ عوام پڑھیں اور لعل دین کو شاباش دیں کہ کیسا مسخر بیٹا جنا ہے!

لہٰذا فقیر ایک محبِ اسلام ہونے کے ناطے دعوتِ اسلامی کے خلاف لکھی گئی کتاب کا جواب دے رہا ہے اور ایسے بہروپیوں کی نقاب کشائی اور غیر اسلامی عقائد کی نشاندہی بھی کرے گا تاکہ عوام ایسوں کے چہروں کو جانچ لیں۔

اور اس کے ساتھ ساتھ عوام الناس سے التماس ہے کہ ان کی تقریروں اور تحریروں سے پرہیز کریں۔ کہ ایمان کیلئے زہر قاتل ہیں۔
قلندر رومی فرماتے ہیں۔

ناتوانی دورشو از یارِ بد یارِ بدتر تراً از مارِ بد
یارِ بد بر زند بر جانِ زند مارِ بد بر جان و ایمان زند

یعنی بد مذہب وبد عقیدہ دوست سے دور رہو۔ کیونکہ بد عقیدہ دوست زہریلے سانپ سے بھی بدتر ہے اس لیئے کہ زہریلا سانپ تو صرف تیری جان لے گا مگر بد عقیدہ دوست جان کے ساتھ ساتھ تیرا ایمان بھی لے لیگا یعنی ایمان کی تباہی وبربادی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام امتِ مسلمہ کو ایسے بد مذہبوں کے شر سے محفوظ فرمائے (آمین)

دعوتِ اسلامی کا آغاز

تمام انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے پیغام کو ہی آگے بڑھانے کی جدو جہد کی۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی پوری حیات ظاہری اسی مقدس فریضہ کی تکمیل میں گزاری الیوم اکملت لکم دینکم کا حکم ارشاد ہوا۔ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اور اسلام کو قیامت تک باقی رہنا تھا۔ اور اسی دعوتِ اسلام کو صحابہ ءکرام علیھم الرضوان اور اولیاء عظام رحمھم اللہ نے دنیا میں ہر چپہ چپہ میں پھیلا دیا اپنی زندگیوں اور تمام تر کوششوں کو دین متین کے لئے وقف کر دیا اور انھیں نفوس قدسیہ کی برکت سے آج چمن اسلام پھلا پھولا اور لہلہاتا ہوا نظر آرہا ہے۔ اور توحید و رسالت کے ساتھ ساتھ اتحاد و اخوت کا سبق بھی اسی طرح رہتی دنیا تک یاد رہے گا جسطرح کہ ان کے وصال کو صدیاں بیت جانے کے بعد بھی لوگ ان کے مزارات پر حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کر رہے ہیں مگر اس کے برعکس وہ کون سے عناصر ہیں کہ جنھوں نے اس پیارے دین کو اور اس امت مسلمہ کے شیرازے کو بکھیر کر رکھ دیا؟

کیا وجہ ہے کہ آج سبھی اخوت و اتحاد کی گردان رٹ رہتے ہیں مگر لمتِ مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا نہیں کر سکے ؟

قرآن گواہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا تو بحکم خدا ارشاد فرمایا "واحی الموتی باذن اللہ" کہ میں اللہ عزوجل کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ جب مردہ کو زندہ کیا گیا بعض نے نبی مان لیا اور بعض نے انکار کر دیا۔ تو جنھوں نے انکار کیا ان کے دلوں میں کونسی شے چھپی ہوئی تھی کہ جس نے ان سے نبوت کا انکار کروایا؟

انکار کرنے والوں سے جب وجہ پوچھی گئی تو جواباً کہہ دیا کہ عیسیٰ تو نئے نئے مردے زندہ کرتا ہے۔ کوئی پرانا مردہ زندہ کرے تب ہم اسے نبی مانیں! جب یافث بن نوح کی قبر پر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ٹھوکر ماری تو یافث بن نوح کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ کیا قیامت آگئی ؟ پھر انھوں نے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبی ہونے کی شہادت دی۔ اس واقعے کے بعد بھی کئی لوگوں نے انکار کیا تو وہ کونسا عقیدہ تھا کہ جس نے دوبارہ انکار کرنے پر مجبور کیا؟ یقیناً کفر و نفاق ہی تھا اور یہی کفر و نفاق اور اسلام دشمن جماعتیں

ہیں جو آج بھی مسلمانوں کے عقائد کو فاسد کر رہی ہیں اور ان کے ایمان کو نیست و نابود کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اور ایسی ہی اسلام دشمن جماعتوں اور گروہوں کو خدا تعالیٰ نے شیطانی گروہ کا خطاب فرمایا جو کہ ہمیشہ خسارے میں ہے۔

"ان حزب الشیطان هم الخاسرون"، اور یہی حزب شیطان کبھی شرک کبھی کفر، کبھی نفاق کی صورت میں نمودار ہوا۔ اور نفاق سب سے زیادہ خطرناک ہے۔

کہ جب یہ نفاق سیاست میں آیا تو مملکتِ اسلامیہ کو خطرہ لاحق ہوا۔ اور جب دین میں آیا تو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں نفاق تھا۔ اور شہادت امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین پر باغی اور خلافتِ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وقتِ خوارج کے روپ میں بر سر پیکار رہا۔ اور یہی خارجی جنگِ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت امیر معاویہ کے خلاف لڑتے رہے اور جنگ صفین میں فریقین کے درمیان برائے تصفیہ حاکم طے کرنا مقرر پایا تو یہ چال اس لیے چلی کہ وہ منافق تھے۔ اسلام دشمن تھے اور فریقین کے درمیان صلح نہیں چاہتے تھے بلکہ انھوں نے حضرت علی سے کہا کہ تم تو مرتد ہو گئے ہو۔ توبہ کر کے دوبارہ کلمہ پڑھو۔ معاذ اللہ، (نقل کفر کفر نباشد)

چنانچہ نہرواں کی جنگ جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف لڑی تھی۔ جتنے خارجی تھے سب کے سب واصل جہنم ہوئے تھے۔ صرف وہی بچے تھے جو اس وقت چھوٹے بچے یا پیٹوں میں حمل تھے۔ اور خارجیوں کی ذریت آج بھی کئی بہروپ اپنائے ہوئے ہیں نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے ان خوارج کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی کہ وہ مجھ سے اور حضرت علی سے اور میری اولاد سے بغض رکھیں گے اور فرمایا کہ خوارج جہنم کے کتے ہیں۔

جی ہاں! خارجیوں کی وہی نسل اس دور میں بھی کئی فرقوں اور تنظیموں کے نام سے منسوب امت مسلمہ کے شیرازے کو مزید بکھیرنے کی تگ و دو میں ہمہ تن کوشاں ہیں۔

یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے امت مسلمہ کو اتحاد و اخوت کے پلیٹ فارم پر نہ جمع ہونے دیا اور نہ ہونے دے رہے ہیں۔

اور یہی ہیں وہ لوگ جنہیں صحیح مسلم میں مُشمّر الازار (تہبند، شلواریں اونچی باندھنے والے) فرمایا گیا۔ اور یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے واعتصموا کا خلاف کیا اور امت مسلمہ میں

دراڑیں (فرقہ بندی) قائم کردی۔

جب ایسے لوگوں نے امت مسلمہ میں تفرقہ ڈال دیا اتحاد نامی چیز نہ رہنے دی. جہاد کے نام پر دہشت گردی کی ٹریننگ کے مراکز کھل گئے، علماء سے لوگوں کو دور کرنے کی کوشش کی گئی عقائد میں فساد برپا کردیا گیا نبی اکرم ﷺ کی شان ورسالت کی توہین ہونے لگی امت مسلمہ کے ایمان چھننے لگے تو ایسے وقت میں ایک ایسے پلیٹ فارم کی ضرورت تھی کہ جس پر اس امت کو جمع کیا جاتا. انکے عقائد وایمان بچائے جاتے، اتحاد کا درس دیا جاتا، اس امت کو ایک ہی رنگ وڈھنگ سکھایا جاتا، وہ طریقے اختیار کیے جاتے اور کروائے جاتے جن کا نبی اکرم ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا. لوگوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ بسایا جاتا. مصطفیٰ کی سنتوں سے آگاہی اور عقائد میں پختگی پیدا کی جاتی. چنانچہ:

یہی درد لیکر اور امتِ مسلمہ میں اخوت واتحاد کی کڑھن لے کر اور نبیء آخر الزماں ﷺ کی سنتوں کی پرچار کی خاطر امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری کی امارت میں ۱۴۰۲ھ میں "دعوتِ اسلامی" کے نام سے پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی سے اس مدنی اور غیر سیاسی تحریک کا آغاز کیا گیا. دعوتِ اسلامی سے ایسے لوگ منسلک ہیں اور ہوئے کہ جن کا عزم، ہمت، حوصلہ بلند اور سینہ عشق رسول ﷺ کا مدینہ تھا۔ انھیں فرنگی تہذیب سے نفرت اور مصطفیٰ ﷺ کی سنتوں سے محبت تھی۔ دین کا جذبہ، امتِ مسلمہ کا درد اور اخوت واتحاد کی فکر تھی۔ ان کے اخلاص نے لوگوں کے دل موہ لئے۔ لوگ جوق در جوق دعوتِ اسلامی میں شریک ہونے لگے اور اس تحریک نے ایسے ایسے نوجوانوں کو سدھارا جو کہ معاشرے میں اچھی نظر سے نہیں دیکھے جاتے تھے۔ بے نمازی نمازی بن گئے، ڈاکو اور لٹیرے تائب ہوگئے، شرابی نشہء حرام سے نشہء عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے سرشار ہوئے۔ اپنی بد کرداریوں کی وجہ سے جو لوگ معاشرے میں ذلیل وخوار تھے عزت کا مقام پایا، دشمنانِ اسلام جیسی شکل وصورت بنانے والے تائب ہوئے اور اپنے چہروں کو سنت نبی ﷺ کے نور سے جگمگالیا۔ اور مختصر سے وقت میں دعوتِ اسلامی کا کام عروج پر پہنچا اور یہ سلسلہ ملکِ پاکستان کے بے شمار شہروں اور دیہاتوں میں پھیل گیا بلکہ دنیا بھر کے بے شمار ممالک میں پھیل گیا اور مزید یہ کام اپنے عروج پر ہے۔

اور دوسری طرف

وہی خارجیوں کی اولاد جو کہ موجودہ دور میں مختلف ناموں فرقوں اور تنظیموں سے منسوب ہیں انہوں نے جب دیکھا کہ دعوتِ اسلامی ہمارے راستے میں سیسہ پلائی دیوار بن رہی ہے تو شیطان کی طرح مختلف ناٹک کھیلنا شروع کر دیئے۔ کہ یہ سلسلہ کسی نہ کسی طرح ختم ہو جائے ، کبھی الیاس قادری صاحب پر قاتلانہ حملے ، کبھی دھمکیاں اور کبھی اپنے تحریر کردہ رسائل میں بک بک! جب یہ سب کارگر نہ ہو سکا تو مزید عوام الناس کے ذہنوں کو منتشر کرنے اور اس مدنی و پاکیزہ تحریک سے متنفر کرنے اور ایک نئے فتنے کو جنم دینے کیلئے امیر دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب کی تالیف شدہ کتاب فیضان سنت کا رد لکھا۔

یاد رہے کہ فیضان سنت کے رد میں ابن لعل دین نے کتاب بنام "میٹھی میٹھی سنتیں یا........؟" لکھی ہے۔ اور ابن لعل دین کا تعلق "الدعوۃ والارشاد" والوں سے ہے۔ اور یہ "مرکز طیبہ مرید کے" وہابیہ کی ایک شاخ ہے۔ اور اس دور میں خارجیت کا دوسرا نام وہابیت ہی ہے۔ لہذا وہابیہ انہی خارجیوں کی اولاد میں سے ہے۔ جو عورتوں کے پیٹوں میں حمل کی صورت میں تھی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جن کے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ انہی خارجیوں کی اولاد کے ہاتھوں امتِ مصطفیٰ ﷺ میں فتنے برپا ہوں گے۔ اب آیئے اس بات کا انکشاف کرتے ہیں کہ خارجیت کو وہابیت کا نام کس نے دیا اور وہابیہ کے بانی اور ان کے بہروپ کیا ہیں؟ اس کے بعد انشاء اللہ تفصیلاً "میٹھی میٹھی سنتیں یا......؟" کا جواب بھی پیش خدمت ہو گا۔

وہابیہ کا تعارف

وہابیہ کون ہیں؟ مورخ ملطبرون :

جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ کی تیسری جلد معریہ رفاعیہ بیگ ناظر مدرسۃ الالسن میں لکھا ہے کہ : محمد بن عبد الوہاب کے متعلق تمام عرب اور علی الخصوص یمن میں یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو چرواہا تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اس کے بدن سے جدا ہو کر زمین میں پھیل گیا ہے اور جو اس کے سامنے آیا ہے۔ اسکو جلا دیتا

ہے۔ یہ خواب اس نے معبرین کے سامنے پیش کیا جو ایسے خوابوں کی تعبیر جانتے تھے انھوں نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ اس کا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو بڑی طاقت اور دولت پائے گا آخر کار اس خواب کا تحقق سلیمان کے پوتے محمد بن عبدالوہاب کے وجود سے ہو گیا جو ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوا اور بعد از ہزار خرابی ۱۲۰۷ھ میں مر گیا یعنی ۹۶ برس عمر پائی۔ اور ابتداءً اس نے شیخ محمد سلیمان کردی اور شیخ محمد حیات سندھی سے علم حاصل کیا اور بظاہر اس کا شغل بھی اسی قسم کا تھا۔ کہ اکثر مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور طلحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کیا کرتا جنہوں نے اس کے قبل نبوت کا دعویٰ کیا اور خدا کی قدرت ہے کہ اس کو پورے طور سے کسی علم و فن میں دستگاہی نہ ہوئی اور اسی واسطے علماء وقت کی رد و قدح نے اسے جواب دینے کی قدرت نہ دی جبکہ ۱۱۴۳ھ میں اس نے علماء مدینہ طیبہ سے مقابلہ کرنا چاہا۔ ملطبرون لکھتا ہے کہ یہ شخص بوجہ اپنے دادا کے خواب کے لوگوں کی نظروں میں محترم رہا اور اپنے عقائد ظاہر کرنے سے اول اس نے اپنے آپ کو قریش اور نبی ﷺ کی نسل سے ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ اس کا نام بھی رسول خدا ﷺ کے اسم مبارک کی طرح محمد ہے گویا آنحضرت کے ہمنام ہونے کا شرف رکھتا ہے پھر اس نے چند عقائد مرتب کئے کہ فقط قرآن کریم کی اتباع واجب ہے نہ ان فروعات کی جو اس سے مستنبط ہیں۔ اور محمد اگرچہ اللہ کا رسول اور دوست ہے لیکن انکی مدح اور تعظیم لائق نہیں کیونکہ مدح و تعظیم صرف خداوند کریم کے لیے شایاں ہے لہٰذا کسی غیر کی مدح یا تعظیم قبیل شرک ہے۔ اور چونکہ لوگوں کو ایسا شرک کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا لہٰذا اس نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں ان کو سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کروں پس جو کوئی مجھے قبول کرے گا وہ دوستوں میں سے ہے اور جو کوئی میرا حکم نہ مانے گا وہ عذاب کا مستحق ہے اور اس کا قتل بلا شبہ واجب ہے، پھر مورخ ملطبرون لکھتا ہے۔

یہ عقیدہ محمد بن عبدالوہاب نے پہلے پوشیدہ ظاہر کیا۔ اور چند لوگ اس کے مقلد ہو گئے اور پھر ملک شام کی طرف چلا گیا لیکن وہاں اس کی کچھ بن نہ آئی اور آخر کار تین برس کے بعد بلاد عرب کی طرف واپس آ گیا اور ۱۱۴۳ھ میں مدینہ منورہ گیا لیکن وہاں کے علماء نے اس کی اس وقت خوب خبر لی۔

بالآخر ۱۱۵۰ھ میں نجد کے اطراف بدوی لوگوں میں اس کا فسون اثر کر گیا۔ اور اسی اثناء

میں ایک شخص ابن سعود مسمی بہ اسم محمد جو قبیلہ نجد کا ایک مشہور پیر زادہ تھا اور جس کے عرب کے کئی قبائل اس کے خاندانی مرید اور مطیع تھے۔ اس نے اپنی مخفی آرزو کے لالچ سے کہ اس کی حکومت عالمانہ بصورت ریاست کسی طرح سے بڑھے اور اس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان کا جادو چل جائیگا اور اس کے مذہب کی تائید سے اس کا ولی ارادہ پورا ہو نکلے گا۔ اس نے محمد بن عبدالوہاب کا مذہب قبول کر لیا اور اس کے سارے مرید آبائی بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔ اور اس نے مذہب وہابیہ کو اس قدر تقویت دی کہ اطراف واکناف کے اعراب اور بدوی سب کے سب اس کے مطیع ہو گئے حتی کہ ایک ریاست کی صورت نمایاں ہو گئی اور محمد بن عبدالوہاب ان کا امام مقرر پایا۔ اور ابن سعود اس کے لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور مدینہ درعیہ انھوں نے اپنا دارالسلطنت معین کیا اور رفتہ رفتہ ایک لاکھ دس ہزار کی فوج باقاعدہ مرتب کر کے اپنے ملک کی توسیع میں مساعی ہوا۔ مگر حیات نے وفانہ کی اور وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوا۔ حتی کہ ابن سعود کا بیٹا عبدالعزیز اس کا جانشین ہوا۔ جو شجاعت اور ہمت میں اپنے باپ سے بھی بڑھ کر نکلا۔ اور محمد بن عبدالوہاب کے اعتقاد اور قواعد کے مطابق دعوت دین وہابیہ بزور شمشیر شروع کر دی۔ پس جبکہ عرب کے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا چاہتا تو اولاً کسی ایک کو اس کی تفہیم کیلئے بھیجتا تا کہ وہ اس کے اعتقاد کے مطابق تفسیر و تاویل قرآن کو مانے پس اگر وہ اس کا اعتقاد قبول کر لیتا تو اس کو امن دے دیتا ورنہ اسکی بیخ و بنیاد اکھیڑ کر تمام اموال و مویشی غارت کر لیتا۔ اور وطیع قبیلوں سے ہر قسم کے اموال اور نقود میں سے عشر لیتا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہابیہ کی طاقت بحر احمر، فارس، حلب، دمشق اور بغداد کے اطراف واکناف تک پھیل گئی حتی کہ عبدالعزیز ابن سعود کے مرنے کے بعد بتاریخ ۸ محرم ۱۲۱۸ھ سعود بن عبدالعزیز ایک لشکر کثیر کے ساتھ کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص خانہ کعبہ میں خونریزی کی۔ جس کی شان بقول قرآن یہ ہے۔

من دخلہ فکان آمنا : "لیکن اس نے امن کو غیر امن بنادیا" اور حدود حرم جس میں جنگلی بھیڑیا بھی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب مجرد داخل ہوتے سے چھوڑ دیتا ہے۔

اس وہابی بھیڑیئے کے پنجے سے حرم جل گیا اور چاروں مصلے جلا دیئے گئے اور قبے گرا دیئے گئے اور ان میں بول و براز کر کے تحقیر کی گئی اور اسی محرم کے پہلے ہفتہ میں اس نے

ایک رسالہ ابن عبدالوہاب کا اہل مکہ کی طرف بطورِ تجت دو عوت بھیجا۔ جس کی اصل عبارت کا ایک حصہ نقل کیا جاتا ہے۔ ترجمہ :

"یعنی جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اس پر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہے پھر خواہ یہ عقیدہ کسی نبی کے ساتھ ہو یا ولی، فرشتہ یا جن بھوت یا صنم یات کے ساتھ ہو پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اس کا علم اس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہو تا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اعلام سے الغرض جس طریق سے یہ اعتقاد ہو اس سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنی ذات کیلئے ولی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابو جہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔ پہلے بت لات اور سواع اور عزیٰ تھے لیکن پچھلے بت محمد، علی اور عبدالقادر ہیں۔ جو شخص اپنی حاجت کے وقت یااللہ نہیں کہتا۔ بلکہ یا محمد کہتا ہے اور اگرچہ اسکوایک بندۂ عاجز سب باتوں میں اعتقاد کرتا ہے تو بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ اور تجھے اس باب میں ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمد کی قبر شاہد اور ساجد اور آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا دوسرے فرشتوں کی طرف سفر کر کے جانا شرک اکبر ہے"

پس مکہ کو غارت کر کے اس نے ۱۲۰۴ھ میں مدینہ طیبہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے حجرہ مبارک کو توڑ کر خزائن بے شمار لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹوں پر لے گیا۔ چنانچہ :

عبداللہ بن سعود بن عبدالعزیز جبکہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کر کے لایا گیا۔ تو اسی کے پاس سے ایک صندوق ملا جس میں سے تین سو لؤلوئے آبدار کلاں اور کئی دانے زمرد کلاں کے نکلے اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بھی حجرۂ نبویہ میں سے اس کے والد سعود نے نکالا تھا۔ پس سعود نے اس غارت پر اکتفانہ کی بلکہ (مکہ میں) قبۂ مولد نبی ﷺ کے ساتھ ابو بکر صدیق اور ابن ابی طالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کے قبے بھی گرا دیئے۔ اس خیال سے کہ یہ بھی بت ہیں اور (مدینہ منورہ) میں روضہ رسول کریم ﷺ کے گنبد پر چڑھ کر جب گرانے لگا تو عجب قدرتِ حق ظاہر ہوئی کہ سارے وہابی سرنگوں گر کر مرے اور اسی اثناء میں آگ کا ایک ایسا شعلہ نکلا جس نے بہت ساروں کو جلا دیا۔ اور اسی طرح ایک اژدھا حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے اژدھا کی طرح نکلا جس نے قوم فرعون کی طرح افواج وہابیہ کا

مناقب کبار (اس ظالم نے جنت البقیع میں تمام صحابہ کبار و آل اطہار کے مزارات بھی گرا کر زمین بوس کر دیئے) اور اسی اثنا میں حاکم سلطان معظم محمد علی پاشا خدیو مصر مقرر ہوا اور اس کا بیٹا طوسون جس کے ساتھ سید احمد طحطاوی محشی درمختار بھی مصر میں آئے تھے۔ حاکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کے دروازے پر وہابیہ کی بیخ کنی کے لیے آپہنچا اس وقت عثمان مضائفی سپہ سالار وہابیہ نے مدینے کے دروازے بند کر لیئے۔ لیکن طوسون نے زمین کے نیچے سے سرنگ لگائی اور اندر گھس کر وہابیوں نجدیوں پر قیامت برپا کر دی اور مقید وہابیوں کے کان کتروا دیئے گئے اور مدینہ منورہ ۱۲۲۷ھ میں وہابیوں کے وجود سے پاک ہو گیا اور ۱۲۲۸ھ میں عثمان مضائفی بھی گرفتار ہو کر قسطنطنیہ میں قتل کیا گیا۔ لیکن ۱۹۲۹ء میں سعود کے فوت ہونے کے بعد بلکہ ساتھ ہی اس کا بیٹا عبد اللہ بن سعود اس کا جانشین ہوا اور آخر کار وہ بھی خروب کثیرہ کے بعد محمد علی پاشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند ابراہیم پاشا کے ہاتھوں ذیقعدہ ۱۲۳۳ھ میں مدینہ درعیہ پایہ تخت وہابیان فتح ہو کر گرفتار ہو گیا اور بتاریخ ۲۹ محرم ۱۲۳۴ھ قسطنطنیہ میں باب ہمایوں پر قتل کیا گیا اور وہابیوں کی قوت اور دولت کا اس دفعہ خاتمہ ہوا اور اس فرقہ کے لوگوں کو پوری سزائیں بطور تعزیر دی گئیں یعنی مقید کیے گئے اور کان کتر دیئے گئے اور امن وامان قائم ہوا اور پھر از سر نو مکہ اور مدینہ میں چاروں مصلے قائم ہوئے اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہو گیا۔

یاد رہے کہ دہلی میں مولوی اسماعیل قتیل اور پنجاب میں اس مذہب وہابیہ کی اشاعت مولوی عبد اللہ غزنوی کے وجود سے ہوئی اور اس غزنوی نے امرتسر میں وہابیت کا بیج بویا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ پنجاب میں جتنے وہابی مولوی ہیں وہ سب اسی مولوی غزنوی کے متبع اور مقلد ہیں۔

وہابیہ کا امام ابن تیمیہ

اس وہابی عقیدہ کا بانی وامام ابن تیمیہ متولد ۶۶۱ھ ومتوفی ۷۲۸ھ تھا۔ جس نے مدینہ منورہ کی طرف بقصد جانا حرام کہا۔ اور اللہ تعالیٰ کو محل حوادث اور باری تعالیٰ کی صفت ذاتی کو حادث وغیرہ بدعاتسیہ پر جرات کرنے کے باعث ائمہ اربعہ سے علیحدہ ہونے کے علاوہ امام

ہمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانِ ذیل مندرجہ فقہ اکبر کا مصداق بنا۔

وصفاته فی الاذل غیر محدثة ولا مخلوق فمن قال انما مخلوقة او محدثة او وقف فیها اوشك فیها فهو کافر باللہ تعالیٰ

اس پر ملا علی قاری صفات کی تشریح میں لکھتے ہیں :اعنی الحیٰوة والقدر ة والعلم والکلام الخ۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی

یہ ابن تیمیہ کے بعد اس کا خلیفہ تھا. اور چھیانوے سال عمر پا کر مرا جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے اور محمد بن عبدالوھاب کے متعلق علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کماوقع فی زماننافی اتباع ابن عبدالوهاب الذین خردامن نجدو تغلبواعلی الحرمین و کانوایختلون مذهب الحنابلة لاکنهم اعتقدوا انهم المسلمون وان من خا لف اعتقاد هم مشر کون و استباحوابذالك قتل اهل السنة وعلماء هو حتی کسر الله شو کتهم

ترجمہ : جیسا کہ ہمارے زمانے میں ابن عبدالوہاب کے متبعین کا واقعہ ہوا کہ یہ لوگ نجد سے اُٹھے اور انہوں نے حرمین (مکہ ، مدینہ) پر غلبہ حاصل کر لیا یہ لوگ خود کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو کوئی ان کے عقیدہ کے خلاف ہے وہ مشرک کافر ہے اس بناء پر ان لوگوں نے مسلمانان اہلسنت اور علمائے اہلسنت کے قتل کو جائز ٹھرایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت کو توڑ دیا ان کے شہروں کو برباد کر دیا. اور اسلامی فوج کو ان پر فتح دی۔

(یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ میں ہوا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے)

تفسیر الصاوی علی الجلالین مطبوعه مصر زیر آیت

ان الشیطان لکم عدو فاتخذوه عدواالایته تحریر ہے۔

وقیل هذه الایة نزلت فی الخوارج الذین یحرفون تا ویل الکتاب واسنة ویستحلون بذالك دعاء المسلمین واموالهم کما هو مشا هدالآن فی نظائرهم

وهم فرقة بارض الحجازيقال لهم الوهابية يحسون انهم على شئي الآ انهم هم الكاذبون استحو ذعليهم الشيطان فانسا هم ذكر الله اولئك حزب الشيطان هم الخاسرون نسئال الله الكريم ان يقطع دابر هم ترجمہ :علماء نے فرمایا کہ یہ آیت ان خارجیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو قرآن وحدیث کی تاویل میں تحریف کرتے ہیں .اور پھر اس تحریف کے ذریعے مسلمانوں کے خون بہاتے اور مال ومتاع لوٹ لینے کو جائز ٹھہراتے ہیں .جیسا کہ انھی جیسے لوگوں (وہابیہ) سے اس زمانے میں مشاہدہ میں آیا یہ لوگ ارض حجاز میں ایک فرقہ ہے جنہیں وہابی کہا جاتا ہے ان کا خیال ہے کہ وہی حق پر ہیں حالانکہ در حقیقت یہ لوگ جھوٹے ہیں شیطان نے انہیں بہکا کر اللہ کی یاد سے بھلا دیا ہے .یہ لوگ شیطانی گروہ ہیں اور حقیقتاً شیطانی گروہ کے لوگ ہی گھاٹے میں رہنے والے ہیں ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ان کی جڑ کاٹ دے۔

شیخ نجدی کے بنیادی عقائد

یاد رہے کہ شیخ نجدی کے بنیادی عقائد چار ہیں

(۱) اللہ تعالیٰ کو مخلوق سے مشابہ جاننا۔

(۲) الوہیت اور ربوبیت کو صفت واحدہ ماننا۔

(۳) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم نہ کرنا۔

(۴) تمام مسلمانوں کی تکفیر کرنا۔

ان چاروں عقیدوں میں شیخ نجدی، ابن تیمیہ کا مقلد ہے .اور ابن تیمیہ پہلے عقیدے میں کرامیہ اور مجسمہ کا مقلد ہے .دوسرا اور تیسرا عقیدہ اس کی اپنی اختراع ہے پہلے اس نے الوہیت اور ربوبیت کی وحدت کا عقیدہ تراشا .اور اس کے اوپر تیسرے عقیدے تنقیص رسالت کی بنیاد رکھی .اور چوتھے عقیدے میں خوارج کا مقلد ہے۔(اور خارجیت آج کل وہابیت ہے) دیوبندیوں کے مشہور محدث انور شاہ کشمیری محمد بن عبد الوہاب کے بارے میں فیض الباری ۱۷ میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

اما محمد بن عبد الوهاب النجدى فكانه رجلا بليدا قليل العلم فكان يتسارع

الی الحکم بالکفر.

ترجمہ: محمد عبد الوہاب نجدی نہایت ہی بے وقوف اور کم علم شخص تھا اور وہ مسلمانوں پر کفر کا حکم لگانے پر بہت تیز تھا۔

تمام خارجیتی بہروپ

یہ تمام کی تمام خارجیت اسی نام نہاد توحیدی گروہ سے تعلق رکھتی ہے۔ کہ جنہوں نے سب سے پہلے حضرت عثمان ذوالنورین پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگا کر شہید کرا دیا۔ پھر حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کے زمانے میں اس ناپاک مذہب کی تشکیل دی گئی ان خارجیوں نے مشہور مقام حروراء کو دار التوحید قرار دے کر اور اپنا خصوصی نام اہل توحید تشخیص کر کے حضور مولا علی پر ان الحکم الا اللہ کے تحت مشرک ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ اور خارجیوں مولویوں کے فتوے شرک وبدعت سے ہی خارجی ابن ملجم نے آپ کو شہید کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ خارجیوں نے توحید کا ایک خود ساختہ معیار قائم کر کے حضرت عثمان غنی کے مقدس زمانے سے لیکر آج تک تمام صحابہ کرام، تابعین، محدثین، مفسرین، عارفین، صوفیائے کرام اور علماء اہلسنت وجماعت اور تمام مسلمانوں کو بدعتی و مشرک کہنے لگا۔ جو ناپاک دھندا اپنایا ہوا ہے (آج بھی یہی خارجی وہابی بدعت بدعت، شرک وکفر کی رٹ لگائے نظر آتے ہیں۔

یہ ایک یہودیانہ سازش تھی جس نے ہر زمانے میں مسلمانوں کو تباہی و بربادی کے گھاٹ اتارا ہے۔ (دیوبند مذہب از غلام مہر علی)

اس کے بعد اسی خارجی گروہ کی سازش سے سبط رسول جگر گوشہ بتول حضرت امام حسن کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب ان خارجیوں کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا تو امام حسین بمعہ خاندانِ نبوت کے بہتر ۷۲ افراد کو کربلا میں لق ودق میدان میں بھوکا پیاسا بے دردی کے ساتھ ذبح کر دیا گیا اور کیوں نہ کرتے جبکہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ خارجی میرے ساتھ میری اولاد اور حضرت علی کے ساتھ بغض وعداوت رکھیں گے اور فرمایا کہ خارجی جہنم کے کتے ہیں ان کے بعد اسی خارجیت نے ابن تیمیہ اور ابن قیم کے عقائد اپنا کر عرب میں

وہابیت کا روپ دھار ا اور اس باطل توحید کے نشے سے سرشار ہو کر تعلیم مقبولان کو شرک قرار دے کر صحابہ اکرام کے مزارات کو منہدم کر دیا اور سرکار ﷺ کے گنبد خضراء کو گرانے کا ارادہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بچالیا اور کہا کہ مشرکین اولین لات و عزیٰ کی پرستش کرتے تھے اور مشرکین آخری محمد اور علی کی کیونکہ شیخ نجدی اور اس کے متبعین (وہابیہ) کو آنحضرت ﷺ کی تعظیم و تکریم و توقیر و تجلیل و ابتہال و استغاثہ و مخاطبہ و ندا سے بغض ہے۔

مختصر یہ کہ :

۱: **گستاخی** : "خارجیت" کی بنیاد ہے۔

اللہ و رسول ﷺ سے گستاخی، قرآن و حدیث سے گستاخی، شعائرِ اسلام سے گستاخی، صحابہ کرام اور بزرگانِ دین سے گستاخی گویا کہ ہر ایک خارجی (وہابی) سراپا گستاخ ہوتا ہے۔

۲: **بغاوت** : "خارجیت" کی علامت ہے۔

خلفائے راشدین، تمام محدثین و مفسرین، فقیہانِ دین، آئمہ کرام و مجتہدین عظام بلکہ تمام عامتہ المسلمین سے بغاوت۔

۳: **الحاد** : "خارجیت کا طرۂ امتیاز ہے"۔

شروع سے لیکر آج تک یہ طرہ بڑے بڑے ذہین اور فطین لوگوں کے سروں پر رہا دیکھئے اور بچئے! کہ کہیں آپ اس لہراتے، بل کھاتے، پھنکارتے سانپ سے نہ ڈس جائیں ورنہ "گستاخی" کے زہر کا کوئی اتار نہیں۔ اور بے ادبی کا کوئی تریاق نہیں۔

وہابیہ اور علمائے اہلسنت میں موازنہ

ذیل میں قارئین کی توجہ وہابیہ کے چند عقائد کی طرف دلانا ضروری سمجھتا ہوں لہذا ان کے چند عقائد ملاحظہ ہوں اور یہ بھی یاد رہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ماننے والوں کو "وہابی" کہا جاتا ہے اور اس کے عقائد یہ ہیں۔

(۱) اس کا عقیدہ تھا کہ ان کے علاوہ جملہ اہل اسلام مشرک و کافر ہیں۔ اور ان سے قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال و جائز بلکہ واجب ہے۔

(۲) یہ اللہ تعالیٰ کے حدوث و جسمیت کا قائل تھا۔ اور علی العرش استوی وغیرہ آیات میں

استوا ظاہر اور جہالت ثابت کرتا تھا جبکہ اہلسنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور اس کی ذات کیلئے شائبہ بھی خیال کرنا کفر ہے۔

(۳) یہ (ابن عبد الوہاب نجدی) اور اس کے متبعین (آج کل کے تمام وہابیہ) آپ ﷺ کو اپنے جیسا ہی خیال کرتے ہیں جبکہ اہلسنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ افضل البشر سید البشر بلکہ سید الانبیاء اور نبی الانبیاء ہیں۔

(۴) اس نجدی کا عقیدہ ہے کہ محمد ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔ جبکہ اہلسنت وجماعت حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔

(۵) یہ شفاعت کے منکر ہیں۔ یا پھر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔ جبکہ علماء جمہور اہلسنت ظاہراً و باطناً تحقیق و ثبوت شفاعت کے حضور ﷺ کیلئے قائل ہیں۔

(۶) یہ وہابیں نبی اکرم ﷺ سے توسل کو بعد از وفات ناجائز و حرام کہتے ہیں جبکہ ہم (اہلسنت وجماعت) توسل کے تحقق سے قائل ہیں۔

(۷) یہ اشتغال باطنیہ و اعمال صوفیہ، مراقبہ، ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقاء و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں جبکہ اکابر اہلسنت و جماعت طریق صوفیہ باطنیہ سے منسلک ہیں اور ریاضت دوام فکر و ذکر ان کا شعار ہے۔

(۸) یہ ذکر ولادت کو قبیح و بدعت کہتے ہیں جبکہ اہلسنت مندوب و باعث برکت فرماتے ہیں۔

(۹) ندائے یا رسول اللہ سے ان کا کلیجہ چھلنی ہوتا ہے۔ جبکہ اہلسنت نہایت تفصیل فرماتے ہیں اور سنیوں کے دلوں کی ٹھنڈک ہے۔

(۱۰) محمد بن عبد الوہاب نجدی نبی اکرم ﷺ کی قبر انور کو بوابت کہتا تھا اور یہ بھی کہ یہ گرا دینے کے لائق ہے۔ اگر میں اس پر قادر ہوتا تو گرا دیتا۔ جبکہ علماء اہلسنت کے نزدیک گنبد خضریٰ کی طرف محبت سے نگاہ کرنا بھی عبادت ہے۔

(۱۱) محمد بن عبد الوہاب نجدی زیارت نبوی ﷺ کو حرام جانتا تھا اور اس کے بعد اس کے متبعین (وہابیہ) سفر زیارت کو معاذ اللہ "زنا" کے درجے کو پہنچا دیتے ہیں۔ اور جب مسجد نبوی میں

جاتے ہیں تو صلوٰۃ، سلام نہیں پڑھتے اور نہ ہی اس طرف متوجہ ہو کر دعا مانگتے ہیں۔ جبکہ اکابر اہلسنت اس طائفہ باغیہ کے مخالف ہیں۔ اہلسنت ہمیشہ حضور انے زیارت رسول اکرم ﷺ کرتے ہیں۔ صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔ قبر اطہر کی طرف رخ کرکے وسیلہ کرتے اور دعا مانگتے ہیں۔

(۱۲) یہ ذیل کی احادیث کو من گھڑت اور ضعیف کہتے ہیں۔

۱: جس نے میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔

۲: جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

۳: جس نے محض میری زیارت کیلئے سفر کیا اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔

۴: جس نے حج کیا اور میری زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔ جبکہ علماء اہلسنت وجماعت ان احادیث کو صحیح اور ان پر عمل کرنے کو اپنا ایمان جانتے ہیں۔

یہ تھے محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اسکے متبعین (وہابیہ) کے چند عقائدِ فاسدہ وباطلہ جو کہ اہلسنت و جماعت کے سراسر خلاف اور ایسے عقائدِ ذمیمہ سرورِ کائنات ﷺ کی شانِ نبوت کے خلاف اور بدترین درجہ کی گستاخی و بے ادبی ہے۔

اللھم احفظ ایماننا عن الخار جیت الوھابیت و نعوذبك من شرورھم۔

قارئین کرام: زیرِ نظر کتاب "سیوف الرضو یہ علی صدور النجدیہ" سے وہابیہ کی حقیقت اور انکی پیدائش اور اس وہابی تحریک کے بانی کے متعلق بغور مطالعہ فرمالیا۔ اور اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ان کی اصلیت کیا ہے؟۔ اور ابن لعل دین کی دعوتِ اسلامی، مولانا محمد الیاس قادری صاحب اور فیضان سنت پر تنقید کیا معنی رکھتی ہے؟۔

اب آیئے ان خرافات کی طرف جو ابن لعل دین نے "میٹھی میٹھی سنتیں یا......؟ نامی کتاب میں کیں۔ اور اس بات کا بھی بغور اندازہ لگایئے کہ ابن لعل دین نے کیسی جعل سازی سے کام لیا۔ اور جہالت کے کتنے عمیق (گہرے) گڑھے میں ہے۔ اور یہ بھی کہ مدینۃ النبی (مدینۃ المنورہ) ﷺ سے یہ نجدی لوگ ابن عبد الوہاب نجدی کی تعلیمات کے مطابق کتنا بغض وکینہ رکھتے ہیں۔ اور صرف اسی پر اکتفا نہیں بلکہ عاشقوں پر بھی بدعت وضلالت اور کفر و شرک کے فتوے لگاتے ہیں۔ جو مدینہ طیبہ سے محبت کرتے ہیں۔ اور مدینے کی یاد میں تڑپتے

ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے فرمان "جس کسی سے ہو سکے وہ مدینہ میں مرنے کیونکہ جو شخص اس میں جان دے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔" کے مطابق مدینۃ النبی ﷺ میں مرنے کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے عقیدے اور مذہب سے بچائے (آمین) چنانچہ ابن لعل دین اپنی میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ؟ نامی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۲ پر مدینہ طیبہ کے نام سے بغض و کینہ کا اظہار اس طرح کرتا ہے۔ صفحہ نمبر ۳۲ پر اصل عبارت اس طرح ہے۔

"قادری صاحب کا پورا نام، محترم رہبر شریعت، پیر طریقت ...... ابو بلال سگ مدینہ (مدینے کا کتا)، مولانا الیاس قادری، رضوی، دام اقبالہ وغیرہ وغیرہ ہے" محترم ناظرین کرام! اس مذکورہ عبارت میں مولنا الیاس قادری صاحب کے نام کے ساتھ سگ مدینہ لکھ کر قوسین میں (مدینے کا کتا) کیسے واضح اور مسخرے انداز میں لکھ رہا ہے۔ نعوذ باللہ!

(۱) مولنا الیاس قادری صاحب خدا کے خوف سے اور موت کے ڈر سے اور مدینے کی محبت میں اپنے نام کے ساتھ سگ مدینہ لکھتے ہیں۔

(۲) یہاں سگ (کتا) کے معنی حقیقی مراد نہیں لیے جائیں گے بلکہ مجازی معنی مراد لیے جائیں گے اور مجازی معنی وفادار کے ہیں۔ یعنی مدینے سے وفاداری کرنے والا

اعتراض: اگر یہ کہا جائے کہ الیاس قادری صاحب نے خدا کے خوف اور موت کے ڈر سے اپنے آپ کو سگ مدینہ ہی کیوں کہا تو اس کا جواب یہ ہے کہ!

جواب: الیاس قادری صاحب نے سگ مدینہ اس لیے کہا اور تمنا ظاہر کی کہ کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا اور موت، قبر اور حشر کا مجھ سے کچھ تعلق نہ ہوتا۔ انسان کی بجائے مدینہ طیبہ کا سگ بن گیا ہوتا یا پھر نبی اکرم ﷺ کی آل اطہر کا۔

اب اگر ابن لعل دین اس خواہش و تمنا کرنے پر بدعتی ہونے کا فتویٰ دیتا ہے تو پھر یہ فتویٰ صرف الیاس قادری صاحب پر ہی نہ دے بلکہ انسان نہ ہونے کی تمنا کرنے پر حضرت عمر اور حضرت ابو بکر صدیق پر بھی دے۔ اس لیے کہ حضرت ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ!

"وددت انی شعرۃ فی جنب عبد مومن" (منتخب الکنز ۴، ۳۶۱)

ترجمہ: "میری خواہش تو یہ ہے کہ میں مسلمان کے پہلو کا بال بن جاتا"۔ (سیدنا ابو بکر صدیق) دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ "کاش! میں درخت ہوتا۔ کھا لیا جاتا یا کاٹ ڈالا جاتا"۔ (سیدنا ابو بکر صدیق)

اسی طرح سیدنا عمر فاروق فرماتے ہیں۔" لیتنی کنت هذه التبنة لیتنی لم اخلق لیت امی لم تلدنی" (الطبقات ۳، ۳۶۰)

ترجمہ۔"کاش! میں ایک تنکا ہوتا یا کاش! میں کچھ بھی نہ ہوتا اور میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا"۔ (سیدنا عمر فاروق)

اسی طرح عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں۔"لو ددت انی هذه "

ترجمہ۔(کاش! میں یہ ستون ہوتا) (حضرت عبداللہ بن عمر)

اسی طرح حضرت عمر فرماتے ہیں کہ! یالیتنی کنت کبش اهلی لیسمنونی مابدالهم حتی اذا کنت اسمن ماا کون زارهم بحض من یحبون فنعلوا بعضی شواء وبعضی قدیرا ثم اکلونی فاخرجونی عذرة ولم اکن بشرا۔ (الحلیہ ۱، ۵۲)

ترجمہ: کہ کاش میں دنبہ ہوتا مجھے گھر والے خوب فربہ کرتے مجھے ذبح کرتے کچھ بھون لیتے اور کچھ خشک کر لیتے پھر مجھے کھا جاتے اور مجھے بصورت گندگی نکالتے کاش! میں انسان نہ ہوتا۔

اسی طرح ام المومنین سیدہ عائشہ فرماتی ہیں۔یالیتنی کنت حجرا ترجمہ :(کاش! کہ میں پتھر ہوتی)(الطبقات ۱، ۷۴)

قارئین کرام! آپ نے مذکورہ اقوال پڑھے اور کیا آپ نے غور کیا کہ سیدنا صدیق اکبر اور عمر فاروق نے ایسی خواہشیں کیوں کیں؟ حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے ان کو دنیا میں ہی جنت کی بشارتیں عطا فرمادی تھیں تو یقیناً خدا عزوجل کے خوف سے کیں۔

تو الیاس قادری صاحب اگر خداتعالیٰ کے خوف اور قبر و حشر کے غم میں اپنے انسان نہ ہونے کی خواہش ظاہر کر رہے ہیں تو عین اقوال سیدنا ابوبکر و عمر کے مطابق کر رہے ہیں اسی لیئے اپنے آپ کو "سگ مدینہ" فرماتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں کہ!

کاش! کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا
قبر و حشر کا سب غم ختم ہو گیا ہوتا

تو اس کے برعکس مولوی ابن لعل دین (وہابی) کا اعتراض چہ معنی دارد؟

عقل کو تنقید سے فرصت کہاں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ۔

"ایک عالم کی وفات ہوئی تو انکو کسی نے خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا جنت عطا کی گئی علم کے سبب نہیں بلکہ حضور ﷺ کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کتے کو رائی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھیڑوں کو بھیڑیوں سے خبردار اور ہوشیار کرتا رہتا ہے"۔

اب بھی اگر مجازی نسبت اور عرفی معنی پر اعتراض کیا جائے تو پھر ان وہابیانہ مغالطوں کی زد معاذاللہ براہ راست حضور نبی اکرم ﷺ اور حضرات صحابہ کرام علیھم الرضوان بلکہ خود اللہ عزوجل پر بھی آئے گی۔ مثلاً قرآن پاک کی سورتیں (۱) سورۃ بقرہ (۲) سورۃ نمل (۳) سورۃ عنکبوت (۴) سورۃ فیل وغیرہ۔

اب ان سورتوں کو جانوروں اور کیڑوں، مکوڑوں کے ناموں کی طرف منسوب کیا گیا ہے تو کیا اب وہابی بزعم جہالت اللہ ورسول پر اعتراض کریں گے کہ قرآن کی سورتوں کو جانور بنادیا۔ اور آیت قرانی کو گائے، مکڑی، چیونٹی اور ہاتھی قرار دے دیا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود اپنے آپ کو سگ کہے تو اس میں کونسے جذبے کی تسکین ہوتی ہے۔ تو جواب ہے کہ آیات قرآنی کا نام جانوروں کا نام ہے پھر بتادیجئے کہ اس میں کون سے جذبے کی تسکین ہے۔ اسی طرح سیرت ثنائی وغیرہ میں وہابیہ اپنے مولوی ثناء اللہ امرتسری کو شیر پنجاب لکھتے ہیں کہ (پنجاب کا شیر) اب شیر ایک وحشی جانور ہے تو کیا مولوی ابن لعل دین اپنے مولوی کو حقیقی معنی مراد لیتے ہوئے وحشی مولوی یا وحشی جانور کہے گا۔ اگر حقیقی معنی مراد لے لے تو کیا شیر اشرف المخلوقات انسان سے افضل ہے؟ اسی طرح: قصائد قاسمی صفحہ نمبر ۷ پر دیوبندیوں کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی نے بھی خود کو "سگ مدینہ" لکھا ہے کہ:

؎ امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید یہ ہے
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار

آگے لکھتا ہے:۔

دیکھا سا تو ما تھا سگان حرم نے تیر ے پھر اس مرا اس تو لکھا میں مدینے کے کھو ادھر نیاز

(قصائد تا نائی)

اہل حدیث (وہابی) کے امیر العلماء مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کتاب ''سراجاً منیرا'' صفحہ ۱۰۲ میں قول العارف الجامی (رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالہ سے لکھتا ہے۔

تاب وصلت کار پاکان من از ایشان نیستم
چوں سگا نم جائے رہ ور سایہ دیوار خویش

''میں اس نسبت (سگ) سے بھی کمتر نسبت والا ہوں۔''

اب بھی اگر وہابیہ ''سگ مدینہ'' پر اعتراض کریں اور طعن و تمسخر کریں تو ان کی شقاوت اور بارگاہ رسالت سے محرومی و بے نصیبی میں کوئی شک نہیں۔ اور تعجب ہے کہ وہابی بارگاہ رسالت کے خدام و نیاز مندی رکھنے والوں پر طعن و تمسخر کرتے ہیں۔

آہ

کیا جواب جرم دیں گے یہ خدا کے سامنے
بغض جو رکھتے ہیں سگانِ حرم کے سامنے

مولوی ابن لعل دین اپنی کتاب کے صفحہ ۳۳ پر لکھتا ہے کہ۔

''یہ ایک حقیقت ہے کہ الیاس قادری صاحب نے باقاعدہ طور پر کسی مدرسہ، درسگاہ یا دینی علوم سے واقفیت رکھنے والے کسی ادارے میں تعلیم حاصل نہیں کی اور نہ ہی وہ کسی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہیں۔''

محترم قارئین کرام! اس کا جواب ملاحظہ ہو! سب سے پہلے تو ابن لعل دین (وہابی) سے پوچھئے کہ میاں چلو بقول تمھارے قادری صاحب نے تو کسی سے تعلیم حاصل نہ کی۔ مگر بتاؤ تم کہاں کے فارغ التحصیل ہو کہ جس نے امت مسلمہ میں انتشار کیلئے ۳۲۸ صفحات پر مسخرانہ بھر دیا۔ اور کسی حدیث یا آیت سے رد نہیں کیا اگر کیا ہے تو استدلال پرلے درجے کا غلط۔ اور کیوں نہ ہو علم سے تو عاری ہے اور بقول اپنے ڈائریکٹ بخاری پڑھی۔ نہ علم النحو کا پتہ نہ علم الصرف نہ فقہ نہ اصول چلو تھوڑی بہت منطق کسی وہابی سے پڑھ لیتا اور اپنی کتاب میں کوئی دو ایک بات منطق کی رد میں دیتا مگر کیا کرتا ڈائریکٹ بخاری جو پڑھی۔

اعتراض: یہ کیسے معلوم ہوا کہ ابن لعل دین فارغ التحصیل نہیں؟

جواب: اٹھایئے ابن لعل دین کی میٹھی میٹھی سنتوں نامی کتاب اور کھولئے صفحہ نمبر ۳۲۴۔

جی ہاں صفحہ ۳۲۴ کھل گیا اب پڑھئے کیا لکھتا ہے؟

"آپ میری روداد پڑھ کر خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اصل دین سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ میری فیملی کراچی سے لاہور منتقل ہوئی تو حالات نے پلٹا کھایا اور نوکری کرنی پڑی۔ جہاں میرا واسطہ میرے راہنما استاد محترم حافظ عبد الوہاب صاحب سے پڑا۔ تعارف میں اپنا نام سہیل احمد قادری بتایا۔ استاد صاحب نے کہا کہ قادری نہیں صرف سہیل احمد .... چند سطور کے بعد لکھتا ہے: لہذا الطاف بھائی سے بخاری شریف لے کر مطالعہ شروع کیا۔"

جی ہاں اس عبارت میں اس نے خود اقرار کیا کہ الطاف بھائی سے بخاری شریف لے کر مطالعہ شروع کیا۔

محترم قارئین کرام! اب ذرا غور تو کریں کہ کیا آج تک کسی مدرسے میں یا پھر کسی استاد نے اپنے شاگرد کو ڈائریکٹ بخاری شروع کروائی ہو۔ ہرگز نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ابن لعل دین خود علم دین سے عاری ہے تو دوسروں پر اعتراض کی جرأت کیسی؟ اور ابن لعل دین کی دوسری بے توفی اور حد درجہ کی بے توفی یہ کہ اپنی کتاب مکمل کرلی مگر نام نہ تنہا صرف ابن لعل دین لکھ دیا۔ مگر مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا جو اس نے منہ سے اقرار کیا کہ استاد کو تعارف میں اپنا نام سہیل احمد قادری بتایا۔

اب تیسری حماقت اور ضلالت بھی دیکھئے کہ استاد نے کہا قادری نہیں صرف سہیل احمد (جیسا کہ صفحہ ۳۲۴ کی مذکورہ بالا عبارت میں لکھا گیا) اب استاد نے قادری کہلوانے سے منع کیوں کیا کہ استاد کا نام عبد الوہاب تھا اور وہابیہ کا پیشوا ابن عبد الوہاب تھا۔ نام کا اثر فسوں کر گیا۔ اور قادری لفظ سنتے ہی کلیجہ میں شعلہ بھڑکا اور کہہ دیا کہ قادری نہیں صرف سہیل احمد۔

چوتھی حماقت اور ضلالت یہ کہ وہابیہ شور مچاتے سنائی دیتے ہیں کہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہابی تھے۔ حالانکہ یہ ان کا زعم فاسد ہے مگر دوسری طرف اس کا برعکس ہے کہ قادری کی نسبت جو غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے اس نسبت سے روکا جارہا ہے کہ قادری نہیں صرف سہیل احمد! اب نتیجہ واضح ہے کہ وہابی بے نسبے اور بے فیضے ہوتے ہیں اور ابن لعل دین (وہابی) ایسا سیدنگا جو سینگ پنے کی جال میں پھنس گیا جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

ازالہ وھم

محترم قارئین! آپ نے ابن لعل دین کی کم عقلی وکم علمی اور ضلالت وگمراہی اور تعلیمی پوزیشن کا بھی بغور مطالعہ فرمایا اب آیئے اس وھم کو بھی دور فرمالیں جو ابن لعل دین نے ذہن میں ڈال دیا۔ کہ مولنا الیاس قادری صاحب کسی سے پڑھے ہوئے نہیں اور نہ ہی فارغ التحصیل ہیں۔ چنانچہ : جماعت اھلسنت کے کراچی کے مشہور و معروف مفتی اعظم حضرت علامہ مولنا وقار الدین رحمتہ اللہ علیہ اپنے فتاوی بنام "وقار الفتاوی" جزو ۲، صفحہ نمبر ۲۰۲، پر فرماتے ہیں کہ : "دعوتِ اسلامی کے بانی مولوی الیاس قادری صاحب کو میں تقریباً ۲۲ سال سے جانتا ہوں اور وہ برابر میرے پاس آتے جاتے رہتے تھے اور مسائل پوچھ پوچھ کر ہی مولوی بنے" (اس وقت مولوی، علامہ کو ہی کہتے تھے)۔

صاحبو! ملاحظہ فرمایا آپ نے اک اہلسنت وجماعت کے عظیم مفتی اپنے فتاوی میں فرما رہے ہیں کہ عرصہ ۲۲ سال سے مولنا الیاس قادری صاحب میرے پاس مسائل (علم دین) سیکھنے کیلئے آتے جاتے رہتے تھے اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ عالم کے لیے عمر اور سند ہونا شرط نہیں اگر سند شرط ہوتی تو صحابہ کرام علیھم الرضوان کے پاس کونسی سندیں تھیں؟ اگر عمر شرط ہوتی تو اعلحضرت امام اھلسنت سیدی الشاہ احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ ۱۴ برس کی عمر میں فتویٰ نہ دیتے۔ مگر تعجب ہے کہ ابن لعل دین تو ڈائریکٹ چند دنوں میں معلم بخاری بن گیا اور عربی عبارتوں کو سمجھنے لگا اور الیاس قادری صاحب ۲۲ سال تک سیکھتے رہے اور اس کی نظر میں فارغ التحصیل نہ ہوئے۔

اسی طرح ابن لعل دین اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۴ پر لکھتا ہے کہ: "قادری صاحب کے بڑے بھائی ٹرین کے حادثہ میں انتقال کر گئے وہ خواب میں بتاتے ہیں کہ .... عنقریب تھا کہ ان پر عذاب مسلط ہو جاتا لیکن الیاس بھائی کا کیا ہوا ایصال ثواب میرے اور عذاب کے درمیان آڑن گیا۔ کہتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے مرنے کے بعد میرا بھائی الیاس میرے کام آگیا"۔

محترم قارئین کرام! اس مذکورہ بالا عبارت میں ابن لعل دین واضح طور پر ایصال ثواب

کے منکر نظر آرہے ہیں۔ لہٰذا النبراس صفحہ ۳۴۶ پر ہے کہ : **وفی دعا الاحیاء الاموات و صدقتهم ای صدقة الاحیاء عنهم ای عن الاموات نفع لهم ای الاموات خلافاللمعتزلة الخ"**

ترجمہ : اور مردوں کیلئے زندوں کادعا کرنا اور مردوں کی طرف سے زندوں کا صدقہ کرنا مردوں کیلئے نافع ہے۔ خلاف معتزلہ (فرقہ) کے......... الخ۔

اس سے معلوم ہوا کہ دعا اور صدقہ دونوں ایصال ثواب کیلئے کیئے جاتے ہیں۔ اور کیے بھی جا ئیں اور ان کا ثواب مردوں کو بخشا جائے۔ تو مردوں کو ان سے نفع ہوتا ہے۔

اسی طرح حدیث شریف میں وارد ہے کہ :

انه قال یارسول الله ان ام سعد فای الصدقة افضل قال الماء فحفر بئراوقال هذالام سعد رواه (ابوداؤد، نسائی) (بحوالہ نبراس، ص ۳۴۸)

ترجمہ : یعنی صحابہ کبار علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ سعد کی والدہ وفات پا گئیں ہیں تو کونسا صدقہ افضل ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا پانی، پس حضرت سعد رضی اللہ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا **هذه لام سعد** کہ یہ کنواں سعد کی والدہ کے نام پر ہے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب کی تعلیم خود سرکار ﷺ نے فرمائی۔ اور یہ بھی کہ ایصالِ ثواب مردوں کیلئے نافع و دافع عذاب ہے۔

اسی طرح "نبراس ص ۳۴۷" میں ہی ایک اور حدیث ذکر کی گئی ہے کہ :

وقال علیه الصلوة و السلام الدعاء یردالبلاء والصدقة تطفی غضب الرب رواه ابو شیخ عن ابی حریرة رضی الله عنه

ترجمہ : اور فرمایا نبی اکرم ﷺ نے کہ دعا بلاؤں کو دور کرتی ہے اور صدقہ رب عزوجل کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ پھر آگے لکھا ہے کہ :

وقال علیه السلام ان العالم والمتعلم اذا مدعلی قریة فان الله تعالیٰ یرفع العذاب عن مقبرة تلك القریة اربعین یوماً

ترجمہ : اور فرمایا نبی اکرم ﷺ نے کہ جب عالم اور متعلم (طالب علم) کسی گاؤں سے گزرے تو بے شک اللہ تعالیٰ چالیس دن تک کیلئے اس گاؤں کے قبرستان سے عذاب اٹھا لیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ

اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلث صدقة جارية وعلم ينتفع به وولد صالح يدعوله رواه مسلم

کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ سوائے تین کے

۱۔ صدقہ جاریہ ۲۔ علم جس کے ساتھ نفع اٹھایا جائے ۳۔ اور نیک اولاد جو اس کے لیئے دعا کرے۔

اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ:

ومنها حديث ابن عباس يرفعه ما الميت في قبره الا شبيه الغريق المتغوث ينتظر دعوة تلحقه من اب وام او ولد او صديق ثقة فاذالحقة كان احب اليه من الدنيا وان الله ليد خل على اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال ان هدية الاحياء الى الاموات الا ستغفار لهم رواه البيهقي

محترم قارئین کرام ! ان احادیث کے علاوہ بھی بے شمار حدیث موجود ہیں جن کا مفہوم ان کی طرح ہے۔ جن سے ایصالِ ثواب ثابت ہو تا ہے۔ اور ایصالِ ثواب کرنے والا ہی مردے کے کام آتا ہے جبکہ لال لعل دین اور تمام وہابیہ ایصالِ ثواب کے منکر ہیں اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

اللہم ثبت علی صراط المستقیم

اسی طرح لال لعل دین ص ۳۳ پر لکھتا ہے۔

یہ بھی ان کا عقیدہ ہے کہ نہ صرف نبی مکرم خاتم النبیین ﷺ قادری صاحب کے خاندان کے افراد سے ملاقاتیں کرتے ہیں بلکہ آپ ﷺ سیدنا ابو بکر صدیق و عمر و عثمان و علی علیہم الرضوان کو بھی ساتھ لے کر ان کے اجتماعات میں شرکت کرتے ہیں اسی طرح آپ ﷺ قادری صاحب کی ہمشیرہ کے پاس بھی تشریف لاتے ہیں۔

عبارت: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قادری صاحب کے لکھے ہوئے شعری مجموعے نہ صرف پسند کرتے ہیں اور نہ صرف سننے کے مشتاق رہتے ہیں بلکہ قادری صاحب سے فرمائش بھی کرتے ہیں کہ نئے مزید شعر لکھ کر لاؤ اور سناؤ۔

عبارت ۳: ان کا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ الیاس قادری صاحب کی حفاظت کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا تینوں عبارتوں کا جواب ملاحظہ ہو!

نوٹ: یاد رہے کہ یہ سب خواب نہ تو الیاس قادری صاحب نے بیان فرمائے ہیں اور نہ ہی یہ کوشش کی گئی ہے کہ اپنے خواب بیان کر کے الیاس قادری اپنی واہ واہ کروائیں۔

ہاں یہ خواب کسی نے دیکھے ہیں لہذا یہ ممکن بھی ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

مندرجہ بالا عبارتوں میں ابن لعل دین نے مولانا الیاس قادری پر طعن نہیں کیا بلکہ تینوں عبارتوں میں ابن لعل دین کو اپنا عقیدہ بتانا مقصود ہے کہ نبی اکرم ﷺ الیاس قادری صاحب کی حفاظت کرتے ہیں تو یہ غلط ہے اسلئے کہ حضور ﷺ کے پاس یہ اختیار نہیں اور نہ ہی حضور ﷺ کسی کے پاس جاسکتے ہیں۔ (معاذاللہ)

محترم قارئین کرام!

غور کیجئے اکہ ابن لعل دین کا عقیدہ آئینہ نما ہے اور کہنے کا مطلب بھی یہی ہے نبی کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔

حالانکہ اہلسنت و جماعت کا اعتقاد بلکہ ایمان کی جان بلکہ جان کی بھی جان ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا اور آپ اپنے امتیوں کے احوال سے باخبر ہیں اور ایک ہی وقت کئی متعدد جگہوں پر آجاسکتے ہیں اور حاضر و ناظر ہیں۔ اور تمام اختیارات حضور ﷺ کو اللہ عزوجل نے عطا فرمائے ہیں۔

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک (النمل، پ۱۹، آیت ۴۰)

"کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے" (کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں خدا تعالیٰ کی عطا کی ہوئی طاقت کا اندازہ لگایئے کہ سلیمان علیہ السلام کے دربار میں آصف بن برخیا نے پلک جھپکنے سے پہلے ملکہ بلقیس کا تخت لا کھڑا کیا۔ اسی طرح سلیمان علیہ السلام کا جب لشکر تم کو کچل نہ دے۔ تو یہ الفاظ چیونٹی کے تھے مگر سلیمان علیہ السلام نے سماعت فرمالیئے اور قرآن میں ارشاد ہوا۔

اب اس سے نبی کی سماعت کا اندازہ لگایئے کہ چیونٹی کی آواز سن لی اور وہ بھی تین میل

سے دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

قل یتوفکم ملک الموت (پ ۲۱، السجدۃ، آیت ۱۱)

ترجمہ: "تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ"۔

اس آیت میں فرشتے کو اختیار دیا گیا کہ وہ موت دیتا ہے حالانکہ مارنے والا تو اللہ عزوجل ہی ہے مگر اختیار فرشتے کو، جب فرشتے کو اختیار ہے تو انبیاء علیہم السلام کو کیوں نہیں ہو سکتا۔ مارنے والے فرشتے کا نام عزرائیل ہے اور اللہ کی طرف سے روحیں قبض کرتے ہیں۔ مروی ہے کہ ملک الموت علیہ السلام کیلیے دنیا مثل ہاتھ کی ہتھیلی کے ہے۔ اور وہ مشارق و مغارب کی روحیں مشقت اٹھالیتے ہیں۔ اور رحمت و عذاب کے بہت فرشتے ان کے ماتحت ہیں۔

اب غور کریں کہ کتنا کچھ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کے اختیار میں کیا اور یہ ہو سکتا ہے تو پھر انبیاء بدرجہ اولیٰ اختیار کے مالک ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ:

وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموت والارض ولیکون من الموقنین۔

ترجمہ: اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہیاں آسمانوں اور زمین کی اور اسلیئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔ (پ ۷، الانعام، آیت ۷۵)

یعنی جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو دین میں بینائی عطا فرمائی ایسے ہی انہیں آسمانوں اور زمین کے ملک دکھائے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے زمین و آسمان کی خلق مراد ہے۔ مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہیں آیات و سماوات اور ارض مراد ہیں۔ یہ اسطرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتھر پر کھڑا کیا گیا اور آپ کے لیے سماوات مکشوف کئے گئے۔ یہاں تک کہ آپ نے عرش و کرسی اور آسمانوں کے تمام عجائب اور جنت میں اپنے مقام کا معائنہ فرمایا اور آپ کے لیے زمین مکشوف فرمادی گئی یہاں تک کہ آپ نے سب سے نیچے کی زمین تک نظر کی اور زمینوں کے تمام عجائب دیکھے۔ (درمنثور، خازن وغیرہ)

اور یہ بھی کہ ہر مخفی اور ظاہر چیز ان کے سامنے کر دی گئی اور خلق کے اعمال میں سے کچھ بھی نہ چھپا رہا۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام دور سے سنتے، دیکھتے اور مدد کرتے ہیں۔ اور جب ایک فرشتے اور حضرت ابراہیم کا یہ مقام ہے کہ کوئی چیز مخفی نہ رکھی گئی تو حضور ﷺ کی تو

شان ہی نرالی ہے اور ایک مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام کو علم غیب بھی عطا کیا گیا ہے۔ اسی لیے تو اعلحضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا ۔۔۔۔ جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اب ذیل میں بخاری شریف کی ایک حدیث کا مفہوم بھی ملاحظہ ہو ۔

قبر میں جب فرشتے سوال کریں گے کہ من ربک ؟ مادینک ؟ تو ایک سوال (بالفاظِ بخاری) یہ بھی ہوگا کہ ماتقول فی حق ھذا الرجل

کہ تو اس شخص کے (رسول ﷺ) کے متعلق کیا کہتا ہے ؟

اب اس میں ایک باریک نکتہ یہ بھی ہے کہ اس دنیا میں بیک وقت کتنے افراد وفات پاتے ہیں ؟ پھر کتنے افراد دفن کئے جاتے ہیں ؟ اور کتنے مسلمانوں کی قبر میں بیک وقت حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں ؟

تو معلوم ہوا کہ جب بیک وقت کئی جگہوں پر نبی اکرم ﷺ تشریف لاتے ہیں تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ نبی اکرم ﷺ اپنے عشاق کی محافل و اجتماعات میں بھی تشریف لاتے ہیں ۔ اور یہ انبیاء کرام کے لیئے محال نہیں۔ اور یہ بھی کہ نبی اکرم ﷺ صرف الیاس قادری صاحب کی نہیں بلکہ اپنے تمام عشاق امتیوں کی حفاظت فرماتے ہیں اور جسے چاہیں اپنی زیارت سے مشرف فرمادیں۔ اور یہی اہلسنت کا عقیدہ ہے۔ لہذا ابن لعل دین کا یہ عقیدہ جو اس نے ظاہر کیا کہ انبیاء کو کچھ اختیار نہیں ۔ باطل ، باطل ، باطل ، اور عوام کو چاہیے کہ ایسے گندے عقیدے سے بچیں۔ اور ایسے لوگوں (وہابیہ) سے اپنے ایمان کی حفاظت کریں جو دین متین کے چور ہیں۔

ابن لعل دین کی کتاب کے صفحہ نمبر 35 سے لیکر صفحہ نمبر 37 تک کا جواب اوپر والے جواب میں ہی ہے ۔ مولینا الیاس قادری صاحب نے اپنے وصایا میں فرمایا کہ اگر ہو سکے تو میری وفات کے بعد میری ان وصیتوں پر عمل کیا جائے۔ اب چند ان وصیتوں کا بیان کیا جاتا ہے ۔ جن پر ابن لعل دین نے بدعت کا فتویٰ دیا اور خود کو منکر ٹھہرالیا۔ چنانچہ اپنی کتاب کے صفحہ 38 پر لکھتا ہے کہ

"ممکن ہو تو قبر کے اندرونی تختے پر "یاسین" شریف ، سورہ ملک ۔۔۔۔۔۔۔ اور درود تاج

پڑھ کر دم کر دیا جاتا ہے۔"

اسی طرح کی عقل سمجھ سے بالا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی وصیت میں یہ لکھ دے کہ میرے بعد میری قبر پر سورۃ یٰسین اور سورۃ تبارک یا سورۃ ملک کی تلاوت کی جائے تو اس میں کونسی بدعت چھپی ہوئی ہے؟ کہ جس کا کرنے والا بدعتی ہو جائے؟ اور ان جیسے عقل دین سے عاری لوگ کہتے ہیں کہ ان کا ثبوت کسی بھی کتاب یا حدیث سے نہیں حالانکہ ان کا ثبوت احادیث میں موجود ہے۔ چنانچہ الترمذی شریف میں ہے کہ۔

عن انس قال رسول اللہ ﷺ ان لکل شئی قلبا وقلب القرآن عشرمرات

(ترمذی ج ۲ صفحہ ۱۱۲)

ترجمہ۔ حضرت انس سے روایت کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر چیز کیلئے دل ہے اور قرآن کا دل سورہ یٰسین ہے جس نے یٰسین پڑھی اللہ عزوجل اس کیلئے دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا ثواب لکھے گا۔

روض الریاحین میں حضرت علامہ یافعی فرماتے ہیں کہ ملک یمن میں میں نے بعض صالحین سے سنا ہے کہ ایک میت کو جب لوگ دفن کر کے واپس آنے لگے تو قبر میں سے ایک گرجدار دھماکے کی آواز آئی اور ایک کالا کتا نکل کر بھاگا۔ ایک نیک آدمی جو وہاں موجود تھا اس سے کہنے لگا تیرا ناس ہو تو کون بلا ہے؟ وہ بولا کہ میں اس میت کا برا عمل ہوں۔ تو اس نیک آدمی نے پوچھا یہ چوٹ تیرے لگی تھی یا میت کے کہا! میرے ہی لگی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کے پاس سورۃ و غیرہ جن کا یہ شخص ورد کیا کرتا تھا آگئیں۔ اور مجھے اس میت کے پاس تک نہ جانے دیا۔ اور مار کر نکال دیا۔ (روض الریاحین)

ایک اور حدیث،

فرماتے ہیں نبی ﷺ، من زار قبر ابویہ او احدھما یوم الجمعۃ فقراء عندہ یٰسین غفر لہ

ترجمہ، جو شخص جمعہ کے دن اپنے والدین یا ایک کی زیارتِ قبر کرے اور اس کے پاس یٰسین پڑھے بخش دیا جائے۔

رواہ ابن علی عن صدیق الاکبر وفی لفظ من زار قبر والدیہ او احدھما فی کل

جمعة فقراء عنده يٰسٓ غفر الله بعدد كل حرف

ترجمہ :"جو ہر جمعہ والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے وہاں یٰسٓ پڑھے یٰسٓ شریف میں جتنے حروف ہیں ان سب کی گنتی کے برابر اللہ تعالیٰ اس کیلئے مغفرت فرمائے"۔ رواہ وھو والخلیلی واشیخ والدیلمی وابن النجار والرافعی وغیرھمہ عن ام المؤ مینن الصدیقة عن ابیھما الصدیق الا کبر النبی ﷺ

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں فضائل سورۃ ملک معلوم ہوئے اور یہ بھی کہ یٰسٓ شریف کے پڑھنے سے مردے کو فائدہ ہوتا ہے۔ اس لیئے تو مولنا الیاس قادری صاحب نے اپنے وصیت نامہ میں فرمایا کہ سورۃ یاسین شریف پڑھ کر دم کیا جائے تو یہ ان لعل دین کے بقول بدعت نہ ہوگا بلکہ بدعت کہنے والا تو سراسر منکر حدیث ہے۔ سورۃ ملک کے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں

عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال ان سورۃ من القرآن ثلاثون ایة شفعته لرجل حتی غفر له وھی تبارک الذی بیده الملک(ترمذی۔ج ۲۔ ۱۱۳)

یہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن میں تیس آیتوں والی ایک سورت ہے جو آدمی کیلئے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے اور وہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے، ایک اور حدیث میں وارد ہوا کہ ،

عن ابن عباسؓ قال ضرب بعد اصحاب النبی ﷺ خبآنه علی قبر وھو ہ یحسب انه قبر فاذاقبرانسان یقرء سورۃ الملک حتی ختمھا فاتی النبی ﷺ فقال یارسول ﷺ انی ضر بت خبآئنی علی قبری واناا احسب انه قبر فاذاافیه انسا ن یقرء الملک حتی ختمھا فقال النبی ﷺ ھی المانعةھی المنجعة تنجیه من عذاب القبر ۔(ترمذی ج ۲۔ صفحہ ۱۱۲)

"حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بعض اصحاب النبی نے خیمہ لگایا ایک قبر پر اور وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ قبر ہے پس اس قبر میں ایک شخص نے سورۃ ملک کی تلاوت شروع کی یہانتک کہ اس نے سورت مکمل کی تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے سورۃ ملک پڑھنا شروع کی یہانتک کہ مکمل کی تو نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا وہ منع کرنیوالی اور نجات دینے والی ہے اس نے اسے قبر کے عذاب سے نجات دی"
اسی طرح ابن لعل دین نے درودِ تاج کو بدعت قرار دیا ہے۔
اور بعض وہابیہ اس درود کو شرک بھی کہتے ہیں وہ اسلیئے کہ اس درود میں دافع البلاءو الوباء والقحط والمرض والالم (بلاؤں، وباؤں، قحط، مرض اور غموں کو دور کرنے والے) حضور ﷺ کی شانِ والا میں مذکور ہوا اور بدعت اسلیئے کہتے ہیں کہ یہ اور اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ . اس درودِ تاج کا ورد باعثِ خیر وبرکت ومحبت رسول کی علامت ہے اور ابن لعل دین تو نرا جاہل ہے اور عربیت سے ناواقف اس نے یہ نہیں سمجھا کہ حضور ﷺ دافع البلاء کے سبب ہیں اگر چہ دافع البلاء حقیقۃً اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مختصر المعانی میں انبت الربیع البقل کو بقول مومن مجاز اور بقول کافر حقیقت فرمایا ہے اسکے علاوہ یہ بھی کہ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا کہ جبتک اے محبوب ﷺ آپ ان میں تشریف فرما ہیں)

اور وما ارسلنك الا رحمۃ للعلمین (ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کیلیئے)
پھر جبریل جلیل کا مقولہ قرآنِ پاک میں اسطرح درج ہے لاھب لك غلاما ذکیا (تاکہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں) یعنی تمھارے منہ میں یا گریبان میں دم کر دوں کہ اس کے اثر سے حمل رہ جائیگا اور لڑکا پیدا ہوگا. یہاں بقول وہابیہ جبریل بھی معاذ اللہ مشرک ہو گئے کیونکہ وہ اپنے آپکو وہاب فرما رہے ہیں اب رہا مسئلہ یہ کہ درودِ تاج بدعتِ سئیہ ہے اسلیئے کہ یہ صدہا سال بعد تصنیف ہوا. جیسا کہ ابن لعل دین نے بدعت کا فتویٰ دیا اور خود وہابی ملاں جمعہ میں یاوہ خطبے کیا زمانہ رسول ﷺ کی تصنیف ہیں ؟

واہ کتنا بڑا مکر! کہ ان خطبوں کا پڑھنا جو کہ صدہا سال بعد تصنیف ہوئے وہابیہ کیلیئے سنت ٹھہرے اور اہل حق کی تصنیف درودِ تاج کا پڑھنا یا پڑھ کر دم پھونکنا بدعت ٹھہرے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں جو صیغے درود پاک کے نقل فرمائے اور ایک مستقل رسالہ لکھ کر جتنے درود مشائخ عظام نے تصنیف فرمائے سب کے سب اس رسالہ میں درج فرمائے اور شرح سفر السعادۃ میں 36 صیغے درود کے رسولِ خدا سے منقول ہیں اور باقی صحابہ وتابعین سے تو ابن لعل دین نے ان سب حضرات کو معاذ اللہ مشرک وبدعتی بنا دیا اور کہا

کہ درودِ تاج کی اصل کسی حدیث میں نہیں اور نہ ہی صحاح ستہ میں موجود ہے. توہم اسے
صحاح ستہ سے ثابت کرد کھاتے مگر حدیث دکھانے کی کیا ضرورت کہ آخر سب کتب احادیث
صحاح وسنن ومسانید وغیرہا حضور ﷺ کے بعد تصنیف ہوئیں تو ان کے طور پر معاذ اللہ وہ
سب بدعت اور مصنفین بدعتی ہوئے. اور رہی آیت کہ رب تعالیٰ نے تخصیص لفظ
اور صیغہ اور وقت اور عدد مطلقاً اپنے حبیب ﷺ پر درود سلام کی طرف بلاتا ہے۔

یاایھاالذین امنواصلواعلیہ وسلمواتسلیماً .اللھم صل وبارك علیه وعلی اله
وصحبه اجمعین کلمارلع بذکرہ الفائزون ومنع من اکثارہ الھالکون .

تو درودِ تاج اور اس کے علاوہ اور درود سب کے سب اسی حکم کے دائرہ میں داخل ہیں اور
، مولانا محمد الیاس عطار قادری کی وصیت کہ "سورۃ یاسین شریف، سورہ ملک اور درودِ تاج پڑھ
کر قبر کے اندرونی تختے پر دم کردیا جائے"۔

تواس وصیت میں بھی درودِ تاج کا ہی ذکر ہے اور درودِ تاج یا ایھا الذین آیت کے خلاف
نہیں بلکہ اسی حکم کے دائرہ میں ہے۔

مگر ناس ہو وہابیہ کا کہ اس مذہب کی بنیاد ہی حتی الامکان حضور سید الانس والجان کے ذکر
شریف کو مٹانے اور محبوبانِ خدا کی تعظیم مسلمانوں کے قلوب سے گھٹانے پر ہے۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون.

"اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم (لوگ) کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے"۔

تو قارئین کرام سے التماس ہے کہ ایسے ناپاک اقوال پر توجہ نہ دیں کہ اسطرح توجہ دلانے
والے دنیا میں بہت ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

اور مسلمان صحیح العقیدہ ان کی طرف التفات ہی کیوں کریں بلکہ ایسے لوگوں کا تو علاج ہی یہی
ہے کہ اٹھتے بیٹھتے ہر وقت اور ہر حال میں اپنے محبوب بے مثال ﷺ کا ذکر اور زیادہ گرم جوشی
سے کریں مخالف خود ہی اپنی آگ میں جل بجھیں گے۔

قل موتوابغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور۔

تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔

اب آیئے ذیل میں ایک حدیث پڑھتے ہیں جو درودِ تاج پر صادق آتی ہے اور جس سے مومنین

کا ایمان تازہ ہو اور روئے ایمان پر احسان کا غازہ ہو۔ پہلے ایک آیت پیش کرونگا۔ اسکے بعد حدیث تاکہ درودِ تاج کی اصل معلوم ہو جائے۔

آیت : وما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔

سبحان اللہ !

ہمارے حضور ﷺ کافروں کیلئے بھی سبب دافع بلا ہیں پھر مسلمانوں پر تو خاص رؤف الرحیم ہیں اور درودِ تاج میں بھی دافع البلاء ولوباء والقحط والمرض والالم کے الفاظ ہیں لہذا درودِ تاج میں بھی حضور ﷺ کو دافع البلاء والوباء کہا گیا اور قرآن سے بھی سببِ دافع البلاء ثابت ہوئے۔

اسی لئیے تو قادری صاحب نے وصیت نامہ میں درودِ تاج کو پڑھ کر پھونکنے کا لکھا ہے،

حدیث :ایک اعرابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی ہے۔

اتیناک والعذراءُ یومی لبابھا	وقد شغلت امم الصبی عن الطفل
والقت بکفیھا الفتی لاستکانۃ	من الجوع ضعفالاً یمروہ یحلی
ولیس لنا الا الیک فرارنا	واین فرار الخلق الا الی الرسل

یعنی ہم درِ دولت پر شدت قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں ان کی چھاتی سے (کام کاج کرتے کرتے) خون بہ رہا ہے مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں جوان اور طاقتور مرد کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے دے تو کمزوری سے عاجزانہ زمین پر گر پڑتا ہے کہ منہ سے کوئی کڑوی میٹھی بات نہیں نکلتی اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں ؟ سوائے رسولوں کی بارگاہ میں ﷺ۔

یہ فریاد سُن کر رب عزوجل سے پانی مانگا ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جھک کر گلوئے پرنور (رخساروں) تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے لُند اور بیرونِ شہر کے لوگ فریاد کرتے ہوئے آئے کہ یارسول اللہ ﷺ ہم ڈوبے جاتے ہیں تو حضور نے فرمایا حوالینا لاعلینا ہمارے گرد برس ہم پر نہ برس فوزاً بادل مدینہ پر کھل گئے۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور مسکرائے

یہاں تک کہ دندان مبارک نظر آگئے اور فرمایا ہر خول اللہ تعالٰی کیلیے ہے ابو طالب زندہ ہوتا تو انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں کون ہے جو ہمیں اسکے اشعار سنائے حضرت علی نے عرض کی یارسول اللہ شاید آپ یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے نعت اقدس میں عرض کیے تھے

وابیض لیستقی الغمام بوجهه　　　　شمال الیتمی عصمة للارامل

تلوذبة الهلاك من ال کهاشم　　　　غهم عنده فی نعمة و فواضل

یعنی وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے میں بادل کا پانی مانگا جاتا ہے یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں انکے پاس انکی نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں پھر حضور اقدس نے فرمایا اجل ذالک اردت ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی (بیہقی و دیلمی عن انس)

یہ حدیث اللہ کے فضل سے اول تا آخر شفائے مومنین اور شقائے منافقین ہے اور حضور کے پسند فرمودہ اشعار میں یہ الفاظ درود تاج کے صحیح ہونے کے لیئے بس ہیں کہ دنیا میں ضرر اور خلق الاالی الرسول کہ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں اور آپکے صدقے بارش نازل ہوتی ہے اور قحط دور ہوتا ہے۔ اور درود تاج میں بھی دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم الفاظ موجود ہیں لہذا درود تاج بدعت نہ ہوگا کہ اسکی اصل موجود ہے۔ اور الیاس قادری صاحب بھی بوجہ اپنی وصیت کے بدعتی نہ ہوں گے اور درود تاج میں صاحب التاج والمعراج الفاظ موجود ہیں اور اگر انکا (معراج کا) انکار کرے گا تو خود کافر ہو جائے گا کہ معراج کا واقعہ نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے اور نصوصِ قطعیہ کا انکار کفر ہے۔

اسکے علاوہ مزید کسی کو دلائل کی ضرورت ہو تو اس موضوع پر ایک سو آیاتِ مبارکہ اور دو سو سے زائد احادیث مبارکہ موجود ہیں۔

(الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على نبي المختار ﷺ)

قبر پر اذان دینا بعد از دفن تلقین کرنا اسی طرح میت کی پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھنا اور قبر کے اندر تبرکات یا عہد نامہ وغیرہ رکھنا بھی ان لعل دین کے نزدیک بدعت ہے۔

قبر پر اذان دینا

قبر پر اذان دینا مستحسن ہے حدیثوں سے ثابت ہے کہ سوال نکیرین کے وقت بھی شیطان بہکاتا ہے اور یہ بھی کہ اذان سے شیطان بھاگتا ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں کہ: عند انزال المیت القبر قیاسا علی اول خروجه الدنیا ۔(ج ا، باب الاذان)
"یعنی (اور اذان دینا مستحب ہے) میت کو قبر میں رکھتے وقت پیدائش پر قیاس کرتے ہوئے"
اسی طرح مشکوۃ باب الاذان میں ہے۔
اذانودی للصلوۃ ادبر الشیطن له ضراط حتی لایسمع التاذین
"جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان گوز لگاتا ہوا بھاگتا ہے یہانتک کہ اذان نہیں سنتا"
چنانچہ نوادر الوصول میں امام محمد ابن ترمذی فرماتے ہیں۔ ان المیت اذا سئل من ربك یریٰ له الشیطان فیشیر الی نفسه انی اناربك فلهذا ورد سوال التثبت له حین سئل۔
یعنی جب میت سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے تو شیطان اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں اسلیئے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے میت کے سوالات کے وقت اسکے لیئے ثابت قدم رہنے کی دعا فرمائی۔
اب اذان کی برکت سے شیطان دفع ہو گیا اور میت کو امن مل گئی اور بہکانے والا گیا۔ اور یہ بھی کہ اذان دل کی وحشت کو دور کرتی ہے چنانچہ ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت فرمائی نزل ادم باالهند واستوحش منزل جبریل فنادی باالاذان
یعنی حضرت آدم ہندوستان میں اترے تو ان کو سخت وحشت ہوئی پھر جبریل آئے اور اذان دی اسی طرح مدارج النبوۃ جلد اول باب سوم میں ہے کہ: اور میت بھی اسوقت عزیز و اقارب سے چھوٹ کر تاریک و تنگ مکان میں پہنچی ہے اور سخت وحشت ہے اور وحشت میں حواس باختہ ہو کر امتحان میں ناکامی کا خطرہ ہے اذان سے میت کو اطمینان ہو گا جواب درست دے گا اور شیطان جو کہے گا کہ انا ربک تو اذان کی آواز سے بھاگ نکلے گا۔
تو معلوم ہوا کہ قادری صاحب نے اپنی وصیت از روئے حدیث صحیح کی کہ جس میں بدعت نامی کوئی چیز نہیں۔ مزید تفصیل کیلئے سیدی اعلحضرت الشاہ امام احمد رضا خان صاحب کا رسالہ "ایذان الاجر فی اذان القبر" کا مطالعہ فرمایئے انشاء اللہ دل و دماغ معطر ہوں گے۔

مردے کو تلقین کرنا:

مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز میں ہے

لقنوا موتاکم لاالٰہ الااللہ

(اپنے مردوں کو لاالٰہ الااللہ کی تلقین کرو)

فتاویٰ شامی جلد اول باب الدفن بحث تلقین بعد الموت میں ہے۔

اماعند اهل السنة ماالحديث لقنوا موتاكم محمول على حقيقته وقدروى عليه السلام انه امربالتلقين بعد الدفن فيقول يافلان ابن فلان اذكر دينك الذى كنت عليها

یعنی اہل سنت کے نزدیک یہ حدیث لقنوا موتاکم اپنے حقیقی معنٰی پر محمول ہے اور حضور سے روایت ہے کہ آپ نے دفن کرنے کے بعد تلقین کا حکم دیا پس قبر پر کہے کہ اے فلاں بن فلاں تو اس دین کو یاد کر جس پر تھا۔

شامی میں اسی جگہ ہے۔

وانمالا ينهى عن التلقين بعد الدفن لا نه لا ضرر فيه بل فيه نفع فان الميت يسا نس باالذكر على ماورد فى الاثار.

یعنی دفن کے بعد تلقین سے منع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ میت ذکر الٰہی سے انس حاصل کرتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے یافلاں بن فلاں وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یافلاں بن فلاں وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا پھر کہے یافلاں بن فلاں وہ کہے گا کہ ہمیں ارشاد کر اللہ تجھ پر رحم فرمائے مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے۔

اذكر ماخرجت عليه من الدنيا شهادة ان لااله الاالله وان محمدا عبده ورسوله ﷺ وانك رضيت باالله ربا وان سلام دينا وبمحمد ﷺ نبياً وبالقرآن اماما.

منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے کہ چلو ہم اسکے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اسکی حجت

سکھا چکے اس پر کسی نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ اگر اسکی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو فرمایا حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی طرف نسبت کرے۔

اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء نے احکام میں اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔

بعض آئمہ و تابعین فرماتے ہیں۔

جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور لوگ واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا کہ میت سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا جائے

یا فلاں ابن فلاں قل لا الہ الا اللہ

عہد نامہ اور پیشانی پر انگشتِ شہادت سے لکھنا

علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ الدر المختار میں فرماتے ہیں۔

کتب علی جبهة المیت اوعمامته او کفنه عهد نامه للمیت اوصی بعد هم ان یکتب فی جبهة وصدره بسم الله الرحمن الرحیم ففعل ثم رئوی فی المنام مسئل فقال لها وضعت فی القبر جاء تنی ملئکة العذاب فلما رائوا مکتوبا علی جبهة بسم الله الرحمن الرحیم قالوا امنت من عذاب الله.

(حاشیه شامی، ج۱، باب صلوة الجنائز، ص۹۹۸، مکتبه رشیدیه)

یعنی میت کی پیشانی یا اسکے عمامے یا اسکے کفن پر عہد نامہ رکھنے والوں نے کہا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے وصیت رکھنے والے نے اپنے بعد والوں کی وصیت کی کہ اس کی پیشانی اور اسکے سینہ پر بسم اللہ لکھ دی جائے بعد میں بسم اللہ لکھ دی گئی خواب میں دیکھا گیا ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو عذاب کے فرشتے آئے جب انہوں نے میری پیشانی پر بسم اللہ لکھی دیکھی تو انہوں نے کہا تو اللہ کے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھکو خالد بن سفیان بن نبیح ہزلی کے قتل کرنے کے لیے بھیجا میں جب قتل کر کے واپس خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے مجھکو اپنا عصاء مبارک عطا فرما کر فرمایا: **تحضر بهذه فی الجنة** (اسکے ساتھ جنت میں چلے جانا) وہ عصا مبارک حضرت عبداللہ کے پاس رہا جب انکی وفات

کا وقت آیا تو وصیت کی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(زرقانی علی المواہب، حیوۃ الحیوان، بیہقی، ابو نعیم)

حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور ﷺ کا ایک چھوٹا سا عصا تھا جب وہ فوت ہوئے تو ان کی وصیت کے مطابق وہ ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا

(بیہقی، ابن عساکر)

محترم قارئین اورا غور کیجئے کہ صحابہ کے کیا عقائد تھے کہ عصا (لاٹھی) کو نبی اکرم ﷺ نے ہاتھ لگایا تو وہ عصا مبارک ہو گیا اور صحابہ نے وصیت کی کہ قبر میں کفن کے ساتھ ہی دفن کر دینا۔ اسلیئے کہ وہ صحابی تھے وہابی نہیں تھے۔ ہاں اس دور کا کوئی وہابی وہاں موجود ہوتا تو حضرت عبداللہ بن انیس اور حضرت انس رضی اللہ عنھما پر ضرور بدعت و شرک کا فتویٰ گھڑ دیتا کہ یہ بدعت ہے قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کہ مردے کے ساتھ لاٹھی کو دفن کیا جائے۔

اب اگر الیاس قادری صاحب نے وصیت کر دی کہ نقش نعل پاک (نبی اکرم ﷺ کے جوتے مبارک کا نقشہ) عہد نامہ وغیرہ وغیرہ تبرکات میری قبر میں کفن کے ساتھ رکھ دینا تو یہ بھی بدعت نہ ہوگا اگر بدعت و شرک ہوگا تو پھر وہابی صاحب حضرت انیس اور حضرت انس رضی اللہ عنھما کے لیے کیا فتویٰ دیتے ہیں؟ پھر یہ بھی کہ صحابی زیادہ موحد تھے یا وہابی؟

پس معلوم ہوا کہ قبر پر اذان دینا، تلقین کرنا، کفن میں عہد نامہ رکھنا، بسم اللہ شریف میت کی پیشانی پر لکھنا، وغیرہ وغیرہ احادیث و اقوالِ بزرگانِ دین و فقہاء سے ثابت اور جائز جبکہ ابن لعل دین وہابی کا اعتراض اسکی جہالت پر دال۔

اب آیئے ان اعتراضات کی طرف جو ابن لعل دین نے اپنی کتاب کے ص ۳۹ تا ص ۴۱ تک بعنوان کراماتِ قادری کیئے:

ابن لعل دین نے من گھڑت باتوں کو کرامات کا نام دے کر مولانا الیاس قادری صاحب کی طرف منسوب کر دیا۔ حالانکہ ان کا تعلق نہ ہی قادری صاحب کی تحریروں سے ہے اور نہ ہی

انہوں نے اپنے بیانات کے ذریعہ اپنے مریدوں کو اپنی آزادعت کرانے کے لیے بیان کیں یہ صرف اور صرف مولانا الیاس قادری صاحب پر الزام تراشی اور وہابیہ کی جعل سازی ہے۔

ہاں الحمد للہ اہل سنت و جماعت اولیاء عظام کی کرامتوں کے قائل ہیں وہابیہ کی طرح منکر نہیں آیئے دیکھتے ہیں کہ کرامات اولیاء برحق ہیں کہ نہیں؟

سب سے پہلے علامہ تفتازانی کا ارشاد پڑھیئے: فرماتے ہیں کہ:

اولیاء کی کرامات تقریباً اتنی ہی مشہور ہیں جسقدر انبیاء کرام کے معجزے مشہور ہیں اہل بدعت اور بدمذہبوں کی طرف سے کرامات کا انکار کرنا کچھ عیب نہیں ہے کیونکہ انہوں نے نہ تو اپنی کرامات دیکھی ہیں اور نہ ہی اپنے ان بڑوں کی کرامتیں دیکھی ہیں جو گمان کرتے تھے کہ ہم بھی کسی مقام پر فائز ہیں حالانکہ وہ عبادتوں کے ادا کرنے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے تھے، انہوں نے کرامات والے اولیاء پر اعتراض کیا انکی کھال نوچنے کی کوشش کی اور ان کا گوشت چبایا (غیبت کی) اور انہیں جاہل صوفیوں کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

(شرح مقاصد)

اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ اصحاب کرامات اولیاء کرام صرف اہل سنت میں ہوئے ہیں منکرین (وہابیہ) کے اکابر اس دولت اور سعادت سے محروم تھے، محروم ہیں اور محروم رہیں گے۔

کرامات اولیاء پر دلائل ملاحظہ ہوں!

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

قال الذی عنده علم من الكتاب انا اتيك به قبل ان يرتد اليك طرفك (سورۃ نمل)

جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا کہ میں آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس آپ کے پاس لے آؤں گا۔

اللہ اکبر! یہ کتنی بڑی کرامت ہے کہ ایک لمحے میں ملک سبا سے ملکہ بلقیس کا تخت لا کر پیش کر دیا جس کی لمبائی اسی گز اور چوڑائی چالیس گز تھی۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

و كفلها زكريا كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقاً قال يا مريم

انی لک ھذا قالت ھو من عند اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ (سورۃ آل عمران)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ سیدہ مریم علیہا السلام کے بارے میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ وہ بچپن میں حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں تھیں حضرت زکریا علیہ السلام دیکھتے تھے کہ ان کے پاس سردیوں میں گرمیوں کے اور گرمیوں میں سردیوں کے پھل موجود ہوتے تو آپ نے پوچھا کہ یہ پھل تمہارے پاس کہاں سے آئے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ پھل اللہ تعالیٰ کی جناب سے آتے ہیں۔

حضرت مریم نبیہ نہیں تھیں، صدیقہ تھیں ان کی کرامات کا سلسلہ بچپن سے ہی شروع ہوا۔ بے موسے پھل ملے، جوانی میں بغیر شوہر کے عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بنیں دیکھنے سننے والے انگشت بہ دنداں رہ گئے، طعن و تشنیع میں زبانیں دراز ہوئیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

ترجمہ: "کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے نبی بنایا"۔

انہوں نے اس طرح اپنی والدہ کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہوں نے کھجور کے سوکھے تنے کو اپنی طرف حرکت دی تو اس سے تروتازہ کھجوریں گرنے لگیں۔

وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطباً جنیاً (سورۃ مریم)

تو یہ سب مریم کی کرامتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں بطور اعزاز عطا فرمائیں تھیں۔

دلائل شرعیہ میں سے دوسری دلیل حدیث شریف ہے چنانچہ چند احادیث کی روشنی میں بھی کرامات اولیاء کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

بخاری شریف میں ہے کہ:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئی احب الی مما افترضتہ علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بہا رجلہ التی یمشی بہا وان سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ وما ترددتُ عن شئی انا فاعلہ ترددی عن نفس المومن یکرہ الموت وانا اکرہ سائتہ۔ (بخاری ج ۲، ص ۹۶۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی رکھی میرا اس کے لیے اعلان جنگ ہے میرے بندے نے فرائض سے بڑھ کر کسی چیز کے ذریعے میرا قرب حاصل نہیں کیا۔(فرائض کے بعد) میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں (میرے نور کا جلال) اس کے کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اسکی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اسکے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اس کے پاؤں ہو تا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور عطا کروں گا اور اگر وہ میری پناہ مانگے تو میں ضرور اسے پناہ دوں گا۔(بخاری)

امام فخر الدین رازی اس حدیث پر گفتگو فرماتے ہیں کہ :

جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور، ولی کے کان بن گیا تو وہ قریب و بعید کو سنے گا، اور جب وہ نور اس کی آنکھیں بن گیا تو وہ قریب و بعید کو دیکھے گا اور جب وہ نور اس کا ہاتھ بن گیا تو وہ مشکل اور آسان کام اور قریب و بعید میں تصرف کر سکے گا۔(امام فخر الدین رازی، تفسیر کبیر)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ ہجوم دیکھا وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ راستے میں ایک شیر بیٹھا ہوا ہے اس لیے آمدورفت منقطع ہے آپ نے اس کے قریب جا کر ڈانٹا تو وہ دم دبا کر بھاگ گیا۔

(علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی حجۃ اللہ علی العالمین، ج ۲، ص ۸۶۶)

الفقہ الاکبر میں امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :

والکرامات للاولیاء حق

ترجمہ: اور کراماتِ اولیاء حق ہیں۔ اس کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں کہ :

کما وقع من جریان النیل بکتاب عمر رضی اللہ عنہ

یعنی دریائے نیل خشک ہو چکا تھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دریا کے نام ایک مکتوب (خط) لکھا اور وہ خط دریائے نیل میں ڈالا گیا تو خشک دریا جاری ہو گیا۔

آگے فرماتے ہیں کہ :

ورويعه على المنبر بالمدينة حيثه بنها وتلحتي قال لاء مير الجيش يا سارية الجبل الجبل وسماع ساريه كلامه.

یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ کے واقعہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

سراية الجبل الجبل (اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو) حضرت ساریہ (مدینہ منورہ سے تقریباً ایک ہزار میل کے فاصلے پر) مقام نہاوند میں (مصروف جہاد تھے)

تو اللہ تعالیٰ نے ان کا پیغام حضرت ساریہ کو سنا دیا۔ یعنی ہزار میل کی مسافت سے حضرت عمر فاروق نے دیکھ لیا اور حضرت ساریہ نے سن لیا۔ اور پھر حضرت ساریہ نے پہاڑ کی پناہ لی اور فتح ہوئی کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کی فوج تھی اسلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اتنی دور سے دیکھ کر فرمایا تھا کہ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو۔

محترم قارئین! آپ نے چند کرامات مع حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں ان کرامات کے علاوہ بھی کئی کرامات موجود ہیں جن کو بیان کریں تو اچھی خاصی ایک ضخیم کتاب بن جائے یہاں اسلیے چند ذکر کر دی گئیں کہ وہابیہ خصوصاً ان لعل دین جو کہ منکر کرامات اولیاء ہے کا منہ بند ہو۔ اور اہل سنت و جماعت کے ساتھ تعلق رکھنے والے ایسی بہکاوے کی باتوں میں نہ پھنسیں اور نہ ہی ان پر کان دھریں۔ اور یہ یقین پختہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبین اور فرمانبرداروں کو نوازتا ہے اور بے حد نوازتا ہے۔

ومن يتق الله يجعل له مخرجاً ويرزقه من حيث لا يحتسب (سورۃ الطلاق، آیت ۳)

وہ شخص جو اللہ سے ڈرے اللہ اسکو نکلنے کا راستہ عطا فرمائے گا اور ایسی جگہ سے اسے رزق دے گا کہ اسے گمان بھی نہ ہو گا۔

اور اسکے ساتھ ساتھ اگر کسی اللہ والے ایسے مومن کی خدمت میں حاضر ہو یا اپنے پیر اور ایسا پیر جو احکام شرع کا پابند ہو، سنت نبوی پر عمل پیرا ہو فاسق و فاجر نہ ہو تو ایسے ولی کامل کی خدمت میں حاضر ہوں تو دل کو تھام کر بیٹھنا چاہیے۔ اور یہ بھی کہ عالم کے سامنے زبان سنبھال کر بیٹھو اور ولی کے سامنے زبان اور دل دونوں سنبھال کر بیٹھو اسلیئے کہ فرمان مصطفی ﷺ ہے کہ:

اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور اللہ (ترمذی، کتاب التفسیر)

کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

خدا تعالیٰ اپنے محبوبان کی تعظیم و توقیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان وہابیہ میں سے نہ کردے کہ جن ظالموں نے حرم شریف کو بھی جلادیا تھا،

اللّٰھم احفظ من شرور الوھابیۃ

میٹھی میٹھی سنتوں نامی کتاب کے ص ۴۵ تا ۵۵ تک کے اعتراضات کا

بعنوان فیضان سنت علمی وفنی حیثیت کا جواب

ابن لعل دین نے ص ۴۶ پر لکھا کہ :

بعض لوگ ضعیف روایات کو فضائل اعمال کا نام دے کر قبول کرتے ہیں۔

اسکے بعد علامہ ابن حجر کا حوالہ دے کر لکھا اور بعد از چند سطور کے لکھتا ہے کہ :جب کوئی بات پایہء ثبوت کو نہیں پہنچتی تو اسے رسول اللہ کی طرف منسوب کرنا بہت بڑی جسارت ہے جس سے مسلم آدمی کو اجتناب کرنا چاہیئے۔

اسکے بعد

من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار

جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

والی حدیث سے غلط استدلال کرنے پر ان احادیث اور محدثین کرام کو بھی اس حدیث کی لپیٹ میں لے کر ان سب کا ٹھکانہ جہنم بنادیا جنھوں نے ضعیف احادیث بیان کیں اور ان پر عمل کیا حالانکہ ضعیف حدیث میں اگر کسی محدث کو اختلاف ہے تو بہت کم۔ بلکہ بعض محدثین کرام تو موضوع حدیث کو بھی فضائل میں مقبول سمجھتے ہیں۔ بہر حال یہاں ضعیف حدیث کے متعلق بحث ہو گی۔

یادر ہے کہ من کذب علی متعمداً.....الخ والی حدیث ایسے شخص کے حق میں ہے جو جان بوجھ کر اپنی طرف سے کوئی ایسی بات کہہ ڈالے اور اس بات کو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کردے جو کہ نبی اکرم نے ارشاد نہ فرمائی ہو۔

مگر ضعیف حدیث میں راوی روایت کرتے ہوئے آتے ہیں صرف درمیان میں سے کسی راوی کا ضعف ثابت ہوجاتا ہے جس کے سبب اس حدیث کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے نہ کہ اس کی مخالفت کی جاتی ہے۔

چنانچہ :مرقاۃ میں ہے :

تعدد الطرق يبلغ الحديث الضعيف الى حدالحسن

متعدد روایتوں سے آنا حدیث ضعیف کو درجہ حسن تک پہنچا دیتا ہے۔

موضوعاتِ کبیر میں فرمایا :

تعدد الطرق ولو ضعفت يرقى الحديث الى الحسن

طرق متعدد اگرچہ ضعیف ہوں حدیث کو درجہ حسن تک ترقی دیتے ہیں۔

امام ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں، امام ابوبکر بیہقی سے ناقل ہیں کہ :

هذه الاسانيدوان كانت ضعيفة لكنها اذاضم بعضها الى بعض احدثت قوة.

یہ سندیں اگرچہ سب ضعیف ہیں مگر آپس میں ملکر قوت پیدا کریں گی۔

سیدی ابو طالب محمد بن علی مکی "قوت القلوب في معاملة المحبوب" میں فرماتے ہیں :

الاحاديث في فضائل الاعمال و تفضيل الاصحاب مقبله محتصله على كل مقاطيعها ومراسيلها لاتعارض ولاترد كذالك كان السلف يفعلون.

فضائل اعمال و تفضیل صحابہ کرام کی حدیثیں کیسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول و ماخوذ ہیں۔ مقطوع ہوں خواہ مرسل۔ نہ ان کی مخالفت کی جائے نہ انہیں رد کریں ائمہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔ تقریب و تدریب میں ہے۔

اذا قيل حديث ضعيف بمعناه لم يصح اسناده على الشرط المذكور لاانه كذب في نفس الامر لجواز صدق الكاذب اه ملخصاً.

جب کسی حدیث کو ضعیف کہا جائے تو اسکے معنی یہ ہیں کہ اسکی اسناد شرط مذکور پر نہیں۔ نہ یہ کہ واقع میں جھوٹ ہے ممکن ہے کہ جھوٹا سچ بول رہا ہو۔

اب سلف کا طریقہ کار تو یہی تھا کہ حدیث کی مخالفت نہ فرماتے مگر وہابیہ عین برعکس ہیں . علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستملی فی شرح منیۃ المصلی میں فرماتے ہیں يستحب ان يمسح بدنه

بمنديل بعد الغسل لماروت عائشه رضي الله عنها قالت كان للنبي ﷺ خرقة ينشف بها بعد الو ضوء رواه الترمذی و هو ضعيف ولكن يجوزالعمل باالضعيف في الفضائل

نہاکر بدن رومال وغیرہ سے پونچھنا مستحب ہے کہ ترمذی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ وضو کے بعد رومال سے اعضائے مبارک صاف فرماتے یہ حدیث ضعیف ہے مگر فضائل میں ضعیف پر عمل روا ہے۔

کبرائے وہابیہ بھی اس مسئلہ میں اہل حق کے موافق ہیں مولوی خرم علی نے رسالہ دعائیہ میں لکھا ہے کہ :

ضعاف در فضائل اعمال وفيها سخن فيه باتفاق علماء معمول بهاء است الخ

فضائل اعمال میں ضعیف احادیث مقبول ہیں اور علماء کا اس پر اتفاق ہے اور ان کا معمول معلوم ہوا کہ :

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ اور یہ بھی کہ حدیثِ ضعیف ثبوتِ استحباب کے لیے بس ہے۔

مگر!

تعجب ہے ابن لعل دین پر کہ اسے ایک ہی قول کے علاوہ دوسرے اقوال نظر نہ آئے۔ اور وہ احادیث نظر نہ آئیں جو ضعیف ہیں اور طرق متعددہ نے انہیں حسن کے درجہ تک پہنچایا۔ اور سلف کا معمول بھی ہے۔ مگر نرا جاہل ہے عالم ہوتا تو نظر آتا۔ اور ویسے بھی اس کی تحریر سے اس کی کم علمی وکج روی چھلک رہی ہے۔ تقلید اور انبیاء و اولیاء سے بغض وکینہ اس کی عقل کھا گیا۔ اور عقل بکتی نہیں۔ محترم قارئین کرام! مندرجہ بالا دلائل سے یہ وہم بھی دور ہو گیا کہ ضعیف حدیث پر عمل ناجائز نہیں بلکہ مستحب و مستحسن ہے اور علماء کبار کا معمول بھی رہا اور یہ بھی کہ من كذب علي متعمدا والی حدیث ضعیف حدیث پر عمل کرنے والے پر یا بیان کرنے والے پر صادق نہ آئے گی۔

اللھم ثبت علی صراط المستقیم و جعلنا الصالحین

اعتراض ص ۵۰ پر لکھتا ہے کہ :

الیاس قادری اپنی کتاب کو مقبول عام بنانے کے لیے یہ ادرد رکھتے ہیں اس لیے فرما رہے ہیں:۔

ہے تجھ سے دعا رب اکبر مقبول ہو فیضان سنت

ہر مسجد، ہر گھر میں پڑھ کر اسلامی بھائی سناتا رہے

اے کاش! مساجد میں، مدارس میں، اسکولوں میں اور کالجوں میں بلکہ اپنے اپنے دفتروں حتیٰ کہ گھروں میں بھی ہمارے اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں حلقہ کی صورت میں روزانہ صرف چند منٹ فیضان سنت کا درس دیں یعنی پڑھ کر سنائیں اور ڈھیروں ثواب کمائیں۔

جواب: قارئین کرام!

قرآن وسنت نے جہاں انبیاء واصدقا، صلحاء وشہداء جیسے مقدس اور انعام یافتہ حضرات کی تاریخ بیان کی، وہاں شیطان، شداد، نمرود وفرعون، ابولہب وابوجہل جیسے بدقماش خبثاء کی مکروہ تاریخ سے پردہ کشائی بھی کی۔

جہاں ہم امت محمدیہ کے اعلیٰ ترین حضرات خلفاء راشدین صحابہ کرام، تابعین، محدثین، ائمہ دین، اولیاء کاملین، علماء راسخین اور عوام المسلمین کو دیکھتے ہیں۔ تو وہاں اُن کے مقابل آئمہ تلبیس، دجل وفریب کے خوگر اور منافقین کی کارستانیاں بھی دیکھتے ہیں۔ توالیاس قادری صاحب نے بھی اسی آئینہ میں جھانکا تو کیا دیکھا کہ امت محمدیہ کو خارجیت کی راہ پر گامزن کیا جارہا ہے پھر اے کاش کی آہ بھری کہ امت مسلمہ کے نوجوان بدقماش نہ بنیں بلکہ خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین اور اولیاء کاملین کے متبعین بن کر فلاح پا جائیں۔ پس اسی درجہ میں لکھتے ہیں کہ:

ہے تجھ سے دعا رب اکبر مقبول ہو فیضان سنت

ہر مسجد ہر گھر میں پڑھ کر اسلامی بھائی سناتا رہے

اور الحمد للہ یہ دعا قادری صاحب کی پوری ہوئی اسلئے تو آج ہر شہر، ہر گاؤں میں کئی نوجوان اس کا درس دیتے ہیں اور نیکی کی طرف دعوت دینے پر نظر آرہے ہیں اور دجل وفریب کے خوگروں کو یہ بات پسند نہ لگی تو بدعت بدعت کی گردان یاد کر کے ہر دوسرے شخص کو سنا رہے ہیں۔ مگر یہ سب سوچیں اور کوششیں ناکارہ ہو کر رہ جائیں گی اور عشاقِ مصطفیٰ ﷺ بڑھتے چلے

جائیں گے اور منافقین اپنی ہی گھٹن میں جھلس جائیں گے۔ (انشاء اللہ)

؎ اپنا تو سفر جاری رہے گا　　　　المدینہ چل مدینہ

اعتراض: لعل دین اپنی کتاب کے ص ۵۲ پر لکھتا ہے:

اب حاضرین کو ذیل کے چار صیغوں میں (من گھڑت) درود و سلام پڑھائیں

الصلوۃ والسلام علیك یارسول الله　　الصلوة والسلام علیك یا نبی الله

وعلی الك واصحابك یا حبیب الله　　وعلی الك و اصحابك یا نور الله

الجواب: محترم قارئین!

غور تو فرمایئے کہ آخر مذکورہ بالا درود و سلام میں کونسی بدعت یا کونسا شرک چھپا ہوا ہے جسے من گھڑت درود کہا گیا۔

کیا یہی؟ کہ اس درود میں یارسول اللہ، یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ اور یا نور اللہ کے الفاظ ہیں۔

آہ!　　؎ یہ نجدی منافق ہے دم میں نہ آنا

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

؎ یارسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے

جس نے بھی یہ نعرہ لگایا اس کا بیڑہ پار ہے

اور یہ بھی کہ اس درود پاک کو من گھڑت کہنے والے (وہابیہ) خصوصاً لعل دین کے بغض و کینہ کا اندازہ لگایئے کہ جس درود و سلام میں یارسول اللہ آ گیا تو وہ بناوٹی، بدعتی اور من گھڑت درود بن گیا۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

(الصلوۃ والسلام علیك یارسول الله کی حقیقت)

معراج میں نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں عرض کیا:

التحیات لله والصلوات والطیبات

اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته

تشہد نماز میں پڑھنا واجب قرار دیا گیا اور السلام علیك ایها النبی اور السلام علیك یا نبی

اللہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ در مختار، طحطاوی وغیرہ نے التحیات کی بحث میں یہ لکھا کہ یہاں اللہ کے کلام کو نقل کرنے کی نیت پڑھے گا بلکہ اپنی جانب سے انشاء سلام کی نیت کرے گا۔(در مختار ، الشامی)

لہذا جب نماز میں التحیات پڑھنے کا حکم ہے تو الصلوۃ والسلام علیك یا نبی اللہ اور یانبی سلام علیك پڑھنے کا حکم بھی ثابت ہو گیا۔(الحمد للہ رب العلمین)

اور اسی طرح جذب القلوب میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ۳۶ صیغے درود وسلام کے نقل فرمائے اور تفسیر روح البیان ج ۷، ص ۲۳۵ پر بھی الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ کا جواز ہے اور تفسیر روح البیان تقریباً تین سو سال سے زیادہ پرانی کتاب ہے مگر وہابی تو کل کی پیدائش ہیں پھر الصلوۃ والسلام کو ناجائز وبدعت کس طرح کہہ رہے ہیں ؟

ابن لعل دین نے اپنی کتاب کے ص ۵۹ سے لیکر ۶۰ تک بھی انتہائی جعل سازی سے کام لیا ہے اور نہ ہی ایسے عقائد و نظریات مولانا الیاس قادری صاحب کے ہیں۔ ابن لعل دین کی حماقت ص ۶۰ پر دیکھیں کہ فیضان سنت سے صرف ایک جملہ لکھ دیا اور اگلی تحریر کھا گیا جہاں مقصد پورا ہوا تھا وہی عبارت چھوڑ دی۔

چنانچہ لکھتا ہے کہ : سنتیں سیکھنے کیلئے اجتماع میں شریک ہونا ہزار رکعت (پڑھنے) سے افضل ہے۔

حالانکہ پوری عبارت فیضان سنت کے ص ۳۰۰ پر یوں ہے کہ

سرکارِ ابد قرار شافع روزِ شمار ﷺ فرماتے ہیں :

"علم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت اور ہزار مریضوں کی عیادت اور ہزار جنازوں میں شریک ہونے سے افضل ہے۔ صحابہ کرام علیھم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اور قرآن پڑھنے سے بھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا قرآن پڑھنا بغیر علم کے مفید ہو سکتا ہے ؟" (بحوالہ نزہۃ المجالس)

جی صاحبو! دیکھا آپ نے ابن لعل دین نے کیا لکھا اور فیضانِ سنت میں کیا لکھا ہوا ہے اور یہ بھی غور فرمائیں کہ مولانا قادری صاحب نے نزہۃ المجالس کے حوالہ سے حدیث بیان

فرمائی مگر وہابی بھیڑیا مولانا کی طرف سے منسوب کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ یہ حدیث مولانا نے اپنی طرف سے بیان کی دوسرا یہ بھی کہ اس حدیث میں صریح الفاظ موجود ہیں کہ علم کی مجلس میں حاضر ہونا...... تو دعوتِ اسلامی کے اجتماعات میں بھی علم دین ہی سکھایا جاتا ہے۔اور علم دین میں نماز اور اسکے احکامات،وضو، غسل،روزہ کے متعلق شرعی مسائل وغیرہ وغیرہ کہ جن کا سیکھنا ہر مسلمان مرد وزن پر فرض ہے۔وہ سب ہی مسائل سکھائے جاتے ہیں بلکہ باقاعدہ طور پر نماز کا پریکٹیکل کروایا جاتا ہے جس کی بدولت وہ نوجوان جنھیں رکوع و سجود صحیح طرح نہیں آتے،ادا کرتے ہیں ان کی نمازیں درست کرائی جاتی ہیں تو یہ سب علمِ دین نہیں تو اور کیا ہے ؟

اسی طرح ابن لعل دین اپنی کتاب کے ص ۶۱ پر لکھتا ہے :

اسلامی بہنیں جمعہ و عیدین کی نمازیں ہر گز نہ پڑھیں :

قادری صاحب عورتوں کو عید کی نماز سے سختی سے منع کر رہے ہیں اور ساتھ جمعۃ المبارک کی نماز سے بھی روک رہے ہیں کہتے ہیں :

اسلامی بہنوں پر واجب بھی نہیں اور انہیں حجابات قائم کرتے یا جماعت میں شامل ہونے کی اجازت نہیں...... اسلامی بہنیں جمعہ کی نماز نہیں پڑھیں گی حسبِ معمول ظہر ہی پڑھیں،عیدین کی نماز ان پر نہیں۔

مذکورہ بالا عبارت میں ابن لعل دین کہہ رہا ہے کہ قادری صاحب عورتوں کو عید کی نماز سے سختی سے منع فرما رہے ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں ہے کیونکہ قادری صاحب خود منع نہیں کر رہے بلکہ تمام فقہاء کرام کے نزدیک عورت پر جمعہ و عیدین کی نمازیں واجب نہیں اور یہ اعتراض تو پھر تمام فقہاء کرام پر ہوگا۔چنانچہ قدوری شریف میں ہے :

ولا تجب الجمعة علی مسافر ولا امرأة ولا مریض ولا عبد ولا اعمی.........

اور جمعہ مسافر پر،نہ ہی عورت پر،نہ مریض پر اور نہ غلام اور نہ ہی اندھے پر واجب ہے۔

اللباب میں ہے :

وتجب علی من تجب علیه الجمعة

اور عید کی نماز اس پر واجب ہوتی ہے جس پر جمعہ واجب ہوتا ہے۔

تو عورت پر جمعہ واجب نہیں ہے لہذا عید کی نماز بھی واجب نہ ہو گی۔
ردالمحتار میں ہے کہ

حیث ذکر ان من لا تجب علیه الجمعة لا تجب علیه العید

اسکے علاوہ تمام فقہاء کے نزدیک بھی جمعہ و عیدین کے یہی احکام ہیں اور مندرجہ بالا دو ایک حوالہ سے معلوم ہوا کہ عورت پر جمعہ نہیں اور نہ ہی عیدین۔
دوسرا یہ بھی کہ فقہاء احناف نے یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ احادیث سے ثابت ہے:

ان رسول اللہ ﷺ قال الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة الا اربعة عبد مملوك اوامراة وصبی او مریض و اخرجةالحاکم

اس حدیث میں الااربعة فرمایا کہ سوائے چار کے (یعنی ان چاروں پر جمعہ واجب نہیں اور ان چار میں عورت بھی ہے)

وعن جابر رفعه من کان یومن باللہ والیوم الاخر فعلیه الجمعة الاعلی مریض او مسافر او امراة اوصبی او مملوك اخرجه الداد قطنی۔

اس حدیث میں بھی **الاعلی مریض** اور **مسافر اوامراة اوصبی اومملوك** ہے یعنی مریض، مسافر، عورت، بچے اور مملوک پر جمعہ واجب نہیں ہے۔
اب رہا مسئلہ یہ کہ عورتوں کا اجتماعات میں جانا کیسا ہے؟
جبکہ جمعہ و عیدین کے لیے مسجد میں نہیں جاسکتیں تو پھر اجتماع میں رخصت کیوں؟ اور پھر یہ بھی کہ اجتماع میں بغیر محرم کے جاتی ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عورتوں کے ساتھ محرم کا ہونا سفر شرعی میں ہے اگر سفر شرعی نہیں ہے تو محرم کا ہونا ضروری نہیں۔ اور مسجد میں جانے سے فقہاء احناف نے اسلئے منع فرمایا کہ ان کا مسجدوں میں جانا محل فتنہ ہے اگر نہیں تو ان لعل دین والی اپنی ماں، بیوی یا بہن سے کہے کہ اللہ کی ہندی مسجد میں جا اور اللہ کی اذان پڑھ۔ پھر دیکھے کہ فتنہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔ اور اجتماع میں جانے کی رخصت اسلئے کہ علم دین کیلئے اگر عورت سر تا پاء باپردہ باہر جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔
پھر یہ بھی کہ پہلے عورت کا گھر سے باہر نکلنا ہی باعث فتنہ تھا مگر موجودہ دور میں عورتیں

بے پردہ ہر طرف نظر آتی ہیں تو جب ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے تو پھر اگر عورتیں
احتیاطی طور پر باپردہ ایسی مجلس یا اجتماع میں جائیں کہ جہاں ان کی تربیت ہو تو کوئی مضائقہ
نہیں اور نہ منع کیا جائے گا کہ ایک عورت کا صحیح ہو جانا پورے خاندان کا صحیح ہونے سے عبارت
ہے۔

اور جس طرح فقہاء کرام نے احادیث کی روشنی میں عورتوں کو مسجد میں جانے اور جمعہ
وعیدین سے منع فرمایا ہے اسی طرح تربیت گاہ یا دینی علم سیکھنے کے لیئے جانے کو مستثنیٰ بھی
فرمایا ہے۔

جیساکہ کسی نابینا کو آنکھیں مل گئیں تو کسی کی گود ہری ہو گئی۔ کسی کا السر دور ہوا تو کسی کی
پتھری چور چور ہو کر نکل گئی۔ تو یہ وہ لوگ ہیں جو اجتماع میں آئے اور اجتماع میں خدا تعالیٰ کے
نیک بندوں کے سبب اور خدا کے ذکر کی رحمت کے سبب شفایاب ہو گئے۔ اور بعد میں انہیں
لوگوں نے حلفیہ بیان دیئے کہ میں اندھا تھا بینائی مل گئی، مجھے السر تھا اجتماع کی برکت سے
اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ڈھانپ لیا اور مجھے اس تکلیف سے نجات مل گئی وغیرہ وغیرہ۔
مگر ابن لعل دین نے ان سب کو الیاس قادری صاحب کی طرف سے منسوب کر دیا کہ
الیاس قادری صاحب ایسا بیان کرتے ہیں تو یہ وہابیہ کی جعل سازی نہ ہوئی تو اور کیا ہے؟
پھر یہ بھی کہ یہ شفاء دینا یا کسی کو بینائی دینا کسی کا ذاتی کمال نہیں بلکہ دعوتِ اسلامی جو کہ اہلِ
حق کی بہت بڑی تنظیم ہے اور لاکھوں کی تعداد میں مسلمان مومن شرکت فرماتے ہیں اور بلند
آواز سے ذکر اللہ اور ذکرِ مصطفیٰ بھی ہوتا ہے تو اس ذکر کے سبب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا
نزول فرماتا ہے جب رحمت نازل ہوئی تو السر گردے کی پتھری اور اندھاپن جیسی زحمتیں دور
ہو گئیں۔ اور الحمد للہ یہ حصہ صرف اور صرف اہلِ حق کا ہی ہے۔ غیروں کو کیا واسطہ؟
ابن لعل دین کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو شدت کی دھوپ میں کھڑا رہے اور
سائے میں دیکھنے سے اُسے کچھ نظر نہیں آتا اسی طرح وہابیہ گستاخیوں، بے ادبیوں اور
انبیاء و اولیاء سے بغض و کینہ اور منافقت کی دھوپ میں ہیں اور جب عشق والوں کو عشق کے
سائے میں دیکھتے ہیں تو اندھیرے کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ اور آئے بھی کیسے؟ کہ ان پر
وقتی سورج کی تپش جو ہوئی۔ اور جب کچھ نظر نہیں آتا تو پھر کہتے ہیں کہ ہائے بدعت، ہائے

بدعت، فلاں بد عتی فلاں مشرک۔ (العیاذباللہ تعالیٰ)

اندازِ بیاں گرچہ میرا شوخ نہیں ہے ۔ شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

عقل کو تنقید سے فرصت کہاں ۔ عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :

اشتکی علی بن ابی طالب فقال النبی ﷺ اللھم اشفہ او عافہ ثم ضربہ برجلہ فما اشتکے ذالک الوجع بعد. (بیہقی وشفاشریف، ابو نعیم، دلائل النبوۃ)

کہ ایک دفعہ شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ بیمار ہو گئے تو حضور ﷺ نے یہ کہہ کر اے اللہ اسے شفاء دے اور صحت بخش، اپنا پائے مبارک ان کو مارا تو انہیں اسی وقت صحت ہو گئی اور اسکے بعد کبھی بیمار نہ ہوئے۔

محترم صاحبو! دیکھا آپ نے کہ ٹھوکر کا اثر یہ ہوا کہ اسی وقت بیماری دور ہو گئی اور اسکے بعد کبھی بیمار نہ ہوئے اور یہ تاثیر ان کے مبارک قدموں کی تھی۔

یاد رہے کہ عام عادت کے خلاف اگر کوئی ایسا کام ہو جائے جو دوسرے آدمی کی عقل کے خلاف ہو اور نبی سے ہو تو یہ معجزہ کہلائے گا۔ (اگر ولی سے ہو کرامت اور عام مومن سے ہو تو معونت اور گمراہ سے ہو تو استدراج ہے)

اب حضرت علی کو پاؤں مارنا اور ان کو صحت یابی ہونا یہ حضور ﷺ کا معجزہ تھا۔ اور لاکھوں کے اجتماع میں کہ جہاں چالیس مومن ہوں وہاں اللہ تعالیٰ کا ایک ولی ہوتا ہے۔ کے مطابق کسی اللہ والے کو اللہ والے کی لات پڑ گئی اور بقول مریض کے السر دور ہو گیا تو اس میں تعجب والی کوئی بات نہیں۔

قرآن کریم میں ہے کہ : **وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لایعلمون.**

(سورۃ المنافقون، آیت ۸)

ترجمہ: اللہ کے لیے عزت ہے اور اسکے رسول کے لیے اور مومنوں کے لیے لیکن منافقین نہیں جانتے۔

غور فرمایئے!

کہ ایک مومن بندے کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو دیت پچاس اونٹ ہو گی اور اگر کوئی

صرف دس درہم کی چوری کرے تو بھی اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا فرق کتنا واضح ہے کہ مومن بندہ اللہ کا فرمانبردار ہے لہذا اس کے ہاتھ کاٹنے کی قیمت پچاس لونٹ ہے۔
اور چور اللہ کا نافرمان ہے تو اسکے ہاتھ کی قیمت صرف دس درہم۔ تو معلوم ہوا کہ جب ایک عام مومن بندے کی اللہ کے نزدیک یہ قدر و قیمت ہے تو پھر خدا کی بارگاہ میں اولیاء کرام کی کتنی قدر و قیمت ہو گی؟

حدیث شریف میں ہے:

فقال رسول اللہ ﷺ ان من عباداللہ من لو اقسم علی اللہ لا برہ (متفق علیہ)

(مشکوۃ شریف، کتاب القصاص، ص ۳۰۰)

"بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قسم دے کے عرض کریں تو وہ ان کی قسم کو پورا کر دے گا"۔

اور اس حدیث کی مثال حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہ آپ نے قسم کھائی کہ جب تک اللہ مجھے کھانا نہ کھلائے گا نہیں کھاؤں گا اور آپ کی یہ قسم پوری بھی ہوئی۔

چنانچہ اہلِ حق کے اجتماعات میں جانا اور دعائیں کرنا اور کرانا باعث برکت ہی برکت ہے کیا پتہ کہ لاکھوں کے اجتماع میں کتنے اللہ کے مومن بندے ہوں کہ ان کی آمین خدا تعالیٰ پوری کرلے اور اجتماع میں شریک پریشان حالوں کی پریشانیاں دور ہو جائیں۔

(اللھم ثبت علی صراط المستقیم واحفظ من شرور المنکرین)

عنوان خوابوں کی دنیا:

ابن لعل دین کی کتاب ص ۶۵ سے لیکر ص ۶۹ تک کا جواب

محترم قارئین! ابن لعل دین نے اپنے اس عنوان خوابوں کی دنیا میں ہر اس شخص کو قادیانیوں سے ملا دیا جو اپنے اچھے خواب ظاہر کرے۔ اور اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا کہ سرکار ﷺ خواب میں تشریف نہیں لا سکتے؟ اگر آپ ابن لعل دین سے پوچھیں کہ سرکار کا خواب میں آنا تو فلاں حدیث سے ثابت ہے تو ہو سکتا ہے کہ ابن لعل دین انکار کرے اور کہے کہ یہ بخاری کی حدیث نہیں۔ بخاری کی حدیث لاؤ تو اس بہانے کو رفع کرنے کے لیئے بخاری

شریف کی حدیث سے ہی دلائل پیش خدمت ہوں گے کہ بخاری بخاری کی رٹ لگانے والوں
کو معلوم ہو کہ بخاری سے ہی عقائدِ اہل سنت ثابت ہیں اور باطل فرقوں کی تردید!

ابو جہل جیسا انکاری

منڈی مرید کے محلہ داؤ کے : کے رہائشی اور ابن لعل دین کا ہم ذہن و ہم مسلک محمد
رفیق نامی شخص جو کہ گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول مرید کے ضلع شیخوپورہ میں حیثیت
ٹیچر کے ملازم ہیں اور اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ :ایک رات سویا ہوا تھا خواب
میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص جن کا چہرہ مجھے صاف دکھائی نہیں دے رہا تشریف فرما ہیں اور
لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ محمد ﷺ ہیں۔ تو میں نے ماننے سے انکار کر دیا کہ یہ محمد ﷺ نہیں ان
کو میں اس وقت مانوں گا جب مجھے یہ مہر نبوت دکھائیں گے۔ چنانچہ سرکار ﷺ نے رُخ انور
موڑا اور مہر نبوت دکھائی تو میں نے مہر نبوت تو دیکھ لی مگر چہرہ انور کی زیارت سے محروم رہا۔
جی قارئین کرام!

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ اگر اس کا عقیدہ درست ہوتا تو یقیناً زیارت چہرہ اقدس سے
فیض یاب ہوتا مگر خواب میں روح کا تعلق ہے جب اس کے اندر روح ہی خبیث تھی تو نبی
اکرم کو کیسے مانتی۔ جو کچھ بندے کے اندر ہو وہ ظاہر کرتا ہے کہ قاعدہ ہی یہی ہے۔ الاناء
یترشح بما فیہ۔ (برتن سے وہی کچھ نکلے گا جو اس میں ہوگا)۔

تو اس طرح کا ابن لعل دین کا عقیدہ ہے کہ بخاری بخاری تو زبان سے ادا کر رہا مگر بخاری کا
منکر ہے۔ اب آیئے ان دلائل کی طرف جو کہ بخاری شریف ہی سے لی گئیں صحیح احادیث ہیں
کہ اچھے خواب آنا نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ تاکہ دلائل پڑھ کر وہ لوگ جن کا ذہن
ماؤف ہو چکا ہے یا پھر ابن لعل دین کی کتاب پڑھ کر امتحان میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ
ویزداد الذین امنوا ایمانا کا مصداق بن جائیں۔
اور اچھے خواب دیکھ کر یا سن کر وسواسِ شیطانی میں نہ پڑیں اور انہیں بیان کریں کہ اچھے
خواب اچھے ہوتے ہیں۔

چنانچہ بخاری شریف جلد ۲، ص ۱۰۳۴ پر ہے

عن النبی ﷺ قال الرُّؤیا من الله والحُلمُ من الشیطان۔(بخاری)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رؤیا اللہ کی طرف سے اور حُلم شیطان کی طرف سے

رویاء کا معنی خواب ہے اور یہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

حُلم کا معنی بھی خواب ہے مگر یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

جسطرح کہ قرآن پاک میں ہے :

لقد صدق الله رسوله الرویا بالحق (پ ۲۸)

تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے خواب کو سچ کر دکھایا حق کے ساتھ۔

تو اس آیت میں الرویاء (خواب) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

اسی طرح فرمایا!

قد صدقت الرءیا انا کذالك نجزی المحسنین۔

تحقیق تو نے اپنا خواب سچ کر دیکھایا بے شک ہم اس طرح جزا دیتے ہیں محسنین کو۔

تو اس آیت میں بھی الرُّویا کا لفظ استعمال ہوا۔

تو معلوم ہوا کہ الرؤیا (خواب) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

حدیث شریف میں ہے :عن النبی ﷺ قال رویا المومن جذء من ستة واربعین جزاً من النبوة۔(بخاری، ج ۲، ص ۱۰۳۵)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی خواب نبوت کے حصے میں سے چھیالیسواں حصہ ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے :

عن ابی سعید الخدری انه سمع رسول الله ﷺ یقول الرئویا الصالحة جزء من ستةواربعین جزء امن النبوة۔(بخاری، ج ۲، ص ۱۰۳۵)

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ اچھے رویاء (اچھے خواب) نبوت میں سے چھیالیسواں حصہ ہیں۔

تو معلوم ہوا ہے کہ اچھے خواب باعث برکت ہیں اور یہ بھی کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور جو فرماتے ہوئے سنا تو اس شخص نے وہی دیکھا اور سنا جو اُس نے خواب میں دیکھا اور سُنا۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ :

یقول من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ولا یتمثل الشیطان بی

(بخاری، ج ۲، ص ۱۰۳۵)

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس منقریب وہ مجھے بیداری کی حالت میں دیکھے گا اور میری صورت میں شیطان نہیں آسکتا۔

قال ابو قتادہ قال النبی ﷺ من رانی فقد رای الحق۔ (بخاری، ج ۲، ص ۱۰۳۶)

ابو قتادہ نے فرمایا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا پس تحقیق اس نے مجھی کو دیکھا۔

تو واضح ہو گیا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تو واقعی اس نے حضور ﷺ کو ہی دیکھا اور سنا۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ یہ فرمارہے تھے۔ اگر واقعی دیکھا تو اس نے واقعی دیکھا۔ اور اگر جھوٹ بولا تو اس کا عتاب اُسی پر ہوگا نہ کہ الیاس قادری صاحب پر اسلئے کہ جھوٹوں سے قادری صاحب کا کوئی علاقہ نہیں!

اور یاد رہے کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ خواب میں تشریف لاسکتے ہیں اسی طرح خواب میں عنایت بھی فرماسکتے ہیں اور چاہیں تو جسم اقدس کے ساتھ بھی تشریف لاسکتے ہیں جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ :

حضرت فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے بخار ہوا اور مرض نے طول پکڑا کہ زندگی کی اُمید نہ رہی اسوقت ایک اونگھ سی آئی اور حضرت شیخ عبدالعزیز صاحب ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ اے فرزند حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام تیری بیمار پرسی کو تشریف لارہے ہیں اور شاید کہ اس طرف سے تشریف لائیں اور اسی طرف تیرے پاؤں ہیں چارپائی کو اسطرح بچھاؤ کہ تمہارے پاؤں اس طرف نہ ہوں۔ میں بیدار ہوا مگر کلام کرنے کی طاقت نہ تھی حاضرین کو اشارہ کیا کہ میری چارپائی کو اس طرف سے پھیر دیں اسی وقت حضرت رسالت مآب ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے بیٹے تیرا کیا حال ہے؟ اس کلام کی شیرینی مجھ پر ایسی غالب آئی کہ

کر کے آؤ۔ جب جنبی اس مجمع سے باہر چلا گیا تو تالا آسانی سے کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔ فالحمد للہ رب العلمین۔

(یاد رہے یہ پورا واقعہ فارسی میں ہے یہاں اردو ترجمہ لکھ دیا گیا ہے تاکہ آسانی ہو پڑھنے والے کیلئے حوالہ دیکھنا ہو تو دیکھئے انفاس العارفین)

تو اس سے خوب معلوم ہوا کہ حضور ﷺ تشریف لاکر نواز سکتے ہیں۔

اور حدیث کی بھی صداقت اپنی جگہ بر قرار کہ:

من رانی فی المنام فقدرانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی (صحاح ستہ)

یعنی جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو بے شک اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح!

حضرت شیخ سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کرامت ہے کہ جب وہ مدینہ منورہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا!

فی حالتِ البعد روحی کنت ارسلھا
تقبل الارض عنّی وھی نائبتی
وھذہ دولتہ الاشباح قد حضرت
فا مدد یمینکَ کی تحظی بما شفتیْ

یعنی میں ظاہری دور کی حالت میں اپنی روح کو بھیجتا تھا جو میری نیابت میں زمین کو چومتی تھی۔ اب میں جسمانی طور پر حاضر ہوں آپ اپنا دستِ اقدس بڑھائیں تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومنے کی سعادت حاصل کریں۔

حاضرین نے سر کی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا دستِ انور ظاہر ہوا اور حضرت شیخ نے اسے بوسہ دیا۔ (دیکھئے الحاوی للفتاوی)

عزیزو! ایک طرف تو ان لعل دین کا آپ نے عقیدہ دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ تو بے بس ہیں کسی کو عطا کر سکتے ہیں اور نہ ہی خواب میں آکر کسی کو کوئی بشارت دے سکتے ہیں۔ اور دوسری طرف آپ نے ہمارے دلائل پڑھے۔ الحمد للہ یہی حق ہے۔ لہذا کو تو امع

الصادقین کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور سچا عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہی ہے۔

؎ عقل کو تنقید سے فرصت کہاں　　عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

انچاس کروڑ گنا ثواب کی حقیقت

ابن لعل دین نے اپنی کتاب کے ص ۷۵ پر دو حدیثیں ابن ماجہ اور الترغیب کے حوالہ سے نقل کی ہیں اور لکھتا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں سنداً سخت ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ اور ص ۷۷ تا ص ۷۸ تک بجواب تحقیق کا ترازو میں ثابت کرنا چاہا کہ ان حدیثوں پر عمل نہ کیا جاوے۔ جواب ملاحظہ ہو!

حضرات گرامی!

ابن لعل دین نے ابن ماجہ اور الترغیب کے حوالہ سے دو حدیثیں لکھیں مگر ان پر یہ اعتراض بے جا ہے کہ عمل نہ کیا جائے بلکہ فضائل اعمال میں تو ضعیف حدیث بھی قابل قبول ہوتی ہے اگرچہ جتنی بھی ضعیف ہو اور ضعیف کے درجات نہیں ہیں۔ اور یہ بھی کہ اکثر محدثین کرام لکھتے ہیں کہ ضعیف حدیث قابل قبول ہوتی ہے۔

پھر ص ۷۷ پر لکھتا ہے۔

اس حدیث جو ابن ماجہ کے حوالہ سے ہے کی سند میں خلیل بن عبداللہ نامی ایک راوی جو مجہول ہے اور مجہول کی روایت ضعیف۔ اس طرح امام دارقطنی، امام ذہبی، امام المنذری اور ابن حجر بھی اس روایت کو مجہول کہتے ہیں۔ پھر لکھتا ہے کہ شیخ البانی بھی اسے ضعیف کہتے ہیں۔

محترمو: ان حوالہ جات سے ابن لعل دین نے صرف اور صرف یہی ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ مگر یہ ثابت نہیں کیا کہ اس پر عمل کیا جائے یا نہیں؟ یہ تو اہل علم کو معلوم ہے کہ ابن ماجہ اور الترغیب سے جو احادیث لی گئیں ہیں واقعی ضعیف ہیں مگر عمل کرنا تو محدثین کے نزدیک مستحسن اور مقبول ہے۔

اسی طرح ص ۷۸ پر دوسری حدیث جو الترغیب کے حوالہ سے ہے کے متعلق لکھتا ہے کہ اس حدیث میں دو راوی زبان بن فائد اور اس کا استاد سہل بن معاذ بن انس الجہنی

ہیں ان میں سے پہلا ضعیف ہے اور ثانی الذکر بھی ضعیف الحدیث ہے۔ پھر لکھتا ہے کہ زبان بن فائد کے بارے میں علماء جرح و تعدیل فرماتے ہیں پھر لکھتا ہے کہ ابن حجر بھی اس راوی کو ضعیف الحدیث کہتے ہیں۔ اور دوسرے راوی (سہل بن معاذ) کے بارے میں ابن معین ضعیف کہتے ہیں پھر لکھتا ہے کہ صاحب بذل المجہود اور شیخ الباقی اسے ضعیف کہتے ہیں۔

جی صاحبو! یہ دلائل تھے دوسری حدیث کے متعلق جو الترغیب کے حوالہ سے لکھی گئی ہے۔ مگر آپ نے غور فرمایا کہ اس حدیث کے متعلق بھی راویوں کا اختلاف لکھا ہے کہ ایک راوی دوسرے کو ضعیف حدیث کہتے ہیں۔ اب اس حدیث کے متعلق بھی کسی راوی نے نہیں کہا کہ اس حدیث پر عمل نہ کیا جائے۔ اختلاف تو راویوں کو آپس میں ہے مگر حدیث اگر چہ ضعیف ہے اس پر عمل کیا جائے گا کیونکہ اس پر عمل کرنے کو منع کسی نے نہیں کیا اور نہ ہی ابن لعل دین ثابت کر سکا ہاں ہم ثابت کرتے ہیں کہ ضعیف حدیث پر مستحسن اور قابل قبول ہوگا اور محدثین نے ذکر فرمایا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے۔ ضعیف حدیث کے مقبول ہونے کے متعلق اسی کتاب کا صفحہ نمبر دیکھیے۔ اور پھر یہ بھی کہ اگر ایک حدیث ہے تو ضعف کا حکم راوی پر لگے گا نہ کہ حدیث پر، حدیث تو فضائل میں قابل قبول ہی ہوگی۔ چنانچہ مسلمانوں کو نہ چاہیے کہ ابن لعل دین کی باتوں پر کان دھریں، اسلیئے کہ باعثِ فتنہ ہی فتنہ ہے اور فتنہ ہی ان کا مقصود ہے۔

(اللھم ثبت علی صراط المستقیم)

جاہلیت در جاہلیت

ابن لعل دین کی جہالت در جہالت یہ کہ قرآن کا ترجمہ اپنی رائے سے کر رہا ہے، دیکھیے ص ۷ پر لکھتا ہے کہ:

اور ان حضرات (دعوتِ اسلامی والوں) نے انچاس کروڑ کی دلیل قرآن سے مذکورہ بالا آیات (واللہ یضاعف.....الخ) پیش کی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے (لمن یشاء) کے ساتھ مقید کر دیا ہے اور نہ جانے ان کو وحی ہو گئی ہے کہ یہ مضاعفت انچاس کروڑ گنا ہے.......

قارئین! غور فرمایئے کہ مذکورہ بالا عبارت میں (لمن یشاء) موجود ہے جس کا معنی ہے

جس کے لیئے چاہے تو ابن لعل دین نے لمن یشاء سے تعداد کے معنی لیتے ہوئے کہا کہ واللہ یضاعف کو اللہ تعالیٰ نے لمن یشاء کو ساتھ مقید کر دیا ہے۔ اور نہ جانے کہ ان کو وحی ہو گئی کہ یہ مضاعفت انچاس کروڑ گنا ہے۔ تو ابن لعل دین نے لمن یشاء سے انچاس کروڑ گنا مراد لی اور اسطرح لمن یشاء کے معنی جتنا چاہے۔ مراد ہے۔ حالانکہ لمن یشاء کے معنی جس کو چاہے۔

تو اس بات سے ابن لعل دین کا خوبی پتہ چلتا ہے کہ اسکے پاس کتنا علم ہے کہ جس نے لمن یشاء سے تعداد مراد لی۔ اور کیوں نہ ہو کہ آکہ **ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم ولی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم** کا مصداق ٹھرا۔

اللھم ربنا لا تزغ قلو بنا بعد اذ ھدیتنا ...... الخ

اے اللہ تو ہمارے دلوں کو نہ پھیرنا بعد اسکے کہ تو نے ہم کو ھدایت دی۔

اسی طرح ابن لعل دین اپنی کتاب کے ص ۸۰ پر کرامات کا انکار کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

قادری صاحب کے گاؤں کتیانہ (انڈیا) میں ایک شخص رہا کرتا تھا اور غوث پاک کا دیوانہ تھا اس کا انتقال ہو گیا میت پر چادر ڈلی ہوئی تھی سوگوار جمع تھے کہ اچانک چادر ہٹا کر دیوانہ اٹھ بیٹھا۔ لوگ گھبرا کر کھڑے ہوئے اس نے پکار کر کہا ڈرو مت سنو تو سہی لوگ جب قریب آئے تو کہنے لگا کہ بات دراصل یہ ہے کہ ابھی ابھی میرے گیارھویں والے پیر، پیر دستگیر روشن ضمیر، قلب روحانی، محبوب سبحانی .... الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے انہوں نے مجھے ٹھوکر لگائی اور فرمایا کہ ہمارا مرید ہو کر بغیر توبہ کیئے مر گیا اٹھ اور توبہ کر لے لہذا مجھ میں روح لوٹ آئی ہے تاکہ میں توبہ کر لوں۔ اتنا کہنے کے بعد دیوانے نے اپنے تمام گناہوں کی توبہ کی اور کلمہ پاک کا ورد کرنے لگا اچانک پھر اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا اور اس کا انتقال ہو گیا۔

محترم قارئین! روشن ضمیر ہونے سے مراد تو یہی ہے کہ دلوں کی حالتیں جانیں یہ طاقت اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عطا فرمائی۔ اور آپ ﷺ کے وسیلہ سے آپ کے خادموں کو بھی! ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ:

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔

اے عام لوگوں! اللہ اسلیئے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع فرمادے ہاں! اپنے رسولوں سے چن

لیتا ہے جسے چاہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:

علم الغیب یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول کے۔ صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو علم غیب پر مسلط فرمادیا۔ علماء اہلسنت کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیاء کرام کو عنایت فرمائے گئے وہ سب کے سب اوروں سے بدرجہ زائد فرمائے گئے۔ اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو فضائل انبیاء کو ملے وہ سب حضور کے دینے سے آپ کی طفیل ملے۔

صحیح بخاری و مسلم نے روایت فرمایا کہ:

قال رسول اللہ ﷺ انما انا قاسم واللہ یعطی۔

"میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے"۔

اسی طرح حضرت ابراہیم کی بابت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموٰت والارض۔

"یعنی ایسا ہی ہم ابراہیم کو آسمان و زمین کی ساری سلطنت دکھاتے ہیں"۔

اس آیت میں لفظ نُری استمرار و تجدد پر دلالت کر رہا ہے اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ دکھانا صرف ایک بار کے لیئے نہ تھا بلکہ مستمر (استمرار) کے لیئے ہے اور یہ صفت حضور کرام ﷺ میں بدرجہ اکمل واعلیٰ طور پر ثابت ہے۔ اور حضور کے وسیلے سے اور آپ کی طفیل یہ فضیلت حضور کے جدِ اکرم کو ملی اور اس کا انکار کوئی نہیں کرتا مگر کورباطن (وہابیہ)۔

(اعاذنا اللہ تعالیٰ من ھذہ العقیدۃ الباطلۃ)

پھر اس آیت میں کذالک تشبیہ کیلئے آیا ہے اور تشبیہ کے لیئے مشبہ اور مشبہ بہ ضرور آتا ہے۔ اب مشبہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوئے۔ باقی رہا مشبہ بہ تو وہ آپ ﷺ ہیں۔

مطلب یہ ہوا کہ:

اے حبیب لبیب جس طرح آپ کو ہم زمینوں اور آسمانوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں تو یونہی آپ کے طفیل آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ان کا معائنہ کرا رہے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے وما ھو علی الغیب بضنین یعنی یہ (محبوب) غیب پر بخیل نہیں۔ جس میں استعداد پاتے ہیں اسے بتاتے بھی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ بخیل وہ ہوتا ہے جس کے پاس مال ہو اور وہ خرچ نہ کرے۔ اور جس کے پاس مال ہی نہیں تو اسے بخیل کون کہے گا؟ اور وما ھو علی الغیب بضنین میں بخل کی نفی کی گئی ہے۔ تو جب کوئی چیز خرچ ہی نہیں کی گئی تو نفی کا کیا فائدہ؟

تو معلوم ہوا کہ حضور غیب پر مطلع ہیں اور اپنے غلاموں کو بھی اس پر اطلاع بخشتے ہیں اور فرماتا ہے۔

نزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شئی۔

"ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شے کو روشن بیان کر دینے کے لیئے اتاری"۔

اس آیت میں تبیاناً فرمایا ہے تبیاناً اس لیئے ارشاد ہوا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس آیت میں اشیاء کا بیان اس طرح ہے کہ بالکل پوشیدگی جڑ سے ہی نہیں رکھی گئی اور حدیث شریف میں ہے۔

جسے امام ترمذی نے دس صحابہ کرام سے روایت کیا، صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لیئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور کی تشریف آوری میں دیر ہوئی۔

حتی کدنا ان نتری الشمس یعنی قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جائے۔ اتنے میں حضور ﷺ تشریف فرما ہوئے اور نماز پڑھائی پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی؟ سب نے عرض کی۔ اللہ و رسولہ اعلم (اللہ اور رسول خوب جانتے ہیں) ارشاد فرمایا۔ أتانی ربی فی احسن صورۃ میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا۔ اس نماز میں بندہ اپنے معبود کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔ اور وہاں خود ہی عبد پر معبود کی تجلی ہوئی۔

قال یا محمد فیما یختصم الملائی الاعلی۔

فرمایا: اے محمد یہ فرشتے کس بات میں مخاصمہ اور مباحاث (بحث و مباحثہ) کرتے ہیں فقلت لا ادری۔ میں نے عرض کی کہ میں تیرے بتائے بغیر کیسے جانوں۔

فوقع کفه بین کتفے فوجدت بر دانا مله بین ثدیی تتجلی لی کل شئی و عرفت۔

''تو رب العزت نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے سامنے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی ۔''اور اسی پر اکتفانہ فرمایا کہ کسی وہابی کو یہ کہنے کی گنجائش باقی رہے کہ کل شئی سے مراد شریعت کے متعلق اشیاء ہیں۔ بلکہ ایک روایت میں فرمایا!

ما فی اسماء والا رض ۔ میں نے جان لیا جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور دوسری روایت میں فرمایا فعلمت مابین المشرق والمغرب۔

''پس میں نے جان لیا جو کچھ مشرق اور مغرب میں ہے'' یہ تینوں روایتیں صحیح ہیں۔ اور یہ الفاظ کہ یہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔ اور ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا تینوں روایتوں میں موجود ہیں۔

نکتہ :اور ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔ اب روشن ہونے کے ساتھ پہچان لینا اس لیئے فرمایا کہ کبھی شئے معروف ہوتی ہے مگر پیشِ نظر نہیں ہوتی اور کبھی شے پیشِ نظر تو ہوتی ہے مگر معروف نہیں ہوتی۔ اسکی مثال یوں سمجھے کہ جیسے :

ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو، تو وہ سب تمہارے پیشِ نظر تو ہوں گے مگر ان میں اکثر کو پہچانتے نہ ہوں گے۔

اسلیئے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیاءِ عالم ہمارے پیشِ نظر بھی ہو گئی اور ہم نے پہچان بھی لیں، کہ ان میں نہ ہی کوئی شئے ہماری نظر سے باہر رہی اور نہ ہی علم سے خارج۔ تو یاد رہے کہ نصوص میں بلا ضرورت تاویل و تخصیص باطل ہے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا :

کہ ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کے لیئے یہ کتاب ہم نے تم پر اتاری۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔ تو بلا شبہ یہ دیکھنا اور پہچاننا تمام مکتوباتِ قلم اور مکتوبات لوح کو شامل ہے جس میں ماکان وما یکون سب کچھ داخل ہے۔

طبرانی و نعیم بن حماد استاد امام بخاری وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھاالی یوم القیامۃ کانما

انظر الی کفی ھذہ۔

بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

اور یاد رہے کہ یہ رتبہ حضور کے صدقہ سے حضور کے غلاموں کو بھی عطا ہوا ہے۔

یعنی مردوں کو زندہ کرنا، قبر میں مریدوں کی مدد کرنا، مرنے کے بعد آنکھیں کھول لینا اور کلام کرنا، کشف اور لوح محفوظ کو دیکھ لینا، غیب کی خبر دے دینا، وغیرہ وغیرہ کراماتِ اولیاء حضور کے صدقہ سے خدائے تعالٰی نے اولیاء کرام کو عطا فرمائیں۔ اور الحمد للہ یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ اب آئیے چند کراماتِ اولیاء بھی ملاحظہ ہوں۔

فتاویٰ الحدیثیہ میں ص ۳۰۲ پر شیخ احمد شہاب الدین بن حجر الہیتمی (۹۰۹ ـ ۹۷۴ھ) فرماتے ہیں۔

ففی رسالة القیشری با سنادہ الیٰ ابی عبد اللہ التستری احد کبار مشائخ الرسالة انه خرج غا زیا فی سریة فمات المھر الذی تحته وھو فی المریة فقال: یارب حتی ترجع الیٰ تستر یعنی قریة فاذ المھر قائم فلما غذا ورجع الیٰ تستر قال لا بنه یا بنی خذ السرج عن المھر فقال انه عرق فیضرہ الھواء فقال یابنی انه عاریه فاء خذ السرج فوقع المھد میتا .وضھا انه انطلق للغزوہ علی حمارہ فمات فتوضاء وصلی و دعااللہ آن یعث له حمارہ فمات فتوضاء وصلی و دعا اللہ ان یبعث له حمارہ ولا یجعل علیه منة لاء حد فقام الحمار ینفق اذنیه۔

(فتاوی حدیثہ، ص ۳۰۲، میر محمد کتب خانہ)

ترجمہ: رسالہ قشیری میں ابو عبداللہ تستری جو کہ رسالہ قشیری کے بڑے مشائخ میں سے ایک ہیں ان کی سند کے ساتھ کہ ابو عبداللہ تستری سریہ سے غازی ہو کہ نکلے تو ان کا بچھڑا جو ان کے نیچے تھا مر گیا۔ یہاں تک کہ تم تستر گاؤں کی طرف لوٹے تو بچھڑا کھڑا تھا۔ پس جب وہ غازی ہوا اور تستر گاؤں کی طرف لوٹا تو اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے بچھڑے سے زین اتارو تو بیٹے نے کہا کہ بچھڑے کو ابھی پسینہ ہے اور ہوا اسے نقصان دے گی۔ تو آپ نے فرمایا یہ بچھڑا پسینہ سے عاری ہے پس اس نے زین اتاری تو بچھڑے کو مردہ پایا۔ اور اسی میں ہے کہ آپ

غزاء کے لیے گدھے پر چلے تھے تو وہ مر گیا۔ تو پس آپ نے وضو فرمایا اور نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس کے لیے گدھا بھیج دے اور نہ ہی اس پر کوئی منت ہے۔ پس گدھا اپنے کانوں کو جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

اسی طرح رسالہ قشیری ہی میں سہل تستری سے روایت ہے جسکو شیخ احمد شہاب الدین بن حجر الہیتمی المکی نے فتاویٰ حدیثیہ میں نقل فرمایا۔

چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

الذاکر فیٖعلی الحقیقۃلو ھم ان یحی الموتی لفعل یعنی باذن اللّٰہتعالیٰ و صح بیدہ علی علیل بین یدیہ فیری وقام (فتاویٰ حدیثیہ)

ترجمہ: اللہ کا ذکر کرنے والے کی حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ گمان کرے کہ وہ مردے کو فعل کے ساتھ یعنی اللہ عزوجل کے حکم سے زندہ کر دے اور اپنے ہاتھ کو بیمار پر پھیرے تو اسی وقت بیمار صحیح ہو جائے اور مردہ کھڑا ہو جائے۔

قال الیافعی! واخبرنی بعض صالحی اھل الیمن: آن الشیخ الاھول بالمھلۃ شیخ ابی الغیث رحمۃ اللّٰہعلیہ کانت عندہ ھرۃ یطعمھا فضر بھا الخادم فقتلھا ورماھا فی خدیۃ! فسالہ الشیخ عنھا بعد لیلتین ثلاث فقال لاادری فناذھا الشیخ فاتت الیہ واطعمھا علی عادتہ۔(فتاویٰ حدیثیہ)

پھر امام یافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

واخبر نی مغربی صالح عالم اعتقدہ باسادہ ان بعض اصحاب الشیخ ابی یوسف الدھمانی مات فحزن علیہ اھلہ فاٰ تی الیہ وقال قم باذن اللہ تعالیٰ۔فقام و عاش بعد ذالک ماشاء اللّٰہ تعالیٰ من الزمان۔

تو انکی میت پر انکے گھر والے سوگوار تھے۔ پس آپ اس کی طرف آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ تو وہ کھڑا ہو گیا اور اسکے بعد ایک زمانہ زندگی گزاری جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

اسی طرح فتاویٰ حدیثیہ میں بڑے مشائخ اور بزرگوں سے پانچ طرق سے سنداً روایت کی گئی ہے۔

وقالو مدت بمجلسه حداة في يوم شديد الحر وهو يعظ الناس فتو شست على الحاضرين فقال ياريح خذى راس هذه الحداة فوقعت لثالي وقتها بناحية و راء سها في ناحية. فنزل الشيخ واخذها في يده وامريده الاضرى عليها فقال بسم الله الرحمان الرحيم قومي باذن الله فحيت و طارت والناس ليشا هدون وقد تكلمهم الموتى۔ (فتاویٰ حدیثیہ ،ص ۳۰۳)

انہوں نے فرمایا ایک حضور غوث پاک کی مجلس میں ایک چیل آئی سخت گرمی تھی اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو وعظ فرمارہے تھے۔ تو حاضرین پر چیل نے شور کیا تو شیخ نے فرمایا! ایک دفعہ ہوا اس چیل کے سر کو پکڑ لے پس دوسرے ہی لمحے اس کا سر ایک طرف اور دھڑ ایک طرف ہو گیا۔ پس شیخ منبر سے اترے اور اس کو یعنی چیل کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور دوسرا اوپر پھیرا اور فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے حکم سے اٹھ جا پس وہ چیل زندہ ہو گئی اور اڑ گئی اور لوگوں نے مشاہدہ کیا اور تحقیق کی کہ آپ رضی اللہ عنہ مردوں سے بھی ہم کلام ہوئے۔

تصحیح المحسبین عبدالغفار رحمانی

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء کو بعض غیب سکھادیئے جاتے ہیں بعض اولیاء کو خطاب کے ذریعے سکھائے جاتے ہیں اور بعض کشف حجاب کے ذریعے۔

وبعضهم يكشف له عن اللوح المحفوظ حتى يراه.

ترجمہ: اور بعض کو لوح محفوظ کا کشف ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوح محفوظ دیکھتے ہیں۔

وماجاء عن ابى بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه ،انه خبر عن حصل اصداقه انه ذكر و كان كذالك.

جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ عورت کے حمل سے لڑکا ہے اور ایسے ہی ہوا۔

وما صح عنه ﷺ انه قال فى حق عمر رضى الله تعالىٰ عنه وانه من المحدسين اى الملهمين.

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ محدسین (جن کو الہام ہوتا ہے) میں سے ہیں۔

رسالہ قشیری اور عوارف سروردی، وغیرہ میں اولیاء کرام کی خبریں جو کہ علم غیب کے ساتھ نقل کی ہیں۔ جب کہ بعض اولیاء کرام کا فرمانا کہ :

انا غدا اموت وقت الظهر و كان كذالك ولما دفن فتح عينيه فقال له دافنه احياة بعد موت؟ فقال انا حي و كل محب الله حي.

میں کل ظہر کے وقت مر جاؤنگا تو ایسے ہی ہوا اور جب اسے دفن کرنے لگے تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ تو دفن کرنیوالوں نے پوچھا کہ کیا موت کے بعد زندہ؟

تو فرمایا میں زندہ ہوں اور اللہ عزوجل کا ہر محب زندہ ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی روایات ہیں جو کہ مستند اور مشہور ہیں۔ مگر ان کے لیے یہی دلیل کافی ہے جو کہ صحیح حدیث ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا :

ان في امتي ملهمون او محدثو ن و منهم عمر.

کہ بے شک میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جنہیں الہام ہوتا ہوگا، ان میں سے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ اور آپ ﷺ کا فرمان :

اتقو فراسة المومن فانه ينظر بنور الله۔

کہ تم مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

تو محترم قارئین کرام :

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں، اولیائے عظام کو بہت سے کمالات و اختیارات عطا فرمائے ہیں۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

قدمي علي رأ س كل ولي الله

کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کے سروں پر ہے۔

اور مزید فرماتے ہیں کہ :

نظرت الى بلاد الله جمعاً

كخرد لة على حكم التصال

میں نے خدائے تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا اسطرح گویا کہ ہاتھ کی ہتھیلی پر رائی کا دانہ :

اور یہ بھی فرمایا کہ :

ان بنو بنوة عینی فی اللوح المحفوظ

میری آنکھوں کی پتلی لوح محفوظ پر لگی ہے۔

تو ان دلائل سے معلوم ہوا کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مردہ مریدوں کو زندہ بھی کر سکتے ہیں آپ کا غلام یا مرید بغیر توبہ کیئے نہیں مر سکتا اس لیئے کہ حضور غوث پاک درجہ غوثیت پر فائز ہیں۔اور آپ علیہ الرحمۃ نے جو کچھ فرمایا اپنے درجہ کے مطابق فرمایا۔اور یہ بھی کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر لوح محفوظ تک ہے۔

لوح محفوظ کیا ہے ؟

لوح محفوظ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کل صغیر کبیرٍ مستطر ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

اور فرمایا کہ :

مافرّطنافی الکتب من شیءٍ ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہ رکھی اور فرماتا ہے :

لارطب ولا یابس الافی کتاب مبین ۔

کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو۔

تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت ہے کہ اس میں تمام کائنات روز اوّل سے روزِ آخر تک محفوظ ہیں۔ تو جسکو اس کا علم ہو بے شک اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔اللہ تعالیٰ اپنے اولیائے کرام کی محبت عطا فرمائے اور منکرینِ اولیاء و بزرگانِ دین کے شر سے محفوظ فرمائے۔

(اعاذنا اللہ تعالیٰ من ھذہ العقیدۃ الباطلۃ ۔)

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جو مسلمان تیرے مدرسہ سے گزرے گا اس کے عذاب میں تخفیف کردی جائیگی۔(بہجۃ الاسرار)

یہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ جو مسلمان

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے کے قریب سے گزرا ہوگا، اللہ تعالیٰ اسکے عذاب میں تخفیف فرمادے گا۔اور جب ایک عام مسلمان کے عذاب میں تخفیف ہو رہی ہے صرف مدرسہ کے قریب جانے سے تو جو شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوگا اس کو عذاب قبر سے نجات کیوں نہیں ملے گی۔ اس لیے تو فرمایا ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے داروغہ جنہم سے پوچھا تھا کہ کیا میرا کوئی مرید جہنم میں تو نہیں اور یہ بھی کہ آپ کو ایک طویل فہرست عنایت کی گئی ہے۔ جس میں آپ کے تمام مریدین کے نام درج ہیں۔

تو یہ مرتبہ حضور غوثِ اعظم کا ہی تھا۔ کسی اور ولی کا نہیں ہو سکتا۔

محترم قارئین! اوپر بیان ہوا کہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جو مسلمان تیرے مدرسہ کے قریب سے بھی گزرے گا تو میں اس کے عذاب میں تخفیف کر دوں گا۔

تو کیا یہ واقعی قوی اور معتبر بات ہے ؟ تو جب کسی بات کے قوی ہونے کا ثبوت درکار ہو تو اس کتاب یا اس شخصیت کے متعلق جان لینا چاہیئے کہ اگر وہ کتاب یا شخصیت معتبر ہوگی تو پھر بات بھی اتنی ہی معتبر ہوگی آیئے دیکھتے ہیں کہ بہجۃ الاسرار کی حقیقت کیا ہے ؟

علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاد نور الدین ابو الحسن لخمی شطنوفی شافعی بہجۃ الاسرار کے مصنف ہیں۔

اسکے متعلق امام محدث شیخ القراء شمس الملۃ والدین ابو الخیر محمد بن محمد ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کتاب نہایۃ الدریات فی اسماء رجال القراء ت میں فرماتے ہیں: یعنی یہ ایسے جلیل فضائل والے ہیں کہ انہیں دیکھ کر آدمی حیرت میں رہ جاتا ہے تمام بلاد مصریہ کے شیخ ۶۴۴ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر میں مسند درس پر جلوہ افروز ہوئے۔اور ان کے فوائد و تحقیق کے باعث لوگوں کا ان کے پاس ہجوم رہا۔ان کو سرکار غوثیت سے عشق تھا۔اور انہوں نے سرکار غوث پاک کے حالات و کمالات تین جلدوں میں فرمائے۔

حضرت مصنف کا بروز ہفتہ بوقت ظہر وصال ہوا اور اتوار ۲۰ ذوالحجہ ۷۱۳ھ کو دفن ہوئے۔

(رحمۃ اللہ علیہ)

امام عمر بن عبدالوھاب فرحی حلبی نے اپنی کتاب میں بہجۃ الاسرار شریف پر لکھا ہے کہ :

قد تتبعتھا فلم اجد فیھا نقلا الا ولہ فیہ متابعون وغالب ما اوردہ منھا نقلہ الیافعی فی اسنی المفاخر وفی نشر المحاسن وروض الریاحین وشمس الدین زکی الجی ایضاً فی کتاب الاشراف واعظم شئی نقل عنہ انہ احیی الموتی کا حیائہ الرجاجۃ والعمری ان ھذہ القصۃ تاج الدین السبکی ونقل ایضاً عن ابن الرفاعی وحیرہ والی بعض جاھل حاسد ضیع عمرہ فی فھم ماضی السطور وقنع بذالک عن تزکیۃ النفس واقبالھا علی اللہ و سبحانہ وتعالیٰ ان یفھم ما یعطی اللہ سبحنہ وتعالیٰ اولیاءہٗ من التصرف فی الدنیا والاخرہ ولھذا قال ال جنید التصدیق بطریقنا ولایۃ.

ترجمہ : اس کتاب بہجۃ الاسرار شریف کو اول تا آخر جانچا تو اس میں کوئی روایت ایسی نہ پائی جسے اور متعدد اصحاب نے روایت نہ کیا ہو اور اسکی اکثر روایتیں امام یافعی نے اسنی المفاخر ونشر المحاسن اور روض الریاحین میں نقل کیں یونہی شمس الدین زکی حلبی نے کتاب الاشرف میں نقل کیں اور سب سے بڑی چیز جو بہجۃ الاسرار میں نقل کی حضور کا مردے جلانا ہے جیسے وہ مرغ زندہ فرمادیا اور مجھے اپنی جان کی قسم یہ روایت امام تاج الدین سبکی نے بھی نقل کی اور یہ کرامت ابن رفاعی وغیرہ اولیاء سے بھی منقول ہوئی اور کہاں یہ منصب! کسی بھی جاہل اور حاسد کو کہ جس نے اپنی عمر تحریر سطور کے سمجھنے میں گنوائی اور تزکیہ نفس اور توجہ الی اللہ چھوڑ کر اسی پر رہا کہ ان تصرفات کو سمجھ سکے کہ جن تصرفات کی قدرت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو دنیاو آخرت میں عطا فرمائی ۔ اس لیے تو سیدنا جنید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ التصدیق بطریقنا ولایۃ ۔ کہ ہمارے طریقے کا حق ماننا بھی ولایت ہے ۔ پھر یہ بھی فرمایا : رخصۃ کتابا مفرداً مرفوع الاسانید معتمدا فیھا علی الصحۃ دون الشذوذ ۔ یعنی میں نے اسے کتاب یکتا کر کے مہذب و منقح فرمایا اور اسکی سندیں حضور تک پہنچائیں جن میں خاص صحت پر اعتماد کیا کہ جو شذوذ سے منزہ ہو یعنی خاص صحیح اور مشہور روایات لیں جن میں نہ ضعیف ہے نہ غریب اور نہ ہی شاذ اور کتاب بہجۃ الاسرار معتبر و معتمد ہے کہ اکابر ائمہ نے اس سے استفادہ کیا اور کتب حدیث کی طرح اس کی اجازتیں لیں اور دیں ۔ کتب مناقب سرکار غوثیہ میں

باعتبار علو اسانید اسکا وہ مرتبہ ہے جو کتب احادیث میں موطا امام مالک کا اور کتب مناقب اولیاء میں باعتبار صحت اسانید اسکا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں صحیح بخاری کا بلکہ صحاح میں بعض شاذ بھی ہوتی ہیں اور اس میں کوئی حدیث شاذ بھی نہیں۔ امام بخاری نے تو صرف صحت کا التزام کیا اور ان امام جلیل نے صحت اور عدم شذوذ دونوں کا اعتبار کیا۔

ایسے امام اجل نے ایسی کتاب جلیل معتمد میں جو احادیث صحیحہ اس باب میں روایات فرمائی ہیں ان میں سے چند ملاحظہ ہو۔!

قال رضی الله تعالی عنه حدثنا ابو محمد ساله بن علی الاحیانی قال اخبر نا الثة الاشیاخ العلماء قدوة العراق الشیخ ابو حفص عمر البریدی والشیخ ابو القاسم عمر الا ردافی و الشیخ ابو الو لید زید بن سعید و ا لشیخ ابو عمر و عثمٰن بن سلیمٰن قالو اخبر نا الشیخان ابو الفرج عبد الرحیم وا بوالحسن علی ابنافت الشیخ القدوة احمد رفاعی رضی الله عنه قالا کنا عنه شیخنا الشیخ احمد بن رفاعی برامیه بام عبیده فمد عنیقه وقال علی رقبتی فسئا لناه عن ذالك فقال قد قال اشیخ عبد القادر الان بغداد قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله .

ترجمہ: ہم نے ابو محمد سالم بن علی دمیاطی نے حدیث بیان کی کہا ہم کو چھ مشائخ کرام پیشوایان عراق حضرت ابو طاہر صرصری، ابو الحسن خفاف، وابو حفص بریدی، وابو القاسم عمر، ابو الولید زید، وابو عمرو عثمان بن سلیمان نے خبر دی ان سب نے فرمایا کہ ہم کو حضرت سیدی احمد رفائی رضی اللہ تعالی عنہ کے دونوں بھانجوں حضرت ابو الفرج، عبدا لرحیم اور ابو الحسن علی نے خبر دی کہ ہم اپنے شیخ حضرت رفائی رضی اللہ عنہ کے پاس انکی خانقاہ مبارک میں کہ ام عبیدہ میں ہے حاضر تھے۔ حضرت رفائی نے اپنی گردن بڑھائی اور فرمایا علی رقبتی (میری گردن پر) ہم نے اسکا سبب پوچھا فرمایا اس وقت حضرت شیخ عبد القادر نے بغداد میں فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ: قال قدس سره حدثنا اشریف الجلیل ابو عبد الله محمد بن ....ابن محمد علی بن احمد بن یوسف الرقی قال............ واخبر نا ....قالو سمعنا السید الشریف الشیخ

القدوة ابا سعيد القيلوی رضی الله تعالی عنه يقول مما قال الشيخ عبد القادر قدمی هذہ علی رقبة کل ولی الله تجلی الحق عزوجل علی قلبه و جاء ته خلقة من رسول الله ﷺ علی يد طائفة من الملائكه والمقربين و السبها المحفر من جميع الاولياء من تقدم منهم و من تاخر الاحياء با جساد هم والاموات بارواحه و كانت الملائكة و رجال الغيب حافين لمجلسة وا قفين فی الهواصفوفا . حتی لم يبق ولی فی الارض الامنا عنقه. (راوی درراوی.......)

"ان سب حضرات نے فرمایا کہ ہم نے سید شریف شیخ امام ابو سعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ جب حضرت شیخ عبد القادر نے فرمایا کہ میرا پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو اسوقت اللہ عزوجل نے ان کے قلب پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم ﷺ نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خلعت بھیجی اور تمام اولیاء کرام جو اسوقت زندہ تھے وہ سب کے سب بدن کے ساتھ حاضر ہوئے۔ اور جو انتقال کر گئے تھے ان کی روح طیبہ آئیں ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوث پاک کو پہنایا گیا ملائکہ اور رجال الغیب کا اسوقت ہجوم تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکادی ہو۔

ایک اور حدیث :۔

اخبر نا ابو محمد الحسن بن احمد بن محمد وخلف بن احمد بن محمد الحريمی قال اخبر ناجدی محمد بن ولف قال اخبر نا الشيخ ابو القاسم بن ابی بكر محمد قال سمعت الشيخ خلفة رضی الله تعالی عنه و كان كثير ا الرويا ء رسول الله ﷺ يقول لقدرايت رسو ل الله ﷺ خلقت يارسول الله ﷺ قد قال الشيخ عبدالقادر قدمی هذہ علی رقبة كل ولی الله فقال صدق الشيخ عبد القادر و كيف لاوهوالقطب و انا ارعاه.

ترجمہ :۔ ہم کو ابو محمد حسن بن احمد بن محمد اور خلف بن احمد بن محمد حریمی نے خبر دی کہ ہم کو میرے دادا محمد بن ولف نے خبر دی کہ ہمکو شیخ ابو القاسم بن ابی بکر بن محمد نے خبر دی کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر ملکی رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ نبی اکرم ﷺ کے دیدار سے بکثرت مشرف

ہو اکرتے تھے۔ فرمایا خدا کی قسم میں نے بے شک رسول اللہ ﷺ کو دیکھا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ شیخ عبد القادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیخ عبد القادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان ہوں۔

الحمد اللہ عزوجل! اللہ عزوجل نے ہمارے آقا کو اس کہنے کا حکم دیا۔ کہتے وقت ان کے دل پر تجلی فرمائی نبی اکرم ﷺ نے خود ملائکہ کے ہاتھ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے خلعت بھیجی۔ تمام اولیاء اولین و آخرین جمع کیے گئے سب کے سامنے حضور کو وہ خلعت پہنایا گیا۔ ملائکہ کا مجمع تھا ہوا رجال الغیب نے سلامی دی اور تمام جہان کے اولیاء اب جو چاہے راضی ہو۔ جو چاہے ناراض ہو اور جن (وہابیہ) کا جی جلے ان سے کہدو۔ موتو ابغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور۔ کہ تم مر جاؤ اپنی جلن میں بے شک اللہ عزوجل دلوں کی بات جانتا ہے۔

اور معلوم ہوا کہ ؛ بہجۃ الاسرار کتنی معتبر اور معتمد کتاب مستطاب ہے کہ جسمیں بڑے بڑے اکابر آئمہ کی روایات نقل کی گئیں اور بہجۃ الاسرار کے مصنف بھی اجل علماء میں شامل ہیں تو پھر آجکل کے وہابی ملاں کو کیا حق حاصل ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف زبان درازی کریں۔

اور الحمد اللہ بفضل خدا و رسول کے ہم نے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اور آپکی کرامات واضح دلائل کے ساتھ بیان کر دیں۔ جو کہ اہل انصاف اور اہل سعادت کے لیے کافی و وافی ہیں۔ اور سچا محب حضرت احمد کبیر رفاعی کے اشارات پر سر خم تسلیم کریگا اور جس بارگاہ ارفع کو انھوں نے سب سے ارفع بتایا۔ اور انکا قدم مبارک اپنے سر پر لیا تو انہیں کو ارفع و اعظم مانے گا۔ اور اس بارگاہ ارفع سے جو بغض و کینہ و عداوت رکھتے ہیں ان سے بغض و کینہ ہی کو روا جانے گا۔ کہ بزرگان دین و اولیاء عظام سے عداوت حد درجہ کی بے ادبی و گستاخی ہے۔
اور ایسا کرنیوالا خارجی و وہابی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے عقائد باطلہ سے محفوظ فرمائے اور اولیاء کرام کی عزت و تکریم اور ادب نصیب فرمائے۔ (آمین)

صفحہ نمبر ۹۱ سے لے کر صفحہ نمبر ۱۰۱ تک بھی ابن لعل دین نے اپنی کتاب میں کرامات اولیاء کے متعلق اپنا باطل اور گندا عقیدہ ظاہر کیا ہے ان صفحات کا جواب اسی کتاب کے صفحہ نمبر

۵۳ تا صفحہ نمبر ۱۴۳ پر گزر چکا جو کہ اولیاء کرام کی کرامات کے متعلق ہی ہے۔
اس کے بعد لالن لعل دین کی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰۲ سے صفحہ نمبر ۱۰۵ تک سوال مشکلات میں کسے پکاریں؟ کے جوابات ملاحظہ ہوں! چنانچہ صفحہ نمبر ۱۰۳ پر لکھتا ہے کہ
جس نے کسی مصیبت میں مجھ (عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ) سے فریاد کی وہ مصیبت جاتی رہی، جس نے کسی سختی میں میرا نام پکارا وہ سختی دور ہو گئی جو میرے وسیلے سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے وہ حاجت پوری ہو گی جو شخص دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ھو اللہ شریف ۱۱، ۱۱ بار پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد سرکار مدینہ ﷺ پر درود و سلام بھیجے، پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چل کر میرا نام پکارے اور اپنی حاجت بیان کرے ان شاء اللہ وہ حاجت پوری ہو گی۔
الجواب: محترم قارئین! اس عبارت کو لکھ کر لالن لعل دین غیر اللہ سے مدد مانگنا اور ان کو پکارنا بدعت اور شرکِ اکبر قرار دے رہا ہے اور اس مذکورہ بالا روایت کو من گھڑت ثابت کرتا ہے۔ تو ہم اس کے جواب میں پہلے چند قرآنی آیات پھر احادیث اور بعد میں اقوالِ بزرگانِ دین بیان کریں گے کہ آیا غیر اللہ سے یا اولیاء اللہ اور محبوبانِ خدا سے مدد مانگنا اور مصیبت میں ان کو پکارنا جائز ہے یا کہ بقولِ لالن لعل دین اور وہابیہ کے بدعت؟
قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ :

لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذابا الیما ○ (پ ۲۶، الفتح، ۲۵)
"اگر وہ جدا ہو جاتے تو ہم ضرور ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب دیتے" (کنز الایمان)
مفسرین فرماتے ہیں یعنی اگر موجودہ مومن کفار مکہ سے علیحدہ ہو جاتے یا جن کو اسلام کی توفیق ملنے والی ہے وہ ان کفار سے علیحدہ ہو جاتے جو کفر پر مرنے والے ہیں تو کفار پر عذاب الٰہی آجاتا۔ معلوم ہوا کہ نیکوں کی طفیل بدوں سے عذاب ٹل جاتا ہے وسیلہ کا ثبوت ہوا۔ یعنی کفار مکہ پر اسلیئے عذاب نہیں آتا کہ ان میں مومنین صالحین موجود ہیں اگر یہ نہ رہیں تو عذاب آجائے۔ ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم میں اسکی تائید ہے تا قیامت ہم جیسے گنہگار اللہ کے مقبول بندوں کی طفیل امن میں رہیں گے۔ بلکہ صالحین کی قبروں کی برکت سے امن ملتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے مزار شریف کی برکت سے شہر مصر میں عذاب نہ آیا، تو

جب مومنین کی برکت سے کفار پر عذاب نہیں آتا تو نبی اکرم ﷺ کی برکت سے آغوش میں سونے والے مومنوں پر کیا کچھ نعمتیں نہ اتریں گی یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما قطعی جنتی ہیں۔ اسی طرح اصحاب کہف کے دروازے پر جو کتا سو رہا ہے اس پر اللہ کا فضل ہو گیا کیونکہ وہ اولیاء اللہ کے قریب ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وکان ابو ھما صالحاہ (پ ۱۶۔ کہف، آیت ۸۲)

"اور ان کا باپ نیک آدمی تھا"۔ معلوم ہوا کہ باپ کی نیکی اولاد کے کام آتی ہے یہاں بھی وسیلہ کا ثبوت ہوا اور نبی امت کے لئے مثل باپ کے ہیں تو انشاء اللہ حضور کی نیکیاں ہم گنہگاروں کے کام آئیں گی، رب فرماتا ہے۔ وفی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم۔ تو نبی کی نیکی میں ہمارا بھی حصہ ہے۔ خیال رہے کہ وہ ان بچوں کا آٹھواں باپ تھا جیسا کہ صواعق محرقہ میں ہے۔ روح البیان میں ہے کہ حرم شریف کے کبوتر اس کبوتری کی اولاد ہیں جس نے ہجرت کی رات غارِ ثور پر انڈے دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کبوتری کی برکت سے اسکی اولاد کا اتنا احترام فرمایا تو قیامت تک حضور ﷺ کی اولاد کا کتنا احترام ہو گا۔

اب غیر اللہ سے مدد مانگنے اور پکارنے کے بارے میں دلائل ملاحظہ ہوں۔

حدیث :۔ صحیح مسلم و ابو داؤد و ابن ماجہ و معجم کبیر طبرانی میں ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا۔ مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں، عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو، فرمایا بھلا اور کچھ؟ عرض کی بس میری مراد تو یہی ہے۔ فرمایا تو مجھ سے اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔

قال کنت ابیت مع رسول اللہ ﷺ فاتیتہ بوضوئہ وحاجتہ فقال لی سل ۔ ولفظ الطبرانی فقال یو مایا ربیعۃ سلنی فا عطیك رجعنا الی لفظ مسلم قال فقلت اسئالك مرافقتك فی الجنۃ قال او غیر ذالك قلت ھو ذاك قال فاعنی علی نفسك بکثرۃ السجود۔

تو یہ حدیث صحیح ہے اور اپنے ہر ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے کہ حضور ﷺ نے اَعِنّی فرمایا کہ میری اعانت کر۔ اسی کو استعانت کہتے ہیں یہ تو در کنار، حضور کا مطلق فرمانا کہ سَل

مانگ کیا مانگتا ہے۔ وہابیت کی جان پر کیسا پہاڑ ہے؟ اور اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں، اور دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جبھی تو بغیر کسی قید اور تخصیص کے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے۔

فان من جو دك الدنيا و ضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

یوخذمن اطلاقہ ﷺ الامر بالسئوال ان اللہ تعالی مکنہ من اعطاء کل مااراد من خزائن الحق.

یعنی حضور ﷺ نے جو کچھ مانگنے کا مطلق حکم دیا ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں پھر لکھا کہ:

وذکر ابن سبع فی خصا نصہ و غیرہ ان اللہ تعالیٰ اقطعہ ارض الجنۃ یعطی منہا ماشاء لمن یشاء.

یعنی امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور کریم ﷺ کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اُس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔

انہ ﷺ خلیفۃ اللہ الذی جعل خزائن کر مہ و موائد نعمہ طوع یدیہ و تحت ارادتہ یعطی منہا من یشاء و یمنع من یشاء.

"بیشک نبی اکرم ﷺ خدا کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دستِ قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم، زیرِ ارادہ اور زیر اختیار کر دیئے ہیں، کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔ الحمد اللہ اس مضمون کی تصریحات کلمات آئمہ، علماء اور عرفاء میں حد تواتر پر ہیں۔

حضور ﷺ کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ کعب رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے جنت مانگی کہ اسئا لک مرافقتک فی الجنۃ۔ یارسول اللہ میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت

میں رفاقت والا سے مشرف ہوں۔ اب اس حدیث میں سب سے بڑھ کر وہابیہ کی جان پر کیسی آفت ہے اور وہابیہ کے عقائد کے مطابق کیسا کھلا شرک ہے (معاذاللہ) کہ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ حضور سے مانگ رہے ہیں اور وہ بھی جنت۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں سرکار ﷺ فرماتے ہیں۔

اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتی تعیشوا فی اکنافھم فان فیھم رحمتی۔

"فضل میرے رحم دل امتیوں کے پاس طلب کرو کہ اُن کے سائے میں چین کرو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔ وفی لفظ اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمة من امتی ترزقوا وتنجحوا۔ یعنی اپنی حاجتیں میرے رحمدل امتیوں سے مانگو رزق پاؤ گے۔ وفی لفظ قال ﷺ یقول اللہ عزوجل اطلبوا الفضل من الرحماء من عبادی تعیشوا فی اکنافھم فانی جعلت فیھم رحمتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فضل میرے رحم دل بندوں سے مانگو ان کے دامن میں عیش کرو گے کہ میں نے اپنی رحمت ان میں رکھی ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اطلبوا المعروف من رحماء امتی تعیشوا فی اکنافھم۔ میرے نرم دل امتیوں سے نیکی و احسان مانگو ان کے سایہ عنایت میں آرام کرو گے۔ اخرجه العسا کر فی المستدرك عن امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ وجھه الاسنی

محترم قارئین کرام!

ذرا ان وہابیوں سے پوچھو تو سہی! کہ اے وہابیو! انصاف کی آنکھیں کہاں ہیں؟ ذرا ایمان کی نگاہ سے تو دیکھو کہ ان احادیث میں کتنا صاف و شفاف ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے نیک امتیوں سے مدد مانگنے، ان سے حاجتیں مانگنے اور ان سے خیر و احسان طلب کرنے کا حکم دیا کہ وہ تمہاری حاجتیں پوری کریں گے ان سے مانگو تو رزق پاؤ گے مرادیں پاؤ گے اُن کے دامنِ حمایت میں چین پاؤ گے اور اُن کے سایہ عنایت میں عیش اٹھاؤ گے۔ پھر حضرات اولیاء کرام سے زیادہ کونسا امتی رحم دل ہوگا۔

الحمدللہ حق کا آفتاب بے حجاب روشن ہوا مگر وہابیہ پر تو خدا کی پھٹکار ہے انہیں اس عیش و آرام اور خیر و برکت میں حصہ ہی کہاں؟ کہ جس کی طرف اللہ و رسول عزوجل و ﷺ بلارہے ہیں۔

؎ گر بر تو حرام ست حرامت باد (اگر تیرے لئے حرام ہے تو حرام ہی رہے)

وہابیت کش صرف تین احادیث

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں

(۱) اذا فضل احد کم شیا واراد عونا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان اللہ عباد الایراھم،رواہ الطبرانی عن عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ.

جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا راہ بھولے اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہیے کہ یوں پکارے کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا۔وہ اس کی مدد کریں گے۔

(۲) آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے ۔فلینا دیا عباد اللہ احبسوا، تو یوں ندا کرے کہ اے اللہ کے بندو اسے روک دو، تو اللہ کے بندے روک دیں گے۔رواہ ابن السنی عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(۳) فرماتے ہیں ﷺ یوں ندا کرے اعینوا یا عباداللہ مدد کرو اے اللہ کے بندو۔رواہ ابن شیبۃ وبزار عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

محترم قارئین! مذکورہ دلائل قتلِ وہابیت کے لئے کم نہیں۔الحمد للہ غیر اللہ سے مدد چاہنا یا مدد کے لیئے پکارنا اس موضوع پر تو دلائل کے دریا بہہ رہے ہیں۔مگر وہابیوں سے کہئے کہ اے وہابیو! ذرا آنکھوں پر ایمان کی عینک تو لگایئے۔اور حضرت شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ مشکوۃ شریف تو پڑھیے کہ کیا فرماتے ہیں؟

فرماتے ہیں : آنچہ مروی ومحکی است از مشائخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل واستفادہ ازاں خارج از حصر ست ومذکور است در کتب ورسائل ایشاں ومشہور ست میاں ایشاں۔عافانا اللہ من ذالک۔

استمداد کے متعلق مشائخ اہل کشف سے روایت کی گئی ہے کہ ارواح سے مدد طلب کرنا اور ان

سے فائدہ حاصل کرنا حصر سے خارج ہے اور ان بزرگوں کے رسائل و کتب میں مذکور ہے اور ان بزرگوں کے درمیان مشہور بھی ہے۔

اللہ اکبر! ان منکران بے دولت کی بے نصیبی یہاں تک پہنچی کہ اکابر علماء اور اولیاء کرام سے انھیں نفع پہنچنے کی امید ہی نہ رہی اور ایسا ہی ہے اگر وہابیہ نہ مانیں تو آزما لیجئے اور ہزاروں ارشادات میں سے امتحاناً صرف اور صرف ایک کلام پاک فرزندِ دلبند صاحب لولاک ﷺ کا ذکر کریں جو بھر تیع سید الاولیاء، قطب الاقطاب، باعتراف اکابر علماء، امام شریعت، نظام طریقت، بحر حقیقت، عین ہدایت اور دریائے کرامت ہے۔ وہ کون؟ ہاں وہ سید الاسیاد، مولانا، ملاذنا، غوثنا، وغیثنا حضور غوث اعظم سید ابو محمد عبد القادر حسنی و حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ کلام کوئی ایسے ویسے رسالے یا محض زبانوں پر مشہور نہیں بلکہ اکابر واجلہ ائمہ کرام و علماء عظام جیسے سیدنا امام ابو الحسن نور الدین علی بن جریر شطنوفی، شیخ الفقہاء سیدنا امام عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی مکی، فقیہ و محدث شیخ مولنا علی قاری حنفی ہروی مکی اور دیگر صاحب کرامات، پھر شیخ الشیوخ علماء الہند محقق فقیہہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہم کبرائے ملت اور عظمائے امت نے اپنی تصانیف جلیلہ معتدہ، متعددہ جسطرح کہ بہجۃ الاسرار، خلاصۃ، نزہۃ الخاطر الفاتر، تحفہ قادریہ، اخبار الاخیار اور زبدۃ الآثار وغیرہ وغیرہ کتب میں ذکر و روایت فرمایا وہ یہ کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

من استغاث بی فی کربة کشف عنه و من نادانی باسمی فی شدة فرجت عنه من توسل بی الی الله فی حاجة قضیت حاجته ومن صلی رکعتین یقرء فی کل رکعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص احدی عشرة مرة ثم یصلی ویسلم علی رسول الله ﷺ بعد السلام من التشهد احدی عشرة مرة ویذکره ثم یخطو الی جهة العراق احدی عشرة خطوة و یذکر اسمی ویذکر حاجة فانما تقضی باذن الله تعالیٰ۔

"جو کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے وہ مصیبت دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دفع ہو اور جو اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے وہ حاجت پوری ہو اور جو دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے

پھر سلام پھیر کر حضور ﷺ پر گیارہ مرتبہ درود و سلام بھیجے اور حضور اقدس ﷺ کو یاد کرے پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت ذکر کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ حاجت روا ہو"۔

الحمد للہ! یہ فرمان پاک حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور اسکو نقل کرنے والے آئمہ اجلہ، فقہہ اور محدثین ہیں جیسا کہ بیان ہو چکا۔ پھر اس فرمان کو بہجۃ الاسرار میں نقل کیا گیا جو کہ معتمد کتاب ہے۔ اور اس کتاب کی حقیقت ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اسی روایت پر ان لعل دین کا اعتراض ہے لہذا یہ حکایت من گھڑت نہیں اور نہ ہی پیر الیاس قادری صاحب نے اپنی طرف سے گھڑی ہے۔ مگر وہابیہ کا کیا علاج؟ کہ ہر بات اور حدیث جو ان وہابیہ کے عقیدے کو ظاہر کرتی ہے من گھڑت اور ضعیف لکھ دیتے ہیں، اور انبیاء و اولیاء سے بغض رکھتے ہیں اور بغض کی جلن سے انبیاء و اولیاء کو پکارنا ان سے مدد مانگنا اور وسیلے کو بدعت شرک کہتے ہیں۔ ولکن الوھابیہ قوم لا یعقلون۔

اے مسلمانو! ذرا غور کرو کہ وہابیہ کے اس ظلم و تعصب کا ٹھکانہ ہے۔ کہ بیمار پڑیں تو حکیم کے پاس دوڑیں، دوا پر گریں، کوئی مارے پیٹے تو تھانے جائیں اور رپٹ لکھوائیں، ڈپٹی یا سارجنٹ سے فریاد کریں، کسی نے زمین دبالی یا رقم نہ دی تو منصف صاحب مدد کیجئے جج صاحب خبر لیجئے کہیں، استغاثہ کریں، مرکز میں بیٹھ کر ریال اور ڈالروں کیلئے، سعودیہ مدد کرنا، امریکہ مدد کرنا پکاریں، بلکہ دنیا بھر سے استعانت کریں۔ اور حصر ایاک نعبدو ایاک نستعین کو اس کے خلاف نہ جانیں۔ ہاں ہاں! انبیاء و اولیاء سے استعانت (مدد مانگی) تو شرک ہو گیا۔ مگر ان کاموں کے وقت وہابیہ کو ایاک نستعین آیت یاد نہ آئی۔ آیت میں تو ہے کہ ہم خاص تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ تو کیا وہابیہ کے نزدیک خاص تجھی میں حکیم، تھانے دار، جمعدار، ڈپٹی، سارجنٹ اور جج، سعودیہ، امریکہ وغیرہ سب آگئے کہ یہ اس حصر سے خارج نہ ہوئے یا معاذ اللہ آیہ کریمہ کا حکم ان پر جاری نہیں یا یہ خدا کی ملک سے الگ رہتے ہیں۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

؎ چوں ندید ند حقیقت رہ افسانہ زدند

مگر ان حضرات کو ڈپٹی، جج، حکیم وغیرہ سے خود کام پڑتا ہے اسلئے ان سے مدد مانگنے اور پکارنے

کو شرک نہیں کہیں گے۔ کہ ان کی مدد کے بغیر تو کام نہیں بنتا۔ مگر دل میں آزار، بغض و کینہ تو حضرات انبیاء و اولیاء سے ہے اور وہابیہ کی کوشش اور ان کا عقیدہ ہی اسی بنیاد پر رکھا گیا ہے کہ ان محبوبان خدا کا نام تعظیم و محبت سے نہ آنے پائے اور نہ ہی ان کی طرف کوئی بھی عقیدت سے رجوع کرے۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ٥ (پ۱۹،ع۱۵)

نکتہ : جب اس کا جواب نہیں بن پاتا تو "وہابی" بیچارے کم علموں کو اکثر اسطرح دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ تو زندہ ہیں اسلئے ان سے مانگنا یا ان کی مدد طلب کرنا شرک نہیں اور وہ مردہ ہیں لہذا اُن سے شرک ہے اس طرح وہابیہ طرح طرح کے بیہودہ وسواس ڈالتے ہیں۔ مگر یہ سب کی سب وہابیہ کی جہالت ہے۔

ان پر آپ کہہ دیجئے کہ :

اے وہابی صاحب! جو شرک ہے جس کے ساتھ بھی کیا جائے شرک ہی ہوگا اگر ایک کیلئے شرک نہیں تو پھر کسی کے لیئے بھی شرک نہیں ہو سکتا۔ اگر اللہ کے شریک مردے ہو سکتے ہیں تو کیا زندہ شریک نہیں ہو سکتے؟ دور کے ہو سکتے ہیں تو کیا پاس کے نہیں ہو سکتے؟ انبیاء ہو سکتے ہیں تو کیا حکیم، جج، ڈپٹی وغیرہ نہیں ہو سکتے؟

ہرگز، ہرگز! اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اور جس طرح ان سب سے مدد و استعانت شرک نہیں اسی طرح انبیاء و اولیاء کو وسیلہ جاننا، ان کو پکارنا اور ان سے مدد طلب کرنا بھی شرک نہ ہوگا۔ مگر ہزار تف ان وہابیوں کی بے عقلی اور بے انصافی پر کہ یہ لوگ حضرات محبوبان خدا کے پکارنے کو ہی شرک و کفر کہتے ہیں اور اسی لئے کہ حیا وہابیہ کے پاس سے نہ گزری۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم ۔ وصدق رسول اللہ ﷺ

اذا لم تستحی فاصنع ماشئت

"نبی پاک ﷺ نے سچ فرمایا کہ جب تجھے حیا نہ ہو تو جو چاہے کر"۔

بے حیا باش وہرچہ خواہی کن۔

اے انبیاء و اولیاء کے فدائیوں اور شیدائیو سنیوں : اس نکتے کو خوب خوب اور خوب طرح محفوظ کر لو کہ جہاں کہیں بھی ان چالاک عیاروں کو فرق کرتے دیکھو کہ فلاں عمل یا

فلاں عقیدہ۔ فلاں کے ساتھ شرک ہے اور فلاں کے ساتھ شرک نہیں۔ تو یقین کر لینا کہ یہ نرے جھوٹے ہیں اور یاد رکھ لینا کہ جب ایک جگہ شرک نہیں تو اس عقیدے سے کسی جگہ بھی شرک نہیں ہوگا۔

کھوٹے کھرے کی پہچان

ان کے سامنے یوں کہئے یارسول اللہ ﷺ حضور کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ اعظم اور نائب اکرم و قاسم بنایا۔ دنیا کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، خزانوں کی کنجیاں، مدد کی کنجیاں اور نفع کی کنجیاں حضور ﷺ کے دستِ مبارک میں رکھیں، روزانہ دو وقت تمام امت کے اعمال حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کیئے جاتے ہیں۔ یارسول اللہ میرے کام میں نظر رحمت فرمایئے یارسول اللہ اللہ کے حکم سے میری مدد فرمایئے۔ اب یہ الفاظ کہتے جایئے اور ان صاحبوں کے چہروں پر غور کرتے جایئے۔ اگر وہ خوش ہوں اور چہروں پر کراہیت اور غیظ کے اثرات نظر نہ آئیں تو یقین کر لینا کہ یہ "کھرے" (سنّی) ہیں۔ اور اگر یہ دیکھو کہ ان کی صورت بگڑی، ناک بھوں سمٹی، چہرے پر دھوئیں کی طرح تاریکی کی لہر دوڑی ہے تو پھر یقین کر لینا کہ یہ "کھوٹے"۔ (وہابی) ہیں۔ کہ دل کی دبی آگ اپنا رنگ لائی ہے۔

ے کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائے گا جلن میں!

تو جب ایسی صورت دیکھو تو بلند آواز سے سُنا دینا:

موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور ٥

"تم مر جاؤ اپنی جلن میں بے شک اللہ عزوجل دلوں کی جانتا ہے"۔

خدا تعالیٰ عشق مصطفیٰ ﷺ اور محبت اولیاء کی دولت عطا فرمائے۔ (آمین)

<u>ابن لعل دین کی کتاب کے ص ۱۰۵ تا ۱۰۶ تک کے جوابات</u>

بعنوان غیب کی خبریں

ابن لعل دین لکھتا ہے کہ غیب کی خبریں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی جانتی ہے اسکے علاوہ کسی کو علم غیب نہیں۔

جواب

لن لعل دین اپنے مضمون میں انبیاء واولیاء کے علم غیب کی نفی کرتا ہے اور کیوں نہ کرے کہ ان کا عقیدہ ہی یہی ہے۔ اور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے نبی اکرم ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے اور آپ کے وسیلہ جلیلہ سے اولیاء کرام کو بھی عطا ہوا۔

اور یہ سب علم عطائی ہے ذاتی علم صرف اور صرف خدا تعالی ہی کا ہے۔ اور جو علم غیب انبیاء واولیاء کے ساتھ بالذات مانے کافر ہے۔ اور جو انبیاء کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ انہیں بالکل ہی علم غیب نہیں دیا گیا تو وہ بھی کافر ہے۔ کہ مطلقاً علم غیب کی نفی کرتا ہے۔ اب آیئے چند دلائل بھی ملاحظہ ہوں!!!

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالی ہے:

فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول

اللہ مسلط نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

وما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء.

اے عام لوگو اللہ اسلئے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع کردے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں جسے چاہے۔

اور فرمایا: وما هو علی الغیب بضنین

اور محمد ﷺ غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

پھر فرماتا ہے:

ذالك من انباء الغیب نوحیه الیك وما کنت لدیهم اذ یلقون اقلامهم ایهم یکفل مریم وما کنت لدیهم اذ یختصمون

یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی وحی ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنے قلموں کا قرعہ نہ ڈالتے تھے کہ ان میں کون مریم کی پرورش کرے اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے پھر فرمایا: وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم۔ اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں میں چھپا کر رکھتے ہو۔ تاکلون اور تدخرون مضارع کے صیغے ہیں جس میں زمانہ حال اور استقبال دونوں کا احتمال ہوتا ہے یا معنی یہ ہوئے

کہ جو تم سب لوگ کھا کر آئے ہو یا جو کچھ آنے والے سال کیلئے گندم یا لکڑی وغیرہ جمع کرو وہ سب مجھ سے پوچھ لو یا ہر شخص عمر بھر میں جو کچھ لھائے گا یا جو جمع کرے گا وہ سب کچھ آج ہی میں بتا سکتا ہوں یعنی ہر دانہ کے متعلق جانتا ہوں کہ یہ کس کی قسمت کا ہے اور یہ علم غیب تو عیسیٰ علیہ السلام کا ہے تو نبی اکرم ﷺ کا علم کتنا ہوگا؟ یہ تمام علوم حضور کے سمندر علوم کے قطرے ہیں کہ ان مذکورہ چند دلائل سے واضح ہوا کہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ مگر تعجب ہے ان لعل دین (وہابی) پر کہ اسے یہ آیت نظر آگئی کہ جو اس نے اپنی کتاب کے ص ۱۰۶ پر لکھی۔

قل لا یعلم من فی السمٰوت والارض الغیب الا اللہ

"اے محبوب فرمادیجئے کہ اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا"۔

مگر مذکورہ آیات نظر نہ آئیں جن میں ثبوت ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے رسولوں کو علم غیب عطا فرمایا۔ یاد رہے کہ ان لعل دین کی دلیل قرآنی قل لا یعلم من فی السمٰوت والارض الغیب الا اللہ۔ نفی پر دلالت کرتی ہے اور ہماری آیات اثبات پر دلالت کرتی ہیں۔

نفی اور اثبات دونوں ایمان ہیں اور اہل سنت وجماعت دونوں قسم کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یعنی ہمارا عقیدہ یہ بھی نہیں کہ حضور ﷺ کو معاذ اللہ علم تھا ہی نہیں۔ اور نہ ہی یہ کہ حضور ﷺ کو پہلے ہی علم تھا۔ بلکہ حضور ﷺ کو عطائی علم ہے۔ مگر وہابیہ نفی کی آیت کو ہی مانتے ہیں اثبات کو نہیں اور جو صرف نفی ہی مانے وہ بھی کافر اور جو صرف اور صرف اثبات مانے وہ بھی کافر۔ لہذا نفی اور اثبات دونوں آیتیں ایمان ہیں۔

اور اہل سنت کا بھی یہی عقیدہ ہے، اور دونوں قسم کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین، اور وہابی صاحب سے پوچھیئے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کو علم غیب نہیں تو پھر آپ کو علم غیب کس طرح ہو گیا کہ سرکار کو غیب نہیں؟

اسکے بعد ان لعل دین کی اپنی ہی لکھی پرانی کتاب سے علم غیب رسول اللہ ﷺ ثابت ہو رہا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں ان لعل دین اپنی کتاب کے ص ۳۴۷ پر لکھتا ہے کہ روز قیامت جب ہر مومن کی خواہش ہوگی کہ وہ حوض کوثر سے رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھ سے جام کوثر پیئے اس وقت فرشتے بدعتی کو دھکے مار مار کر نبی اکرم ﷺ سے دور کردیں گے

اور حضور ﷺ ان سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمائیں گے ، سحقا، سحقا، ان کو مجھ سے دور کرو جنہوں نے میرے بعد دین کو (بدعات) سے بدل ڈالا۔

قارئینِ کرام مقام غور ہے کہ : ابن لعل دین نے حدیث کا مفہوم بیان کیا ہے بالکل وہی حدیث بیان نہیں کی۔ دوسرے یہ کہ حضور ﷺ کے حوضِ کوثر پر لوگ آئیں گے اور حضور فرمائیں گے سحقا، سحقا، (کہ ان کو مجھ سے دور کرو)۔

اب ابن لعل دین سے پوچھو کہ اے وہابی صاحب ذرا بتاؤ تو سہی کہ یہ فرمان تجھے کہاں سے ملا کہ حضور کے حوض پر لوگ آئیں گے اور حضور فرمائیں گے کہ ان کو مجھ سے دور کرو۔ یقیناً حدیث شریف سے معلوم ہوا اور حدیث شریف کس نے بیان کی ؟ یقیناً نبی اکرم ﷺ نے۔ کہ میرے حوض پر لوگ آئیں گے۔ تو اب یہ فرمان حضور پر نور ﷺ نے اسی دنیا میں فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ حضور نے قیامت کو ہونے والے واقعات اس دنیا ہی میں بیان فرما دیئے۔ اب ابن لعل دین سے پوچھئے کہ حضرت! یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے ؟ کہ حضور ﷺ فرمارہے ہیں قیامت میں حوضِ کوثر پر لوگ آئیں گے اور میں کہوں گا سحقا، سحقا، ان کو دور کرو۔

مگر ابن لعل دین کی ظاہری آنکھیں کھلی ہیں دل کی آنکھوں سے اندھا ہے۔ اور ایمان سے کورا ہے۔ ہاں ہاں ! حضور ﷺ کی ذاتِ بے مثال میں نقص نکالنے والے ایمان سے کورے ہی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

نزلنا عليك الكتاب تبيان لكل شئي :

ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شے کا روشن بیان کر دینے کے لیئے اتاری۔

اب اس آیت میں تبیان کا لفظ استعمال ہوا بیان کا نہیں۔ اب بیاناً نہ فرمانے میں بھی حکمت ہے اور تبیاناً فرمانے میں بھی حکمت۔ جب تبیاناً فرمادیا تو معلوم ہوگیا کہ اس آیت میں اشیاء کا بیان اس طرح ہے کہ پوشیدگی بالکل ہی نہ رہی اور وہابی کا منہ بند ہوا۔ اسلیئے کہ اگر بیاناً ارشاد ہوتا تو ہو سکتا تھا وہابی منہ کھولتا کہ اس میں ہر چیز کا روشن بیان نہیں بلکہ بعض اشیاء مخفی رکھی گئی ہیں تو اس اعتراض کو دور کرنے کے لیئے تبیاناً لفظ استعمال ہوا۔

اب آپ ایک حدیث ملاحظہ ہو کہ پڑھ کر عاشقان رسول ﷺ کا ایمان تازہ ہو۔ اور اس حدیث کو امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت فرمایا ہے۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کیلئے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کی تشریف آوری میں دیر ہوئی۔

حتی کدنا ان نتری الشمس۔ یعنی قریب تھا کہ آفتاب طلوع ہو جائے۔ اتنے میں حضور تشریف فرما ہوئے اور نماز پڑھائی پھر صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی؟ سب نے عرض کی، الله و رسوله اعلم (اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں)

ا۔ یہ حدیث کے الفاظ ہیں اور ذرا اصحابہ کبار کا عقیدہ دیکھیں کہ صحابہ کرام بھی فرما رہے ہیں الله و رسوله اعلم اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، یعنی صحابہ کرام نے بھی فرمایا کہ اللہ کا رسول خوب جانتا ہے۔ مگر وہابی بھیڑیا کہتا ہے کہ صرف الله اعلم، اللہ ہی جانتا ہے، رسول کو کچھ علم نہیں۔ (الامان الحفیظ)

ارشاد فرمایا:

اتانی ربی فی احسن صورة، میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا۔ یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا۔ اس نماز میں بندہ اپنے معبود کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور وہاں خود ہی عبد پر معبود کی تجلی ہوئی۔ قال! یامحمدفیما یختصم الملاء الاعلی، فرمایا اے محمد ﷺ! یہ فرشتے کس بات پر جھگڑ رہے ہیں۔ فقلت لاادری، میں نے عرض کی کہ میں تیرے بتائے بغیر کیا جانوں فوضع کفه بین کتفیّ فوجدت برد انامله بین ثدیّ فتجلّی لی کلّ شیٍ وعرفتُ، تو رب العزت نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور اسکی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے سامنے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔

اسی پر اکتفا نہیں فرمایا کہ کسی وہابی کو کہنے کی گنجائش باقی رہے کہ کل شئی سے مراد شریعت کے متعلق اشیاء ہیں بلکہ ترمذی کی روایت میں فرمایا ہے:

مافی السماء والارض، میں نے جان لیا جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور دوسری روایت میں فرمایا فعلمت مابین المشرق والمغرب۔ پس میں نے جان لیا جو کچھ مشرق اور مغرب

میں ہے۔ یہ تینوں روایتیں صحیح ہیں، اور ان تینوں روایتوں میں یہی الفاظ ہیں۔
کہ میں نے جان لیا جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اور جو کچھ مشرق و مغرب میں ہے اور ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

اعتراض: اب یہاں جب ہر چیز روشن ہو گئی تو یہاں پہچان لینے کی قید کا اضافہ کیوں کیا گیا؟
جواب: پہچان لینے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ کبھی شے معروف ہوتی ہے مگر پیشِ نظر نہیں ہوئی۔ اور کبھی پیشِ نظر تو ہوتی ہے مگر معروف نہیں ہوتی۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جیسے!

ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو تو وہ سب کے سب تمہارے پیشِ نظر تو ہوں گے مگر ہر کسی کو فرداً فرداً نہیں پہچانتے ہو گے۔

اسی لیئے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز ہمارے پیشِ نظر ہو گئیں اور ہم نے پہچان بھی لیا یعنی تمام اشیائے عالم میں سے کوئی شے ہماری نظر سے باہر نہیں رہی اور نہ ہی علم سے خارج، تو اب یہ پیشِ نظر ہونا اور پہچان لینا تمام لوح و قلم کو شامل ہے جس میں ماکان و مایکون سب کچھ داخل ہے۔

تو معلوم ہوا اور جو کچھ ہو گا سب کا علم عطا ہوا۔ الحمد للہ رب العلمین.
نوٹ: علم غیب کے متعلق مزید بحث اسی کتاب میں پیچھے گذر چکی ہے جس میں اولیاء کا علم غیب بھی بیان ہے۔

لئن لعل دین کی کتاب ص ۱۰۶ سے لیکر ص ۱۱۲ تک کے جوابات بعنوان:

مارنے اور زندہ کرنے والے

لئن لعل دین نے اپنی کتاب کے ص ۱۰۷ پر حضور پر نور ﷺ کے معجزے کے انکار کیا کہ جب سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے گھر دعوت تھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ایک چھوٹا بکری کا بچہ ذبح کر کے پکوایا اور بہت سے صحابہ کرام نے کھانا تناول فرمایا اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہڈی کوئی نہ توڑے جب کھانا کھا چکے تو آپ ﷺ نے ہڈیوں کی جمع کرنے کا حکم فرمایا پھر ہڈیوں پر سرکار ﷺ نے اپنا دستِ اقدس پھیرا تو ہڈیوں میں حرکت پیدا ہو گئی اور دیکھتے ہی

کی بہن بھاتی ہوئی کوری ہو گئی۔

اسی طرح ص ۹۶ پر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کرامت کہ آپ نے ایک مردہ کو زندہ کیا۔ ایک چیل کو زندہ کیا۔ ان کرامات کا انکار کیا۔

پھر اسی ص ۹۶ پر نبی پاک ﷺ کے دوسرے معجزے کا انکار کیا۔ سرکار ﷺ کہ مکہ میں کسی مکان کی دیوار سے ٹیک لگا کر تشریف فرماتے اور وہ مکان ایک کافرہ عورت کا تھا۔ اس نے بغض و کینہ سے مکان کی چھت گرانی چاہی۔ دروازے بند کر لئے تو جبرائیل امین کو حکم ہوا اور جبرائیل امین نے اس عورت کا واقعہ حضور ﷺ سے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب آپ کی پشت اس مکان کی دیوار سے لگی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس مکان میں رہنے والی عورت جہنم میں جائے لہٰذا اس کافرہ نے تو اپنے گھر کے دروازے بند کئے ہیں مگر میں نے اس کے دل کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ ناگہاں وہ عورت بے تاب ہو کر باہر نکلی اور ایمان لے کر جلدی ہو گئی۔ اسکے بعد ص ۱۱۱ اور ۱۱۲ پر وہ آیات مومنین پر چسپاں کیں جو منافقوں کے حق میں اور مشرکوں کے حق میں نازل ہوئی تھیں۔

محترم قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان کل دین کے دل میں بغض و عناد کی آگ کس قدر بھڑک رہی ہے اور وہ بھی انبیاء و اولیاء کے متعلق۔

لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

لہٰذا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ اور اولیاء کرام کی کرامات کے متعلق تو ہم بیان کر چکے اب آئیے اس مسئلہ کی طرف کہ آیا انبیاء کرام مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں؟ تو اس کے متعلق بھی قرآن و حدیث سے کچھ دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں اپنے رب عزوجل کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ (پ ۳، آیت ۴۹، سورۃ بقرہ)

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے زندہ کئے۔

۱۔ عازر جو آپ کا دوست تھا موت کے تین دن بعد اسے زندہ کیا اور عرصہ تک زندہ رہے

شادی کی اور اولاد بھی ہوئی۔

۲۔ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا جنازہ جا رہا تھا آپ نے زندہ فرمایا تو وہ لوگوں کے کندھوں سے کود پڑا۔ عرصہ تک زندہ رہا اور اسکے اولاد بھی ہوئی۔

۳۔ایک چنگی کے محصول والے کی لڑکی کو زندہ فرمایا۔

۴۔سام ابن نوح علیہ السلام جنہیں ہزار ہا سال وفات پائے گزر چکے تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سام بن نوح کی قبر پر تشریف لے گئے اور انہیں زندہ فرمایا۔ مگر انھوں نے کہا کہ اب مجھے زندگی کی خواہش نہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ اگر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے بارہ سال کی ڈوبی ہوئی بارات کو زندہ فرمایا تو کوئی مضائقہ نہیں۔اس دولھا کی قبر پنجاب گجرات شہر میں ہے، اس کا نام کبیر الدین تھا اور شاہ دولھا کے نام سے مشہور ہیں۔یہ حضور غوث پاک کے خلیفہ تھے ان کی قبر شریف زیارت خاص و عام ہے۔اور ان کی عمر چھ سو سال ہوئی۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

قال فخذ اربعة من الطير فصر هن اليك ثم اجعل على كل جبل منهن جزءً اثم ادعهن يا تينك سعيا۔ (پ ۳،البقرۃ، آیت ۲۶۰)

فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلالے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلاوہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے۔(کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کے تحت مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ :

ابراہیم علیہ السلام ایک دفعہ سمندر کے کنارے سے گذرے ملاحظہ فرمایا کہ وہاں ایک نعش پڑی ہوئی ہے جب سمندر کا پانی چڑھتا ہے تو اس کا گوشت مچھلیاں کھاتی ہیں جب پانی اترتا ہے تو جنگلی جانور اور چیل کوے کھاتے ہیں یہ دیکھ کر آپ علیہ السلام کو شوق ہوا کہ مردہ زندہ ہونے کا نظارہ دیکھیں تب آپ نے رب سے عرض کی کہ **رب ارنی کیف تحی الموتیٰ** (اے رب میرے مجھے دکھادے تو کیونکر مردے جلائے (زندہ کرے) گا)**قال اولم تو ء من** (رب نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں) **قال بلى ولكن ليطمئن قلبى** (حضرت ابراہیم نے عرض کی کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے)**قال فخذ اربعة من الطير** تو رب نے فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلالے۔تا کہ تمہیں ان کی

پہچان ہو جائے اور ان کے زندہ ہونے پر معلوم کرلو کہ یہ وہی ہیں۔ چنانچہ آپ نے
مور، مرغ، کبوتر، کوا پالا پھر انہیں ذبح کر کے قیمہ بنایا اور ان کے اجزاء آپس میں ملا دئے اور
چار پہاڑوں پر رکھ دیئے۔ اور ان جانوروں کے سر اپنے پاس رکھے پھر انہیں آواز دی ان کے
اجزاء حکم الٰہی اڑے اور ایک دوسرے سے ممتاز ہوئے۔ ہوا میں ان کے اجسام تیار ہوئے اور
پھر اپنے سروں سے مل کر زندہ ہوگئے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے
بندے جب کسی بات پر اصرار کریں تو رب تعالیٰ ان کی بات پوری فرماتا ہے دوسرے یہ کہ
ہمارے ایمان کے لئے ایمان بالغیب شرط ہے مگر انبیاء کرام کا ایمان بالشہادۃ بھی ہوتا ہے۔
تیسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ :

واذقتلتم نفساً فادّرٰءتم فیھا۔ (پ ۱، البقرۃ، آیت ۷۲)

اور جب تم نے ایک کا خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے۔
اگرچہ قاتل ایک تھا مگر قتلتم صیغہ جمع اس لئے لایا گیا کہ اس قتل کی سازش میں اور بھی
شریک تھے۔

فقلنا اضربوہ ببعضھا کذالک یحی اللہ الموتٰی. (پ ۱ بقرۃ، آیت ۷۳)

توہم نے فرمایا کہ اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو اللہ یونہی مردے زندہ کرے گا۔
معلوم ہوا کہ اللہ کی قدرتیں ہماری عقل وفہم سے بالاتر ہیں کہ گائے کا ٹکڑا مردے کو مارا گیا تو
وہ مردہ کچھ دیر کے لیئے زندہ ہوا اور اپنے مقتول کا نام بتا کر پھر مرگیا۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرنے والا اور مارنے والا
ہے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے محبوب بندوں کو بھی یہ اختیار حاصل ہے۔ اور یہ
اختیارات سب کے سب عطائی ہی ہیں۔

جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا، حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا پرندوں کا قیمہ کرنے کے بعد ان کو آواز دینا اور ان پرندوں کا زندہ ہو جانا اور اڑ جانا اس طرح
گائے کے گوشت کو مردے پر مارنا اور اس مردے کا زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتانا۔ تو یہ
سب طاقت وقدرت اللہ تعالیٰ نے ہی عطا فرمائی کہ جس کی بدولت عیسیٰ علیہ السلام اور
ابراہیم علیہ السلام نے مردے زندہ کر دکھائے۔

چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ حاشیہ ردالمختار میں فرماتے ہیں کہ:

أَ لَم تری ان نبینا ﷺ قد اکرمہ اللہ تعالیٰ بحیاۃ ابویہ لہ حتی اٰمنا بہ فی حدیث صححہ القرطبی وابن ناصر الدین حافظ الشام وغیرھما،فانتفعا باالایمان بعد الموت علی خلاف القاعدۃ اکراماً لنبیہ ﷺ،کما احیاء قتیل بنی اسرائیل لیخبر بقاتلہ،وکان عیسٰی علیہ السلام یحی الموتٰی،وکذالک نبینا ﷺ احیا اللہ تعالیٰ علی یدیہ جماعۃ من الموتی،وقد صح ان اللہ تعالیٰ رد علیہ ﷺالشمس مغیبہا حتی صلی علی کرم اللہ وجہہ العصر،فکمااکرم بعود الشمس والوقت بعد فواتہ،فکذالک اکرم بعود الحیاۃ وقت الایمان بعد فواتہ.

(حاشیہ ردالمختار،ج ۳،ص ۲۱۶،بیروت)

کیا تو نہیں دیکھا کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ نے (تحقیق آپ کو اللہ تعالیٰ نے عزت عطا فرمائی) اپنے والدین کو زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ دونوں ایمان لائے۔ قرطبی،ابن ناصر الدین حافظ الشام وغیرہ نے اس کو صحیح فرمایا۔ تو پس آپ کے والدین نے خلافِ قاعدہ موت کے بعد ایمان سے فائدہ اٹھایا نبی اکرم ﷺ کے اکرام کی وجہ سے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل میں مقتول کا زندہ ہونا تاکہ وہ اپنے قاتل کی خبر دے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ فرماتے تھے۔ اور اسی طرح ہمارے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے مُردوں کی ایک جماعت کو زندہ فرمایا۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر سورج کو غروب ہو جانے کے بعد واپس لوٹا دیا یہاں تک کہ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عصر کی نماز ادا فرمائی۔ پس جس طرح سورج اور وقت کو ان کے فوت ہونے کے بعد لوٹ آنے سے عزت عطا فرمائی پس اسی طرح موت ہونے کے بعد زندگی کو لوٹانے کے ساتھ عزت بخشی ایمان کے وقت۔ یاد رہے آنحضرت ﷺ کے والدین کا آپ ﷺ کی خاطر زندہ کیا جانا اور ان کا آپ ﷺ پر ایمان لانا احادیث سے ثابت ہے اور علامہ سیوطی نے اس بارے میں کئی رسالے تصنیف فرمائے اور اس کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔

غزوہ خیبر کے بعد سلام بن مشکم یہودی کی زوجہ نے بکری کا زہر آلود گوشت آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا آپ اس میں سے بازو اٹھا کر کھانے لگے۔ وہ بازو بولا کہ مجھ میں زہر

ڈالا گیا ہے وہ یہودیہ طلب کی گئی تو اس نے اعتراف کیا کہ میں نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے۔

صاحبو! یہ معجزے تو مردے زندہ کرنے سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ یہ میت کے ایک جزو کا زندہ کرنا ہے حالانکہ اس کا بقیہ جو اس گوشت سے منفصل (علیحدہ) تھا مردہ ہی تھا مگر تعجب ہے وہابیہ پر کہ وہابی صاحب حضور ﷺ کے معجزات کو بھی من گھڑت کہتے ہیں مسلمانو! ذرا ان سے پوچھئے کہ کیا تم مسلمان ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک جوان نے وفات پائی اسکی ماں اندھی بڑھیا تھی۔ ہم نے اس جوان کو کفنادیا اور اس کی ماں کو مطلع کر دیا۔ ماں نے کہا، کیا میرا بیٹا مر گیا ہے؟ ہم نے کہا، ہاں یہ سن کر اس نے یہ دعا مانگی کہ :

یا اللہ اگرچہ تجھے معلوم ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے نبی کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر مشکل میں میری مدد کرے گا۔ تو اس مصیبت کی مجھے تکلیف نہ دے ۔ ہم وہیں بیٹھے تھے کہ اُس جوان نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھادیا اور کھانا کھایا اور ہم نے بھی اس کے ساتھ کھانا کھایا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ابھی اس عورت کے کلمات (دعا) پورے نہیں ہوئے تھے کہ اسکے بیٹے نے اپنے قدم ہلائے اور اپنے چہرے سے کپڑا اتار دیا اور وہ آپ ﷺ کی رحلت تک زندہ رہا۔ اور اس کی ماں اس سے پہلے مری تھی۔

(مواہب لدنیہ، اس حدیث کو ابن ابی الدنیا، بیہقی اور ابو نعیم نے بھی نقل کیا ہے اور خصائص کبریٰ میں حضرت علامہ عبد الرحمٰن جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے بھی نقل فرمایا۔

اسی طرح وہ معجزہ کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بکری ذبح کی اور نبی اکرم ﷺ کا دعوت کے بعد اس بکری کو زندہ فرمانا۔ تو اس کو ابو نعیم نے کعب بن مالک سے روایت کیا ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے خصائص کبریٰ میں نقل فرمایا۔

ابو سبرۃ النخعی سے روایت ہے کہ یمن سے کوئی شخص آرہا تھا راستے میں اسکا گدھا مر گیا اس نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا کی :

اے خدا میں تیری راہ میں جہاد کرنے آیا اور تیری خوشنودی کا طلبگار ہو اور میں نے

گواہی دی ہے تو مردے کو زندہ کرتا ہے تو آج مجھ پر کسی اور کا احسان نہ ڈال تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے گدھے کو زندہ کر کے اٹھا دے۔

اس دعا کے ساتھ ہی اس کا گدھا اپنے کان جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ بیہقی کہتے ہیں کہ یہ اسناد صحیح ہے اور جہاں کہیں ایسا امر ہو گا وہ صاحب شریعت نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہو گا۔ شعبی نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ میں نے اس گدھے کو کناسہ میں فروخت ہوتے دیکھا تھا۔ بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے اس حدیث کی روایت مسلم بن عبداللہ بن شریک النخعی سے بھی کی ہے کہ بنی نخع کا ایک شخص نباتہ بن یزید حضرت عمر کے زمانے میں جہاد کے لئے نکلا اس کے بعد اوپر کی حدیث کے مثل ذکر کی اور اشعار بھی نقل کئے جن میں سے ایک یہ ہے:

ومنا الذی احیا الالٰہ حمارہ ❖ وقدمات منہ کل عضو و مفصل

اور ہم میں سے ایک شخص وہ ہے کہ جس کے گدھے کو اللہ نے زندہ فرمایا حالانکہ وہ گدھا بالکل مر چکا تھا۔ (خصائص کبریٰ للسیوطی)

محترم قارئین!

آپ کو مندرجہ بالا دلائل سے بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اس وہابی قوم کا طرۂ امتیاز کیا ہے اور اہل سنت کے عقائد کیا ہیں۔ ان وہابیوں کی ہمیشہ سے یہی کوشش ہے کہ مصطفیٰ ﷺ کا محبت سے نام لینے والا کوئی نہ رہے۔ اس لئے تو انبیاء کرام کے معجزوں کا انکار اور ان کو من گھڑت بتایا جا رہا ہے ان کے ماننے کو شرک اکبر کہا جا رہا ہے۔ تو جو قوم انبیاء کرام کے معجزوں کا انکار کر رہی ہے تو ان کے سامنے اولیاء کرام کی کرامات کی کیا حیثیت؟

یاد رہے کہ کرامت ولی سے صادر ہوتی ہے اور معجزہ نبی سے۔ کرامت اور معجزہ کہتے ہی اسے ہیں جو بندوں کی عام عادات کے خلاف ہو اور عقل میں نہ آئے۔ اور کرامت یا معجزہ وہابیوں کی عقل میں کیسے آئے کہ عقل تو ان کو سرے سے ہی نہیں۔ اس لئے کرامات تو کرامات انبیاء کے معجزوں کا بھی انکار کر کے اسلام سے خارج ہوئے اور لقب بھی خارجیت نصیب ہوا۔ اور خارجیت ہی تو وہابیت ہے۔ الوهابية قوم لا يعقلون.

بعنوان جہاد سے فرار کے بہانے

اب آیئے ان دوزخیوں، جعل سازیوں، خرافات والزامات کی طرف جو ابن لعل دین نے اپنی کتاب کے ص ۱۵۷ تا ص ۱۶۵ تک کیئے۔ اور ان روایات کو الف لیلوی مذہب اور چیستان قصہ کہانیوں کا نام دیا جن کو مولانا الیاس قادری صاحب نے جذب القلوب، تذکرۃ المحدثین اور مکاشفۃ القلوب کے حوالے سے فیضان سنت میں قلمبند کیا۔ چنانچہ اپنی کتاب کے ص ۱۵۸ پر مولانا محمد الیاس قادری صاحب پر الزام تراشی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

۱۔ چار سو غزوات کا ثواب

جو شخص حجۃ الاسلام سے مشرف ہو اور بعد اس کے ایک غزوہ میں شرکت کرے یعنی اللہ کی راہ میں لڑے تو اس کا ثواب چار سو حج کے برابر ہوگا۔ جو حج کی قوت اور استطاعت نہ رکھے ...... وہ نبی ﷺ پر درود بھیجے اس کو چار سو غزوات کا ثواب ملے گا اور وہ ہر غزوہ چار سو حج کے برابر ہوگا۔

ص ۱۵۹ پر لکھتا ہے :

۲۔ سو غزوات سے بہتر : کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد (کرنے) سے بہتر ہے۔

اس ص ۱۵۹ پر لکھتا ہے :

۳۔ اس ذات کی قسم (مبلغ) بلند ترین مکان میں ہوگا جو شہدا کے مکان سے بھی بلند ہوگا ہر مکان کے تین سو دروازے ہوں گے یاقوت اور سبز زمرد کے ہر دروازے پر روشنی ہوگی ایسا آدمی تین لاکھ حوروں سے نکاح کرے گا۔

محترم قارئین : اب ان تینوں روایات (جن کو اعتراضات کا نشانہ بنا کر من گھڑت قصے، کہانیاں قرار دیا گیا) کا جواب ملاحظہ ہو اور ابن لعل دین کی کلوخ اندازی بھی دیکھئے۔

(۱) لہذا : مولانا الیاس قادری صاحب نے پہلی روایت جذب القلوب کے حوالے سے نقل کی ہے اور جذب القلوب شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی تصنیف شدہ ہے۔ اور اس روایت کو شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔

(۲)روایت ۲ کو مولانا الیاس قادری صاحب نے تذکرۃ المحدثین سے نقل فرمایا اور یہ روایت تذکرۃ المحدثین میں ابن شہاب زہری کی روایت سے نقل کی گئی ہے۔

(۳)روایت ۳ کو مولانا الیاس قادری صاحب نے مکاشفۃ القلوب سے نقل فرمایا اور مکاشفۃ القلوب میں امام غزالی علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا۔ اور ابن لعل دین نے تیسری روایت کو مکمل بیان نہیں کیا۔ یہ روایت طویل ہے (دیکھئے فیضان سنت ص ۲۵۳، ۲۵۴، پرانا ایڈیشن)

غور فرمایئے کہ ابن لعل دین نے ان روایات کو کہ جن کو محدثین و محققین نے روایت فرمایا من گھڑت قصے کہانیاں قرار دیا۔

اور الزام مولانا الیاس قادری صاحب پر، تو یہ الزام مولانا الیاس قادری صاحب پر نہیں بلکہ اسلاف امت رحمۃ اللہ علیہ پر لگایا ہے۔ اور وہابیہ کا محبوب ترین مشغلہ ہی یہی رہا ہے تو اس میں ابن لعل دین کیوں پیچھے رہے؟

وہابیہ کا امام اہلِ سنت مجدد دین وملت

الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ پر الزام

ابن لعل دین نے اپنی کتاب کے ص ۱۶۱ تا ص ۱۶۵ تک احسان الٰہی ظہیر (وہابی) کی کتاب (البریلویہ) سے اعتراضات نقل کئے ہیں جو کہ بہتان پر مبنی ہیں۔ اور ان اعتراضات سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ امام اہلِ سنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ انگریز کے ہمدرد تھے اور انہوں نے انگریز حکومت کا ساتھ دیا۔ تو اس کے جواب میں فقیر چند اقتباسات بحوالہ پیش کرتا ہے اس کے بعد انشاء اللہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ آیا برٹش حکومت کا ساتھ بریلی کے تاجدار احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ نے دیا، یا کہ نجدی وہابیوں نے؟ اور ساتھ کیوں نہ دیتے جبکہ ان کا مذہب (وہابیہ) نے انگریز کی گود میں جنم لیا۔ محترم قارئین! اب آیئے دیکھتے ہیں کہ امام احمد رضا خان صاحب کا طرۂ امتیاز کیا تھا اور اس کے برعکس برٹش حکومت کے ساتھ ان وہابیوں کے کتنے گہرے تعلقات اور ہمدردیاں تھیں؟

الحمد للہ علماء اہلِ سنت کا یہ طرزِ امتیاز رہا کہ وہ اربابِ اقتدار کی چوکھٹ پر جبیں سائی کو اپنے دینی منصب اور مقام کے خلاف سمجھتے ہوئے اس سے اجتناب کرتے رہے۔ بادمہ غیر مسلم حکمران تو کجا مسلمان سلاطین اور نوابوں سے تعلقِ خاطر رکھنے کے روادار نہ تھے۔

ایک دفعہ امام احمد رضا خان بریلوی سے ریاست نانپارہ کے نواب کی شان میں قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی گئی تو آپ نے حضور ﷺ کی شان میں ایک نعت لکھی اور مقطع میں فرمایا:

؎ کروں مدح اہلِ دول رضا، پڑے اس بلا میں میری بلا

میں گدا ہوں اپنے کریم کا، میرا دین پارۂ ناں نہیں

اب کوئی انصاف پسند اور دیانتدار شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ امام احمد رضا خان بریلوی صاحب نے انگریز حکومت کا ساتھ دیا یا برٹش حکومت کی خوشامد کی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ رسم اور راہ روی تو وہابیہ ہی کا نصیبہ رہا۔ اور جب ان کو پتہ چلا کہ لوگوں کو وہابی نام سے نفرت ہونے لگی ہے تو پھر انہوں نے اپنے آپ کو وہابی کی بجائے اہلِ حدیث کہلوانے پر حکومت سے درخواست کی۔ آیئے دیکھئے کہ وہابی ملاؤں نے برٹش حکومت کا کس طرح شکریہ ادا کیا۔ چنانچہ "مولوی محمد حسین بٹالوی حکومت کے "وہابی" کی بجائے اہلِ حدیث نام الاٹ کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھتے ہیں"

"فرقہ اہلِ حدیث، گورنمنٹ کے اس حکم سے اپنی کامل حق رسی کا معترف ہے اور اپنے ہر دل عزیز اور مسلمانوں کے خیر خواہ وائسرائے لارڈ ڈفرن اور اپنے پیارے اور رحم دل اور فیاض لیفٹیننٹ گورنر سر چارلس ایچی سن کا تہہ دل سے شکر گزار ہے اور بعوض و شکریہ اس احسان اور احساناتِ سابقہ گورنمنٹ کے (جو بشمول دیگر رعایا خصوصاً اہلِ اسلام اس فرقہ پر مبذول ہیں) علی الخصوص احسان آزادی مذہبی کے (جس سے یہ فرقہ عام اہلِ اسلام سے بڑھ کر ایک خصوصیت کے ساتھ فائدہ اٹھا رہا ہے)

(محمد حسین بٹالوی، اشاعۃ السنۃ ج ۹، شمارہ ۷، ص ۲۰۳)

اشاعۃ السنۃ تمام اہلِ حدیث کا ترجمان رہا ہے اس میں لکھا ہے کہ:

وہابی باغی و نمک حرام ہیں۔ (اشاعۃ السنۃ، ج ۱۱، شمارہ ۲، ص ۴۴، مولوی محمد حسین بٹالوی (وہابی)

غلام رسول مہر لکھتے ہیں: وہابی کا لفظ اس لئے بھی غلط تھا کہ یہاں کے اہلحدیث کو نجد کے

وہابیوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اہل نجد حنبلی ہیں۔ اہلحدیث کسی امام کے مقلد نہیں۔ لیکن انگریزوں نے انہیں زبردستی وہابی کہنا شروع کر دیا اسکے خلاف جتنی کوششیں ہوئیں وہ بالکل درست تھیں۔ (غلام رسول مہر، افاداتِ مہر (مرتبہ ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی) شیخ غلام علی، ص ۲۳۶، لاہور)

مگر آج کل کے اہلحدیث بڑے فخر سے اپنا تعلق وہابیت اور محمد بن عبدالوہاب نجدی سے جوڑ رہے ہیں، آخر کیوں؟

سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ نجدی ریالوں کی چمک دمک اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ اگر نجدی ریالوں کی صحیح چمک دیکھنی ہو تو "مرکز طیبہ مرید کے" کا چکر لگائیں انشاء اللہ تمام تر مکاریاں واضح ہو جائیں گی۔ اور نجدی ریالوں کی کھنک محسوس ہو گی۔

کلکتہ میں جہاد کے موضوع پر تقریر ہو رہی تھی۔ سکھوں کے مظالم بیان کیئے جا رہے تھے کہ ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟

شاہ اسماعیل دہلوی نے جواب دیا:

ان پر جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے ایک تو ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح کی آزادی ہے۔ بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔ (مرزا حیرت دہلوی، حیات طیبہ، (مطبع فاروقی دہلی) ص ۲۹۴)

مولوی حسین احمد مدنی نے لکھا:

جب سید صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگی ضرورتوں کے مہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی۔

(حسین احمد مدنی، نقشِ حیات (بیت التوحید کراچی) ج ۲، ص ۴۱۹)

قارئینِ کرام:

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے گورنمنٹ سے درخواست کی کہ ان کو وہابی نہ کہا جائے بلکہ اہلحدیث کا نام دیا جائے تو مولوی محمد حسین بٹالوی کی درخواستوں اور پے درپے کوششوں سے انگریز حکومت نے جب اس فرقہ کا نام اہلحدیث تسلیم کر لیا تو اس احسانِ عظیم کا شکریہ دل و جان سے ادا کیا گیا۔ اور بقول محمد حسین بٹالوی کے

اہلِ حدیث لاہور نے جشن جوبلی کی تقریب پر کمال مسرت ظاہر کی اور ہند کی ۵۰ سالہ حکومت کی خوشی میں اور اہلِ اسلام کی پرتکلف ضیافت کی جس میں رؤساء، شرفاء، علماء و عام اہل اسلام رونق افروز ہوئے اور اس دعوت میں سات آٹھ ہزار اشخاص کا مجمع تھا۔
پھر یہی نہیں بلکہ اس دعوت میں گورنر پنجاب اور اسکے سیکریٹریوں سے بھی شمولیت کی درخواست کی گئی تھی انہوں نے فرصت نہ ہونے کے سبب معذرت کردی تاہم ان کو ہدیہ نیاز پیش کرنے کے لیئے اس فرقہ وہابیہ نے ایک دوسرا رخ اختیار کیا وہ یہ کہ :
"اس دعوت کے مقام (مولوی الٰہی بخش کی کوٹھی) کے عین دروازہ کے سامنے سے رات کے وقت ملاحظہ روشنی کے لیئے نواب لیفٹننٹ گورنر بہادر کا گزر کرنا مقرر تھا۔ اس جگہ اہل حدیث نے ایک بلند اور وسیع دروازہ بنایا جس پر سنہری حرفوں میں ایک طرف انگریزی میں یہ کلماتِ دعائیہ مرقوم تھے :

The Ahl-I-Hadis Wish Empress Alone Life

(اہلحدیث چاہتے ہیں کہ قیصر ہند کی عمر دراز ہو)
اور دوسری طرف لاجوردی رنگ سے یہ بیت اردو
دل سے ہے یہ دُعائے اہل حدیث
جشنِ جوبلی مبارک ہو
اس دروازہ سے لیفٹننٹ گورنر اور اس کے مصاحبوں اور رئیسوں کی سواریوں کا گذر ہوا تو سب کی نگاہیں ان کلماتِ دعائیہ کی طرف لگی ہوئی تھیں اور اکثر کی زبان سے کلمہ "اہلحدیث" جاری تھا۔ (محمد حسین بٹالوی، اشاعۃ السنۃ، ج ۹، شمارہ ۷، ص ۲۰۵، ۲۰۴)

گورنر پنجاب ایچی سن

۲۴ مارچ ۱۸۸۷ء کو گورنر پنجاب کی رخصت پر اہل حدیث نے ایک سپاسنامہ پیش کیا جس میں اظہارِ عقیدت اور وفاداری کا والہانہ انداز ہے۔
ایڈریس منجانب فرقہ اہلحدیث و ممبران دیگر فقہائے اسلام بحضور سر چالس امو سٹن ایچی سن صاحب بہادر کے، سی، ایس، آئی، ذی، ایل، ایل، ڈی، لیفٹننٹ گورنر پنجاب وغیرہ ہم

ممبران فرقہ اہلحدیث ودیگر فرقہائے اہل اسلام حضور والا کی عالی خدمت میں اس موقع پر (جبکہ حضور اس صوبہ سے مرخص ہوتے ہیں) کمال ادب واخلاص کے ساتھ حضور والا کے خسروانہ احسانات ومربیانہ عنایات کا شکریہ ادا کرنے اور حضور کی مفارقت پر دلی افسوس ظاہر کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔

حضور والا کی شاہانہ عنایات ومربیانہ توجہات ابتدا رونق افروزی ہندوستان سے اس عہد گورنری تک اس ملک ہندوستان پر اس کثرت وتواتر سے مبذول رہی ہیں کہ اگر ان کو متواتر بارانِ رحمت یا موجزن دریا کہا جائے تو بجا نہ ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ :

خاتمہ میں ان کلمات دعائیہ کی عرض پر اکتفا کرتے ہیں کہ خداوند عالم حضور فیض گنجور کو صحت وسلامتی کے ساتھ وطن مالوف میں پہنچائے اور پھر بہت جلد حضور کو عہدہ گورنر جنرل پر مامور معزز فرما کر ہندوستان میں لائے۔ اور ہماری آنکھوں کو دوبارہ حضور کے دیدار فیض آثار سے منور فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

(محمد حسین بٹالوی، اشاعۃ السنۃ، ج۹، شمارہ۸، ص ۵۴، ۲۵۱)

محترم قارئین کرام! مذکورہ بالا تمام دلائل جو کہ وہابیوں ہی کی کتب میں وہابی ملاؤں نے بیان کئے عرضِ خدمت کر دیئے ہیں۔ اب آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انگریز کا ساتھ امام احمد رضا خان صاحب نے دیا، یا کہ اہلحدیث وہابیوں نے، برٹش حکومت کے وفادار کتنے نام نہاد اہلحدیث رہے یا نہیں؟

قیصر ہند کی خوشامدیں کرنے والے بریلی کے تاجدار اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے یا وہابی ملاں جس طرف بھی دیکھیں گے انشاء اللہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ بری نظر آئیں گے اور انگریز کے وفادار اور عقیدت مند وہابی کہ جن کا دامن بھرا پڑا ہے اور بہتان بازی اور گلوخ اندازی جن کا مشغلہ۔

اب ذرا یہ بھی دیکھئے کہ قلیل فرقہ کون اور سواد اعظم کون؟ پاک وہند میں غالب اکثریت سنی حنفی مسلمانوں کی رہی ہے اور غیر مقلد ہمیشہ تعداد میں کم ہی رہے ہیں اور اس حقیقت کا اعتراف انہی وہابی مولویوں کی زبانی سنئے!

مولوی محمد حسین بٹالوی اپنے ہم خیال علماء کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"پھر خاص اپنے گروہ جو عام مسلمانوں کی نسبت ایسے ہیں جیسے آٹے میں نمک، کی قلت پر اور عام مسلمانوں کی نظروں میں ان کی حقارت اور ذلت پر ترس کھائیں اس قلت اور ذلت کو اور نہ بڑھائیں" (محمد حسین بٹالوی، اشاعۃ السنۃ، ج ۷، شمارہ ۱۲، ص ۳۷۰)

نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتا ہے۔

"خلاصہء حال ہندستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں" (صدیق حسن بھوپالی، ترجمان وہابیہ، ص ۱۰)

مولوی بشیر دیوبندی لکھتا ہے!

سارے عالم اسلام میں غیر مقلدین کا فرقہ باقاعدہ جماعتی رنگ میں کبھی پہلے تھا اور نہ ہی اب موجود ہے صرف ہندوستان میں انگریز کی حکمرانی سے قبل اس گروہ (وہابیوں) کا کہیں بھی نام و نشان تک نہ تھا ہندوستان میں اس فرقے کا ظہور اور وجود انگریز کی نظر کرم اور چشم التفات کا رہین منت ہے۔ (بشیر احمد، اہل حدیث اور انگریز، ابو حنیفہ اکیڈمی، فقیر وال، ص ۶)

مولوی ثناء اللہ امر تسری غیر مقلد (وہابی) لکھتا ہے:

امر تسر میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی (ہندو سکھ وغیرہ) کے مساوی (برابر) ہے۔ اسی (۸۰) سال قبل تقریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔ (ثناء اللہ امر تسری، شمع توحید، (مطبوعہ سرگودھا) ص ۴۰)

اب وہابیوں کا تماشہ دیکھئے کہ اس تمام تر قلت اور ذلت کے باوجود دنیا بھر کی برائیوں کو اہل سنت وجماعت بریلوی حنفی کو دینے سے باز نہیں آتے۔ اور صاف صاف کہہ دیتے ہیں کہ سارے عالم کا فساد اور تمام خرابیوں کی بنیاد یہی گروہ ہے جو اپنے آپ کو کسی کا مقلد کہتا ہے۔

تو مطلب یہ ہوا کہ ہندوستان میں اسلام کی آمد سے آج تک جو جماعت غالب اکثریت کے ساتھ موجود رہی وہ جھوٹی ہے اور سچا فرقہ وہ ہے جو انگریز کی آمد کے بعد پیدا ہوا اور اسی برٹش حکومت کی وفاداری کرتا رہا۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

جی قارئین!

اب ذرا ان وہابیوں اور خصوصاً ان لعل دین سے کہیے کہ بھئی اور کسی کی نہیں تو کم

از کم اپنے گھر کی گواہی تو مان لو!

میاں نذیر حسین دہلوی : میاں صاحب اہل حدیث میں شیخ الکل کے لقب سے مشہور ہیں اور برٹش حکومت کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب ملا۔

میاں صاحب کے متعلق ایک موقع پر شاہ محمد اسحاق نے کہا تھا کہ!

"اس لڑکے سے وہابیت کی جھلک آتی ہے"

(فضل حسین بہاری، الحیاۃ بعد المماۃ، مکتبہ شعیب، ص ۵۷)

میاں نذیر حسین دہلوی کو وہابیت اور ترک تقلید کی راہ پر لگانے میں سرسید کا بھی ہاتھ تھا، پروفیسر محمد ایوب لکھتے ہیں : سرسید احمد خان ایک ممتاز وہابی عالم مولانا محمد ابراہیم آروی کو اپنے ایک مکتوب مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۵ء میں لکھتے ہیں :

جناب سید نذیر حسین دہلوی صاحب کو میں نے "تیم چڑھا وہابی" بنایا ہے۔

(محمد ایوب پروفیسر، برگ گل، سرسید نمبر، نقش ثانی، اردو کالج کراچی، ص ۲۸۵تا۲۸۶)

مولوی نذیر حسین دہلوی : میاں صاحب کو فتووں کا مجموعہ فتاویٰ نذیریہ کی کتاب الامارۃ و الجہاد فرض کفایہ ہے مگر جہاد کی کئی شرطیں ہیں جب تک وہ نہ پائی جائیں گی جہاد نہ ہو گا پھر فرضیتِ جہاد کی چار شرطیں بیان کی ہیں اور آخر میں لکھتے ہیں :

"پس جب یہ بات بیان ہو چکی تو میں کہتا ہوں کہ اس زمانے میں چار شرطوں میں سے کوئی شرط موجود نہیں تو کیونکر جہاد ہو گا ہرگز نہیں"

(پندرہ روزہ تقاضے، لاہور، ۱۸۵۷ء کا جہاد نمبر، بحوالہ فتاویٰ نذیریہ، مطبوعہ لاہور، ج ۳، ص ۲۸۳)

ایک سائل نے سوال کیا کہ ہندوستان میں جہاد جائز ہے یا نہیں ؟ میاں صاحب جواب میں جہاد کے جائز ہونے کی دو شرطیں بیان کر کے لکھتے ہیں،

"ہندوستان میں شوکت و قوت اور قدرت سلاح و آلات مفقود ہے اور ایمان یہاں موجود ہے۔ پس جبکہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی تو جہاد کرنا یہاں سبب ہلاکت اور معصیت کا ہو گا" (پندرہ روزہ تقاضے لاہور، بحوالہ فتاویٰ نذیریہ، ج ۳، ص ۲۸۴ تا ۲۸۵)

میاں صاحب کتنی صراحت کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ موجودہ حالات میں نہ صرف یہ کہ جہاد نہیں کیا جا سکتا بلکہ جہاد کرنا گناہ ہے۔

امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ : فرماتے ہیں کہ : مفلس پر اعانتِ مال نہیں ، بے دست و پا پر اعانتِ اعمال نہیں ولہذا مسلمانانِ ہند پر حکم جہاد و قتال واجب نہیں۔

(امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ ، دوام العیش ، مکتبہ رضویہ لاہور ، ص ۴۶)

اس عبارت کا مطلب سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ مسلمانوں پر موجودہ بے بسی کے عالم میں جہاد فرض نہیں ہے۔ دوسری جگہ اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ فرماتے ہیں۔

"رہا جہاد سنانی (نیزے اور ہتھیاروں سے جہاد) ہم بیان کر چکے ہیں کہ بہ نصوص قرآنِ عظیم ہم مسلمانانِ ہند کو جہاد برپا کرنے کا حکم نہیں اور اس کا واجب بتانے والا مسلمانوں کا بد خواہ مبین" (امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ ، رسائل رضویہ ، مکتبہ حامدیہ ، لاہور ، ج ۲ ، ص ۲۰۸)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے جہاد کے ناجائز اور حرام ہونے کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ فرمایا کہ مسلمانوں میں طاقت نہیں لہذا جہاد واجب نہیں اس فتوے کی بناء پر کیسے کیسے الزامات لگائے گئے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں! مسلمانوں میں مشہور کیا گیا کہ وہ انگریز استعمار کے ایجنٹ اور ان کے لئے کام کر رہے ہیں۔ (ظہیر ، البریلویہ ، ص ۴۳)

مزید ترقی کر کے کہا جاتا ہے :

"یہی بات ہندوستان میں انگریز استعمار کے ایجنٹ اور بریلوی کے ہمعصر قادیانی نے کہی" (ظہیر ، حاشیہ البریلویہ ، ص ۴۳)

اور انہی اعتراضات بلکہ الزامات کو امن لعل دین نے موضوع بنا کر اپنی میٹھی سنتیں نامی کتاب کے ص ۱۶۳ تا ۱۶۴ پر لکھا ہے۔

محترم قارئین اب اس فرقہ سے پوچھئے کہ اگر انصاف و دیانت کا کوئی حصہ دل کے کسی گوشے میں موجود ہے تو انصاف سے بتاؤ کہ فتویٰ کی یہ زبان میاں نذیر حسین دہلوی کے بارے میں کیوں نہ استعمال کی جائے جو صرف جہاد کرنا جائز نہیں بلکہ گناہ قرار دے رہا ہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی پر فتویٰ کیوں نہ لگایا جائے جو نہ صرف مسلمانانِ ہند پر جہاد کو حرام قرار دے رہا ہے بلکہ اس کے نزدیک دنیا کیسی بادشاہ کا گورنمنٹ سے جہاد جائز نہیں۔

اے مسلمانو! ذرا غور تو کرو کہ وہابیوں کے تمام پیشوا اور شیخ الکل کا انگریز کے ساتھ کتنا پیار تھا اور کتنی عقیدت و ہمدردی مگر الزام اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی پر؟ بڑا تعجب ہے وہابیہ کی عقلوں پر!!!

وہابی ملاؤں کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی کا انگریزی میم سے پیار

مولوی فضل حسین بہاری لکھتا ہے:

عین حالت غدر میں جبکہ ایک ایک بچہ انگریزوں کا دشمن ہو رہا تھا مسز لیسنس ایک زخمی میم کو میاں صاحب (وہابیوں کے شیخ الکل) رات کے وقت اٹھوا کر اپنے گھر لے آئے پناہ دی، علاج کیا، کھانا دیتے رہے اس وقت اگر ظالم باغیوں کو خبر بھی ہو جاتی تو آپ کے قتل اور خانماں بربادی میں مطلق دیر نہ لگتی۔ طرفہ اس پر یہ تھا کہ پنجابی کڑہ والی مسجد کو تخلیلیا باغی دخل کئے ہوئے تھے اس میں اس (پیاری) میم کو چھپائے ہوئے تھے۔ مگر ساڑھے تین مہینے تک کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ حویلی کے مکان میں کتنے آدمی ہیں۔ تین مہینوں کے بعد جب پوری طرح امن قائم ہو چکا تب اس نیم جان میم کو جو اب بالکل تندرست و توانا تھی انگریزی کیمپ میں پہنچا دیا جس کے صلے میں مبلغ ایک ہزار تین سو روپیہ (جو موجودہ دور کے ایک لاکھ تیس ہزار روپے سے کم نہ ہوں گے) اور سرٹیفکیٹس ملیں۔

(فضل حسین بہاری، الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۲۷)

جی، لال لعل دین صاحب آپ کی گردن شرم کے مارے کیوں جھک گئی ذرا بتاؤ تو سہی! کہ یہی تھے تمہارے بڑے ملوانوں کے کارنامے جن کے متعلق تم مجاہد، مجاہد کے نعرے لگاتے ہو۔

میاں صاحب کا سفر حج

۱۳۰۰ھ، ۱۸۸۳ء میں میاں صاحب نے حج کا ارادہ کیا اور اس خیال سے کہ مخالفین جس طرح ۱۸۶۴ء کے مقدمہ میں غلط بیانی سے الجھا چکے ہیں کہیں اس سفر میں بھی پریشان نہ کریں چنانچہ کمشنر دہلی سے مل کر یہ صورتِ حال بیان کی۔ کمشنر نے ایک چٹھی (مکتوب) میاں صاحب کو دی جو ان کی وفاداری کا سرٹیفکیٹ تھی اور وہ یہ تھی:

"مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں جنہوں نے نازک وقتوں میں اپنی

وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو مکہ جاتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جس برٹش گورنمنٹ افسر کی وہ مدد چاہیں گے وہ ان کو مدد دے گا کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔"

دستخط: جے ڈی ٹرسملٹ بنگال

سروس کمشنر دہلی و سپرنٹنڈنٹ

۱۰ اگست ۱۸۸۳ء

(فضل حسین بہاری، الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۴۰)

لن لعل دین صاحب پہلے تو تمہارے گھر کی گواہیوں سے ثابت ہو گیا تھا اور اب تو برٹش حکومت خود لکھ کر دے رہی ہے کہ میاں صاحب ہمارے وفادار ہیں ان کو مدد چاہیئے ہر مدد دی جائے۔ دوسرا یہ بھی کہ انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنے ان کو مصیبت میں پکارنے والوں کو تم شرک و بدعتی کہہ دیتے ہو۔ تو انگریزی گورنمنٹ سے یوں مدد طلب کرنا اور وہ بھی سفر حج میں۔ اس پر بھی شرک کا فتویٰ دو۔ اور اپنے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی کو بھی مشرک و بدعتی قرار دو۔

۔ شرم مگر تم کو آتی نہیں

وہابیوں کے لیے رحمت

میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد خاص اور سفر حج کے رفیق مولوی تلطف حسین نے ایک موقع پر پاشا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

"ہم یہ کہنے سے معذور سمجھے جائیں کہ انگریزی گورنمنٹ ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے لیئے خدا کی رحمت ہے" (فضل حسین بہاری، الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۶۲)

دار الامان

فضل حسین بہاری لکھتا ہے:

"ہندوستان کو ہمیشہ میاں نذیر حسین صاحب دار الامان فرماتے تھے، دار الحرب کبھی نہ کہا"

(فضل حسین بہاری، الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۴۰، ۱۴۱)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ

آپ کا فتویٰ یہ تھا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے دارالحرب نہیں ہے۔(اس موقف کو سمجھنے اور تفصیل جاننے کے لیے ملاحظہ ہو۔"دواہم فتوے")

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کو اس موقف کی بنا پر آزادی وطن کی تحریکوں کا مخالف، جہاد کی حرمت کا قائل اور دوسروں کو خوشنودی کے لیے دارالاسلام ہونے کا فتویٰ دینے والا قرار دیا جاتا ہے۔

تو ذرا ان سے پوچھیے کہ کیا یہ سب فتوے میاں نذیر حسین اور ان کے شاگرد مولوی تلطف حسین پر کیوں نہیں لگاتے ہو۔جو کہ اصلاً انگریز کے ہمدرد رہے۔اور انگریزی میم کو تین تین ماہ پناہ دینے والے ثابت ہوئے۔

محترم قارئین کرام!

جس طرح ان وہابیوں کی ہمدردی انگریز حکومت کے ساتھ رہی اور خصوصاً مولوی محمد حسین بٹالوی اور میاں نذیر حسین دہلوی وغیرہ سر فہرست رہے اسی طرح ان وہابیہ کے دوسرے ملاں، نواب صدیق حسن خان بھوپالی، مولوی نذیر احمد دہلوی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولوی ثناء اللہ امر تسری وغیرہ اور دیگر علماء اہلحدیث بھی انگریزی حکومت کا ہی ساتھ دیتے رہے آپ بھی صرف ایک ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی ثناء اللہ امر تسری کا نظریہ

غلام رسول مہر اہلحدیث (وہابی) لکھتا ہے۔

۱۹۲۲ء میں ایک اجتماع کا انتظام ہوا اور اس میں مولوی ثناء اللہ امر تسری بھی شریک تھے وہ اہلحدیث کانفرنس کے سیکریٹری تھے انہوں نے ہمیں کانفرنس کے اغراض و مقاصد دیئے تو ان میں پہلی شق یہ تھی۔

"حکومتِ برطانیہ سے وفاداری"

ہم نے عرض کیا کہ مولانا اسے تو نکال دیں ہم تو ترکِ موالات کئے بیٹھے ہیں۔ تو وہ سخت غصے میں آگئے لیکن اکثریت نے یہ شق نکلوادی۔ (غلام رسول مہر (وہابی) افاداتِ مہر، مرتبہ ڈاکٹر شیر بہادر، ص ۲۳۶)

آلِ شیخ کا فتویٰ

ریاض کے قاضی شیخ محمد بن عبد اللطیف آلِ شیخ نے لکھا:

"نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے اور نہ اس کی اقتداء جائز ہے اور نہ اسکی شہادت قبول کی جائے اور نہ اس سے کوئی بات روایت کی جائے اور نہ اس کی امامت صحیح ہے میں نے اس پر حجت قائم کردی مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا پس اسکے کفر اور مرتد ہونے میں شک نہیں" (عبد العزیز، فیصلہ مکہ عربیہ مرکزیہ اہلحدیث ہند، لاہور ص ۱۵)

عبد الاحد خانپوری وہابی کا فتویٰ

مولوی عبد الاحد خانپوری اہلِ حدیث لکھتا ہے۔

"اور ثناء اللہ امر تسری ملحد زندیق کا دین اللہ کا دین نہیں ہے اس کا کچھ دین تو فلاسفہ دہریہ نمارده صائبین کا ہے جو ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن ہیں..... اور کچھ دین اس کا ابو جہل کا ہے جو اس امت کا فرعون تھا بلکہ اس سے بھی بد تر ہے...... پس وہ حکم قرآن واجب القتل ہے" (عبد الاحد خانپوری الحدیث، الفیصلۃ الحجازیۃ السلطانیۃ، ص ۸، لسان سرحد برقی پریس راولپنڈی) یاد رہے یہ سب اہلِ حدیث کے ذمہ دار اور مستند علماء کے فتوے ہیں مگر موجودہ دور کے اہلحدیث (وہابی) کے نزدیک ثناء اللہ امر تسری مسلمہ شیخ الاسلام ہیں۔ ان سے کہیے کہ گھر کی گواہی تسلیم کرو اور شیخ الاسلام جیسے لقب کا کچھ تو پاس رکھو۔

ع شرم مگر ان کو آتی نہیں

قاضی محمد سلیمان منصور پوری

قاضی صاحب نے ۳۰ مارچ ۱۹۲۸ء کو آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنس کے پندرہویں سالانہ اجلاس آگرہ میں ایک طویل خطبہ دیا جس میں کانفرنس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "اس کانفرنس کا حکومت کی وفاداری کے ساتھ ساتھ دینی و دنیوی ترقی کا انتظام کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ کوئی مسلمان بھی بغاوت یا مجرمانہ سازش یا معاندتِ سلطنت کا روادار نہیں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم: وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یاد رہے اور

ہمیشہ یاد رہنا چاہیئے"

(قاضی محمد سلیمان منصور پوری، خطبات سلیمان، سلیمان کمپنی، سوہدرہ، گوجرانوالہ، ص ۲۳۱)

نواب صدیق حسن خان بھوپالی : لکھتا ہے کہ :

"جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا اور حکام انگلیشیہ سے برسر عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے۔ نہ متبعان حدیث نبوی (اہلحدیث نہ تھے)"۔

دوسری جگہ لکھتا ہے کہ :

"اس طرح زمانہ غدر میں جو لوگ سرکار انگریز سے بڑے اور عہد شکنی کی وہ جہاد نہ تھا فساد تھا" (صدیق حسن خان بھوپالی، ترجمان وہابیہ، ص ۲۵، ص ۵۴)

مولوی نذیر احمد دہلوی

حکیم عبدالحئ لکھنوی صاحب کا بیان :

معروف قلم کار اور ادیب ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ۱۲۴۲ھ، ۱۸۳۲ء میں بجنور میں پیدا ہوا بجنور اور دہلی کالج میں تعلیم حاصل کی۔ دو سال گجرات (پنجاب) میں مدرس رہا، پھر کانپور چلا آیا۔ پھر تعزیرات ہند کا انگریزی سے اردو ترجمہ کیا۔

وكان يقع في الحديث الشريف وفي رواته ويقول هم جهال لا يعرفون العلوم الحكمية ولا معاني الاحاديث الحقيقية.

"حدیث شریف اور اسکے راویوں پر اعتراض کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ جاہل تھے علوم حکمیہ اور احادیث کے معنی نہیں جانتے تھے" (حکیم عبدالحئ لکھنوی، نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۹۴)

ہاں، ہاں ہو بہو یہی طریقہ موجودہ دور کے وہابیہ کا ہے۔ کہ ہر حدیث کو من گھڑت موضوع اور ضعیف قرار دے دیتے ہیں۔ اور انہی کی پیروی ابن لعل دین کر رہا ہے۔

حکومت صالحہ : ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ایک لیکچر میں کہتا ہے کہ :

(۱) انگریزوں کے ہم مسلمانان ہند پر اتنے حقوق ہیں کہ وہ اہل کتاب ہیں اور ہم سے عہد امن رکھتے ہیں اور تیسری بات یہ کہ ان کی حکومت، حکومت صالحہ ہے۔

(۲) ہماری سلطنت جاتی رہی تو خدا نے برٹش گورنمنٹ میں ہم کو اس کا نعم البدل عطا فرمایا ہے۔

(۳)انگریزوں کی حکومت اگر حکومتِ صالحہ نہ ہوتی، تاہم مُستامن ہونے کی حیثیت سے ان کی خیر خواہی اور اطاعت ہمارا فرضِ اسلامی ہوتا، فکیف جبکہ امن، آسائش اور آزادی کے اعتبار سے ہمارے حق میں خدا کی رحمت ہے، اگر انگریز نہ آتے تو ہم کبھی کے کٹ مرے ہوتے۔(افتخار احمد صدیقی، مولوی نذیر احمد دہلوی، ص ۱۶۰)

سَر ولیم میور کی قصیدہ گری

ڈپٹی نذیر احمد کی کتاب "مرآۃالعروس" پر حکومت نے گراں قدر انعام سے نوازا۔ مسٹر کیمپن نے اس کتاب کی فرمائش کی، کہ ان کی نقلیں بھیجی جائیں۔

دوماہ بعد انہوں نے اطلاع بھیجی کہ مرآت العروس ایک ہزار روپے کے اول انعام کے لیئے حکومت کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔ صوبے کے گورنر سر ولیم میور نے آگرہ کے دربار میں انعام سے نوازا اور مصنف کی عزت افزائی کے لیے اپنی جیبِ خاص سے ایک گھڑی مرحمت فرمائی حکومت کی طرف سے کتاب کی دو ہزار جلدیں خریدی گئیں۔(ایضاً، ص ۷۸)

اس پر ڈپٹی نذیر احمد دہلوی نے سر ولیم میور کی شان میں ایک عربی قصیدہ لکھا جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

فانی اذا ما رمت اظهار شکرکم — تقصر عنه منطقی و بیانی

ولم ار قبلی خط من نال غایة — تخلف عنها اهل کل زمان

نقودی فلی فی الفه الف حاجة — قضاء دیون و افتکاك رهان

وغیر هما مالا اکاد اعد ها — وذا ساعتی صیغت من العقیان

افدرها جیدی لیعلم اننی — لسر ولیم فی ربقة الاحسان

ترجمہ: میں جب آپکا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، تو میری گفتگو اور قوتِ گویائی ساتھ نہیں دیتی، میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے مجھ سے پہلے وہ بلند مقام حاصل کیا ہو جس سے تمام اہلِ زمانہ پیچھے رہ گئے ہیں۔

ایک ہزار نقد میں میری ہزار حاجتیں ہیں۔ قرضوں کی ادائیگی اور رہن کی واگزاری ان کے علاوہ بے شمار حاجتیں ہیں، اور یہ گھڑی ہے جو سونے سے بنائی گئی ہے۔ میں اسے اپنی گردن میں لٹکا کر رکھوں گا تاکہ معلوم ہو کہ میں سَر ولیم کے قلادۂ احسان میں ہوں۔

محترم قارئین کرام اہلحدیث (وہابیوں) کے انگریزی حکومت سے روابط اور وفاداری کے عہد و پیمان، ناقابل انکار شواہد اور حوالہ جات سے بیان کیے گئے ہیں۔ جن سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ان وہابیوں کی پیشانیوں اور درخشندہ جبینوں پر انگریز دشمنی کا داغ تک نہیں ہے۔ مگر اسکے باوجود یہ لوگ بے دھڑک احناف اہل سنت اور خصوصاً اعلٰحضرت علیہ الرحمہ پر الزام لگا رہے ہیں، ذرا غور تو فرمایئے کہ ان پر "شیشے کے مکان میں بیٹھ کر کلوخ اندازی" کی مثال کس قدر صحیح اور صادق آتی ہے۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے

دیوار آہنی پر، حماقت تو دیکھئے

جی ابن لعل دین صاحب ذرا تم بھی بتاؤ کہ تمہاری سمجھ میں بھی کچھ آیا۔

ع مگر شرم تجھ کو آتی نہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے محبت گمراہی ہے (نعوذ باللہ)

شاہ ولی اللہ صاحب والد گرامی کا واقعہ

ابن لعل دین اپنی کتاب کے صفحہ 169 تا صفحہ 170 پر لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بال مبارک صرف اور صرف فرضی ہیں۔ اور یہ گمراہی کی امتیازی نشانیوں میں سے پہلی گمراہی کی نشانی ہے۔ صفحہ 170 پر لکھتا ہے کہ "بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بالوں کی جو اتنی فضیلت بیان کی جاتی ہے اسکا کیا ثبوت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے بال ہی ہیں؟ زیادہ امکان کی ظاہر کیا جاتا ہے کہ یہ بال نبی اکرم ﷺ سے منسوب ضرور ہیں لیکن اسکا کوئی ثبوت نہیں کہ یہ آپ کے بال ہی ہیں"۔

محترم قارئین آپ نے غور فرمایا کہ ابن لعل دین کا تعصب کس قدر بڑھ گیا کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ کے بال مبارک سے محبت کرے وہ اس کے نزدیک گمراہ ہے۔ اور لکھتا ہے کہ یہ یقین کیسے ہو گیا کہ یہ بال نبی اکرم ﷺ کے ہی ہیں؟

تو جواب ہے کہ اہل لعل دین یہ تو بتائے کہ اسے یہ یقین کیسے ہو گیا کہ یہ بال نبی اکرم ﷺ کے ہی نہیں ہیں؟ اور ابن لعل دین کا یقین اسی طرف کیوں گیا کہ یہ بال مبارک نبی اکرم ﷺ کے نہیں ہو سکتے؟

تعجب ہے وہابیہ پر اکہ ان کے بڑے مولوی نذیر احمد نے انگریز گورنر سر ولیم میور کی شان میں عربی قصیدہ لکھ دیا اور گمراہ نہ ہوا۔ ولیم میور کی دی ہوئی گھڑی کو گلے میں لٹکا رہا ہے اور گمراہی کا فتویٰ نہیں دیا جا رہا۔ مگر جو شخص نبی اکرم ﷺ کی شان میں قصیدہ لکھے یا پڑھے، آقائے دو جہاں ﷺ کے موئے مبارک سے محبت رکھے تو وہ گمراہ۔

(ولا حول ولا قوۃ الا باللہ)

دوسرا یہ کہ ابن لعل دین (سہیل احمد) یہ بتائے کہ یہ لعل دین کا ہی بیٹا ہے؟ اسے کیسے معلوم ہوا کہ واقعی یہ لعل دین کا ہی بیٹا ہے؟ اگر لعل دین کا ہی ہے تو کیا دلیل ہے؟ ہو سکتا ہے کہ کسی ہمسائے..... اور وسنسمه على الخرطوم کا مصداق ٹھہرا ہو۔

تیسرا یہ کہ اس میں موئے مبارک ہی کی تخصیص کیوں؟

اس طرح تو کوئی بھی سر پھرا یہ کہہ سکتا ہے کہ کیا یہ وہی بخاری ہے جو امام بخاری نے ہی لکھی یا کہ اس میں تحریف ہو چکی ہے؟ کوئی بھی مذہب ایسے سوال کو موضوع بناتے ہوئے اسلام پر تنقید کر سکتا ہے۔ اللهم احفظ من شرور النجدیه۔

؎ شرم تجھ کو مگر نہیں آتی

نوٹ:۔ (چونکہ موئے مبارک سنیوں کے لئے تبرک ہیں لہٰذا اسکا بیان دوبارہ تبرکات کے بیان میں آئے گا) (انشاءاللہ)

"سبز عمامہ شریف"

ابن لعل دین نے اپنی کتاب کے صفحہ 173 تا صفحہ 189 تک سبز عمامے شریف کے باندھنے کو گمراہی کی دوسری امتیازی نشانی قرار دیا۔ تو اسکے جواب میں ہم ان شاء اللہ پہلے عمامے کے فضائل اور بعد میں سبز عمامے کے جواز پر بحث کریں گے۔ جس سے قارئین کرام بخوبی جان لیں گے کہ گمراہ کون ہے؟ اہلسنت یا وہابی؟

عمامہ (پگڑی) کی فضیلت

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(۱)لاتزال امتی علی الفطرة مالبسوا لعمائم علی الفلانس (دیلمی)

"میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جبتک وہ ٹوپیوں پر عمامے پہنیں"

رسول اللہ ﷺ نے عمامے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

(۲)ھٰکذا تیجان الملائکة (ابن شاذان)

"فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں"

(۳)علیکم بالعمائم فانما سیمآءُ الملٰئکة وارخوالها خلف ظهور کم

(طبرانی ۔ کبیر ۔بیهقی)

"عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اوران کے شملے پس پشت چھوڑو"

(۴)انّ الله عزوجل و ملئکة یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعة .

(معجم کبیر ، طبرانی)

"بے شک اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں"

(۵)الصلوة فی العمامة تعدل بعشر الاف حسنة (دیلمی)

"عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے"

(۶)رکعتا ن بعمامة خیرمن سبعین رکعة بلاعمامة (مسند الفردوس)

"عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں"

(۷)حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں میں اپنے والدماجد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حضور حاضر ہوا اوروہ عمامہ باندھ رہے تھے ،جب باندھ چکے تو میری طرف التفات فرمایااتحب العمامة ۔تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟

میں نے عرض کی، کیوں نہیں۔ فرمایااحبها تکرم ولا یراك الشیطان' اِلاّ ولی ۔اے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گاتم سے پیٹھ پھیر لے گا۔

سمعت رسول الله ﷺ یقول صلوة تطوع اوفریضة بعمامة تعدل خمساً عشر

ین صلوة بلا عمامة و جمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة بلا عمامة ۔

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نماز نفل خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعہ کے برابر ہے"

ای بُنیَّ اعتم فان الملئکة یشهرون یوم الجمعة معتمین فیسلمون علی اهل العمائم حتی تغیب الشمس۔

"پھر ابن عمر رضی اللہ عنھما نے فرمایا اے فرزند عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ باندھنے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں"

(ابن عساکر۔ دیلمی)(ماخوذ فتاوی رضویہ ج ۳)

سبز عمامے کا جواز : شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "ضیاء القلوب فی لباس المحبوب" میں فرماتے ہیں کہ :۔

"دستار مبارک آنحضرت ﷺ اکثر اوقات سفید بودگاہے دستار سیاہ واحیانا سبز"۔

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ کی دستار مبارک اکثر سفید ہوتی تھی کبھی سیاہ رنگ کی ہوتی اور بسا اوقات سبز رنگ کی ہوتی"۔

لہٰذا اس قول کی صحت کی صورت میں سبز رنگ کا عمامہ سنت مستحبہ کے زمرہ میں آئے گا

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ : "احیاء العلوم" میں تحریر فرماتے ہیں :

وکان یعجبه ثیاب الخضر (احیاء العلوم)

"آپ ﷺ کو سبز کپڑے پسند تھے"۔

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ : "وفا" میں نقل فرماتے ہیں۔

وکان له ثوب اخضر یلبسه للوفود اذا قدموا۔

"رسول کریم ﷺ کا ایک سبز کپڑا تھا جسکو وفود کی آمد کے وقت زیب تن فرماتے"

حضرت مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ : نقل فرماتے ہیں ۔

قال ابن بطال الثیاب الخضر من لباس اهل الجنة وکفی بذالك شرفا۔

"ابن بطال نے کہا سبز کپڑے اہل جنت کے لباس سے ہیں اور انکے لئے یہی شرف کافی

ہے" آگے فرماتے ہیں۔

قلت و لذالك صارت ثیاب الشر فاء ولایلزم منه تفضیلها علی البیض .

"میں کہتا ہوں اسی وجہ سے سبز رنگ کے کپڑے بزرگوں کا لباس ٹھہرا لیکن اس سے اسکی سفید رنگ پر فضیلت لازم نہیں آتی" (جمع الوسائل)

امام شعرانی علیہ الرحمۃ : "کشف الغمہ" میں نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "اتانی جبرائیل فی لباس اخضر".

"جبرائیل میری بارگاہ میں سبز لباس میں حاضر ہوئے"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ : "مدارج النبوت" میں لکھتے ہیں کہ :

"جبرائیل علیہ السلام (بدر کے دن) پانچسو فرشتوں کے ساتھ اور میکائیل علیہ السلام پانچسوں فرشتوں کے ساتھ انسانی شکل وصورت میں ابلق گھوڑوں پر سوار اُترے۔ اسوقت ان کے جسموں پر سفید لباس اوانکے سروں پر سفید عمامے تھے۔ اورروزبدر فرشتوں کی پیشانیوں پر سفید عمامے اور روزِ حنین سبز عمامے تھے۔ الخ

لہذا ثابت ہوا کہ سبز لباس اور سبز عمامے باندھنا ملائکہ کرام کی سنت مبارکہ ہے جو کہ باعث رحمت وبرکت ہے۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ : میں ہے کہ :۔اقل مقدار عذبه چهار انگشت است وتطویل آن متجاوزاز نصف ظهر بدعت امت وداخلِ اسبال و اسراف ممنوع و اگر بطریق تکبر و خیلا باشد حرام والا مکروه مخالف سنت .

دستور اللباس : میں ہے از فتاویٰ حجت وجامع آورده که

الذنب ستت انواع للقاضی خمس وثلثون اصابع وللخطیب احدی وعشرون اصابع و للعالم سبع وعشرون اصابع وللمتعلم سبعة عشر اصبعا قال فی خزانة الفتاویٰ و المستحب ارسال ذنب العمامة بین کتفیه الی وسط الظهر ومنهم من قال الی موضع الجلوس و منهم من قدر بالشبر عین العلم یرسل الذیل ، بین الکتفین الی قدر الشبر او موضع القعود او نصف الظهر و هو وسط مرضی والکل مروی۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۰)

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے کہ :"حضور ﷺ کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا"

مہاجر صحابہ علیھم الرضوان : حافظ ابو بکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ مہاجر صحابہ کرام علیھم الرضوان کے بارے میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں :

عن سليمان بن ابى عبد الله قال ادركت المهاجرين الا ولين يعتمون بعمائم كرابيس سود و بيض و حمر و خضر .(مصنف ابن ابی شیبہ)

"سلیمان بن ابی عبداللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے پہلے مہاجر صحابہ کو سوتی، سیاہ، سفید، سرخ اور سبز رنگ کے عمامے باندھتے پایا"

اس روایت سے ان صحابہ کرام علیھم الرضوان کا سبز عمامے استعمال کرنا ثابت ہو گیا اب دیکھنا یہ ہے کہ ابن ابی شیبہ کی اس روایت المہاجرین الاولین سے کون لوگ مراد ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے :۔

مہاجرین اولین :والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار ۔(پ۱۱،ع۲)

"اول درجے کے سبقت لے جانے والے مہاجر اور انصار"۔ اس آیت کی تفسیر میں علماء و مفسرین کرام کے بالعموم چار اقوال منقول ہیں۔

(۱) وہ صحابہ کرام علیھم الرضوان جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں ۔ یعنی تبدیلی قبلہ سے پہلے ایمان لائے۔

(۲) غزوہ بدر میں شرکت کرنیوالے صحابہ کرام۔

(۳) بیعت الرضوان میں شرکت کرنے والے حضرات۔

(۴) ہجرت میں پہل کرنے والے صحابہ کرام ہیں یعنی مہاجرین اولین جو آپ ﷺ کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ سے ہجرت کر گئے۔ اور حضور اکرم ﷺ کی ہجرت کے بعد امداد و نصرت میں پہل کرنے والے انصار علیھم الرضوان۔

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ : فرماتے ہیں کہ ان سابقین حضرات میں بھی ترتیب ہے سب سے افضل خلفاء راشدین ہیں پھر باقی عشرہ مبشرہ میں سے چھ حضرات (۱) حضرت سعد (۲) حضرت سعید (۳) حضرت ابو عبیدہ (۴) حضرت طلحہ (۵) حضرت

زبیر (۹) حضرت عبد الرحمن ۔ پھر غازیان بدر پھر غازیان اُحد پھر بیعت الرضوان والے۔ جن کا کثیر کتب میں ذکر ہے ۔ تو آیت مذکورہ کہ والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار ۔ کی تفسیر میں مفسرین کے منقول اقوال سے واضح طور پہ ثابت ہو گیا کہ مصنف ابن شیبہ کی روایت میں مذکور مہاجرین اولین سے جو لوگ مراد ہیں وہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں ۔ شرکاء بدر، شرکاء بیعت رضوان، ہجرت میں پہل کرنے والے۔

اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ ان حضرات میں صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی اور حضرت علی علیھم الرضوان سر فہرست تھے۔

لہذا اس روایت میں مہاجر صحابہ اکرام کا مطلق ذکر ہے جو اپنے اطلاق پر جاری رہے گا اور روایت مذکورہ کے اطلاق میں ان صحابہ کرام کا بھی سبز رنگ کے عمامے باندھنا ثابت ہوتا ہے اور اس اطلاق کی رو سے یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ سبز رنگ کا عمامہ باندھنا پیارے صدیقِ اکبر، فاروقِ اعظم، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ علیھم الرضوان کی اور شہداء بدر و غیرھم مہاجرین اولین صحابہ کرام علیھم الرضوان کی سنت ہے۔ اور مہاجرین اولین کے مطلق ذکر کے اعتبار سے خلفاء راشدین بھی داخل ہیں کہ جنکی سنت کو نبی اکرم ﷺ نے امت کے لئے اپنی سنت کی طرح قرار دیا۔ فرماتے ہیں ﷺ :

فعليكم بسنتي و سنت الخلفاء الراشدين المهديين۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد، دارمی)

اور انہی خلفاء راشدین المھدیین کے بارے فرمایا۔

اصحابی کا لنجوم فبا یھم اقتدیتم اهتدیتم (مشکوٰۃ)

یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کے پیچھے چلو گے راہ پاؤ گے

اور یہ بھی کہ :

<u>شریعت مطہرہ</u> : کے حلال و حرام فرما دینے کے بعد کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی شئے کو حرام کے بعد حلال اور حلال کو حرام قرار دے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :الحلال ما احل الله في كتابه و الحرام ما حرم الله في كتابه و ما سكت عنه فهو مما عفا عنه ۔(ترمذی)

"یعنی حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایااور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایااور جس سے خاموشی اختیار فرمائی تو وہ اس سے ہے جسے معاف فرمادیا"۔

اسی طرح کتب اصول اور فتاویٰ میں بڑی تصریح کے ساتھ ہے کہ الاصل فی الاشیاء اباحة(فتاویٰ شامی) یعنی چیزوں میں اصل اباحت ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سبز رنگ کے عمامہ کے عدم جواز کے لئے دلیل نہ ہونا خود دلیل جواز ہے۔ کیونکہ سبز رنگ کا عمامہ باندھنے سے روکنے والوں اور اندھا اعتراض کرنے والوں کے پاس کوئی بھی ایسی شرعی دلیل موجود نہیں جس سے وہ سبز رنگ کے عمامہ کو ناجائز و منع ثابت کر سکیں۔

محترم قارئین مذکورہ بالادلائل سے ثابت ہوا کہ

ابن لعل دین کے سبز عمامہ پر اعتراضات محض دھوکہ ہیں اور بے جا ہیں۔ کہ جن کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے۔ ؎ شرم ان کو مگر نہیں آتی

دوسرا یہ کہ ابن لعل دین نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۳ تا صفحہ ۱۷۷ تک سبز عمامہ کو بدعت قرار دیتے ہوئے گمراہی کی امتیازی نشانی قرار دیا۔ اور اس کا جواب آپ نے پڑھ لیا۔
اب صفحہ ۱۷۸ تا صفحہ ۱۸۳ تک مفتی غلام سرور کے فتوے کو لکھ کر ثابت کیا کہ سبز عمامہ بدعت ہے پھر یہ فتویٰ لکھ کر خود ہی رد کر دیا کہ یہ بھی مفتی غلام سرور کا دھوکہ ہی ہے کہ صرف سفید عمامہ پہنو سبز نہ پہنو اسلئے کہ حضور ﷺ نے نہیں فرمایا کہ سفید عمامہ ہی پہنو۔ اسکے بعد اپنی بات کو پختہ کرنے کے لئے سیاہ عمامے کے جواز پر دو احادیث پیش کیں کہ تم نہ سبز پہنو نہ سفید پہنو بلکہ سیاہ عمامہ پہنو! اور ابنِ لعل دین کی مانو۔

قابلِ غور: بات یہ ہے کہ مفتی غلام سرور نے زور دیا کہ سفید ہی پہنو سبز نہ پہنو۔ ابنِ لعل دین نے زور دیا کہ کالا باندھو سفید اور سبز دونوں کو چھوڑ دو۔ اور مولانا الیاس قادری صاحب فرماتے ہیں کہ عمامہ باندھو۔ یہ نہیں فرماتے اور نہ ہی کبھی فرمایا کہ سبز کے علاوہ سفید اور کالا عمامہ سنت نہیں ہے۔ مگر تعجب ہے مفتی غلام سرور صاحب پر اور ابن لعل دین پر کہ مفتی غلام سرور صاحب صرف سفید کو سنت مانتے ہیں اور کالے اور سبز کی نفی کرتے ہیں اور ابن

لعل دین (وہابی) صرف سیاہ کو سنت ٹھہراتا ہے اور فیض والے سبز والوں کی نفی کرتا ہے۔
مگر الیاس قادری صاحب تو تینوں کو سنت ٹھہرا رہے ہیں۔ اب فیصلہ آپ ہی فرمائیں آیا کہ امت مسلمہ میں رنگوں کا انکار کس کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ مولانا قادری صاحب کی وجہ سے یا کہ حاسد ملاؤں کی وجہ سے؟ پھر یہ بھی کہ اگر دعوت اسلامی والے اسلامی بھائی سبز رنگ کو اپنائے ہوئے ہیں تو سبز گنبد کی نسبت سے اپنائے ہوئے ہیں اور کالے عمامے اور سفید عمامے کو بھی سنت ہی قرار دیتے ہیں مفتی غلام سرور اور ابن لعل دین کی طرح ایک کو مانا اور دو کی نفی کی۔

اسطرح نہیں کرتے۔ اب

<u>مفتی غلام سرور</u> : کے ان اعتراضات کا جواب بھی پڑھیے جن کا ابن لعل دین نے سہارا لیتے ہوئے دعوت اسلامی کو نشانہ بنایا۔

چنانچہ ابن لعل دین اپنی کتاب کے صفحہ 179 پر مفتی غلام سرور کے حوالے سے لکھتا ہے:

<u>پہلا اعتراض: ابن حجر مکی کا فیصلہ</u> : فرماتے ہیں: "واما العلامة الخضراء فلا اصل لها و انما حدثت سنة ثلاث و سبعين و بدعت بامرا لملك شعبان ابن حسن".

"کہ شریفوں کے لئے سبز پگڑی کی علامت کی کوئی بنیاد نہیں یہ سبز پگڑی کی بدعت شعبان ابن حسن کے حکم سے ۷۷۳ھ میں نکالی گئی۔(الفتاوی الحدیثیہ)

<u>جواب</u> : ہزار افسوس مفتی غلام سرور پر کہ جنہوں نے فتاوی حدیثیہ سے آدھی عبارت نقل کی اور آدھی کھا گئے اور لاکھ تف ابن لعل دین وہابی پر کہ بغیر تحقیق کے مفتی غلام سرور کی عبارت کو <u>نقل کر کے</u> سبز پگڑی پر بدعت کا فتویٰ لگا دیا۔ ان لوگوں میں حسد کی کتنی کھٹک محسوس ہو رہی ہے۔ آیئے فتاوی حدیثیہ کی وہ اگلی عبارت پڑھیئے جسے مفتی صاحب ہضم فرما گئے۔ فتاوی حدیثیہ میں واما العلامة الخضراء فلااصل .... با مر الملك شعبان ابن حسن کے بعد فاذا كانت حادثة فلا يؤمر بها الشريف ولا ينهى عنها وغیرہ ہے (دیکھئے فتاوی حدیثیہ، صفحہ 168)

مفتی صاحب نے فلا يؤمر بها الشريف پر تو عمل کر لیا مگر ولا ينهى عنها وغیرہ

(یعنی اگر کوئی سبز پگڑی باندھے تو منع نہ کیا جائے گا) پر عمل نہیں کیا۔ کیا یہ عبارت نظر نہ آئی۔

اور ابن لعل دین کا کیا جواب ؟ کہ جو الوهابية قوم لایعقلون کا مصداق ٹھہرا اور بغیر تحقیق کے لفظا بلفظا غلام سرور صاحب کی عبارت لوٹ کر دی۔

شرم ان کو مگر نہیں آتی

تو معلوم ہوا کہ اگر کوئی اس دور میں سبز عمامہ باندھے گا تو علامہ ابن حجر مکی کے فیصلہ کے ہی مطابق اسے منع بھی نہیں کیا جائے گا۔

<u>دوسرا اعتراض</u> : ابن لعل دین مفتی صاحب کے حوالے سے ہی اپنی کتاب کے صفحہ (181.2) پر لکھتا ہے کہ :

<u>امام علی بن سلطان مکی کا فیصلہ</u> : امام علی بن سلطان القاری مکی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۱۴ھ اپنی مشہور کتاب مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔

ای ثوب تکبر و تفاخرو تجبر او ما يتخذه المتزهدليشهر نفسه باالزهد اوما يشعر ب المستيد من علامة السيادة كا لثوب الاخضر اومايلسبه المتفيقهه ما ليس الفقهاء او الحال انه من جملة السفهاء(الحدیث،4346)

(مرقاۃ،ج۸،صفحہ154۔کتاب اللباس۔مکتبہ حقانیہ،پشاور)

ترجمہ "یعنی جس نے تکبر و فخر و جابرانہ انداز کا لباس پہنا، یا اپنے آپ کو زہد و نیکی سے مشہور و معروف کرنے کے لئے کوئی مخصوص لباس اختیار کیا، یا اپنی بزرگی کی نمائش کیلئے سبز رنگ کا کپڑا اپنی علامت ٹھہرا لیا، یا عالم دین نہ تھا مگر علماء کی وضع قطع اختیار کی تو ایسے شخص یا ایسے لوگوں کو اللہ تعالی قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا یعنی وہ قیامت کے دن ذلیل و رسوا ہو گا"

<u>الجواب</u> : معلوم ہوتا ہے کہ بغض و حسد اور تعصب کی آگ میں مفتی غلام سرور صاحب کی عقل زائل ہو چکی ہے کہ پہلا اعتراض کیا تو دلیل آدھی، دوسرا اعتراض کیا تو بھی دلیل آدھی۔ اسی طرح آدھی، آدھی عبارتیں لکھ کر جائز کو ناجائز قرار دینا کیا کسی مفتی کا کام ہے ؟ اور پھر یہ بھی کہ عربی کتب کے حوالے دے کر آدھی، آدھی عبارتیں جن میں اپنا مقصد پورا ہوا لکھ

دیں کیا مفتی صاحب کا یہ زعم ہے کہ ان کے علاوہ دنیا میں کوئی عربی جاننے والا نہیں؟ تو اس طرح اگر کوئی مفتی ... کرتا ہے تو اس کے اندر حسد و تعصب نہیں تو اور کیا ہے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

دوسرا ابن لعل دین کی طرف دیکھ لیں کہ غیر مقلد ہے اور کسی کی تقلید کو نہیں مانتا۔ قرآن و بخاری و مسلم کے علاوہ کوئی بھی حوالہ دیا جائے، چاہے وہ امام اعظم ہوں، فقیہ ہوں، محدث ہوں علماء متاخرین میں سے ہوں کسی کے حوالے کو قبول نہیں کرے گا۔ مگر جب خود اعتراض کر کے اس پر دلیل قائم کرتا ہے تو صحاح ستہ کے علاوہ یہاں تک کہ ابن قیم، ابن تیمیہ جیسے بد عقیدوں اور مولنا غلام رسول سعیدی اور مفتی غلام سرور وغیرہ جیسے حاسد مولویوں سے دلیل پکڑ کر ان کا مقلد بن جاتا ہے۔ کیا یہ تقلید نہیں؟ کہ کسی پر بے جا تنقید کرنے کے لئے کسی بھی حاسد کو دلیل بنایا جائے؟ کیا ایسوں کی دلیل کچھ معانی رکھتی ہے؟ ہر گز نہیں۔ اور اسکو دوغلہ پالیسی نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟

... شرم تم کو مگر نہیں آتی

(ولا حول ولا قوۃ الا باللہ)

اب آیئے امام علی بن سلطان کی کے فیصلے کی طرف۔ کہ جسکو مفتی غلام سرور نے دلیل بنایا اور پھر مفتی صاحب کو ابن لعل دین وہابی نے دلیل بنایا :۔ چنانچہ امام صاحب مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔

ای ثوب تکبر و تفاخر و تجبر .... والحال انه من جملة السفهاء.

(اس عبارت کو دلیل بناتے ہوئے اعتراض کیا گیا۔ اور یہی عبارت پیچھے ذکر ہو چکی)

اب اسی کی تفصیل کرتے ہوئے۔ مرقاۃ کے اسی صفحہ 154 پر قاضی .... فرماتے ہیں کہ :

والمراد بثوب شهرة مالا يحل لبسه . والا لماترتب الوعيدعليه اوما يقصد بلبسه التفاخر و التكبر على الفقراء والاذلال بهم و كسر قلوبهم ، اوما يتخذه المساخر ليجعل به نفسه ضحكة بين الناس ، اوما يرائي به من الاعمال ، فكنى

باالثواب عن العمل وھوشائع.

"شہرت والے کپڑے سے مراد وہ ہے جسکا پہنا حلال نہ ہو (جیسے ریشم وغیرہ) اور اس پر وعید مرتب ہوئی ہے یا وہ کپڑا جسے پہن کر بندہ فقراء پر بڑائی اور تکبر کا قصد کرتا ہے۔ اور انکی توہین (ذلت) اور انکی دل شکنی کا ارادہ کرتا ہو یا پھر مسخرہ ایسا کپڑا پہنے کہ وہ لوگوں میں ہنسے (ان کو نیچا دکھانے کے لئے) یا اس سے اعمال کی ریاکاری مقصود ہو۔"

محترم قارئین!

یہ تھی امام علی بن سلطان کی علیہ رحمہ کے فیصلے کی تفصیل جو کہ قاضی صاحب نے بیان کی۔ مگر مفتی صاحب اور ابن لعل دین نے مجمل بیان کیا۔ اس لئے کہ انکی مراد دین پر پوری ہو گئی۔ اب فیصلہ آپ خود فرمائیں۔ کہ یہ کام صرف اور صرف حاسدین کا ہی ہو سکتا ہے۔

؎ شرم ان کو مگر نہیں آتی۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ قاضی صاحب فرما رہے ہیں کہ شہرت والے کپڑے سے مراد وہ کپڑا ہے یا لباس ہے جسکا پہنا حلال نہ ہو۔ تو کیا سبز عمامہ باندھنا حرام ہے؟ اور اس پر کونسی دلیل ہے؟ اور اس پر کونسی وعید مرتب کی گئی ہے؟ اور اسے پہن کر کس فقیر کی توہین اور دل شکنی ہو رہی ہے؟ اگر سبز عمامے سے ہی دل شکنی اور لوگوں کی ذلت ہوتی ہے تو پھر سفید اور سیاہ عمامے سے کیوں نہیں ہوتی؟ اگر سبز عمامے سے ہی تکبر آتا ہے تو سفید عمامے کو کاف لگا کر کلہ باندھ کر وعظ کرنے سے کیوں نہیں آتا؟ پھر سبز عمامہ باندھ کر کونسی ریاکاری مقصود ہے؟ اگر ریاکاری ہوتی تو دعوت اسلامی صرف 20,15 سال کے اندر سنیت میں انقلاب پیدا نہ کر سکتی۔ یہ صرف اخلاص ہی ہے کہ جدھر بھی دیکھو نوجوان نسل سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر ہے۔

اب اگر اس کے باوجود بھی کوئی مولوی حسد کرے اور آدھی، آدھی عبارتیں نقل کر کے امت مصطفی ﷺ میں انتشار پھیلانا چاہے تو اسے جو بھی کہنا چاہیں کہہ دیں آپ کو اجازت ہے۔

؎ شرم ان کو مگر نہیں آتی

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

اسی طرح لعل دین نے اپنی کتاب کے صفحہ 179 اور صفحہ 180 پر مفتی صاحب کے حوالے سے دو اعتراض کئے۔

(۱) الحاوی للفتاوی ج ۳۳ سے۔

جواب: جس طرح پہلے دو اعتراض آدھی، آدھی عبارت پر مشتمل تھے اسی طرح یہ اعتراض بھی بے جا ہے۔ پھر الحاوی للفتاوی کی ۳۳ ویں جلد بتائی گئی ہے کہ جس کا دنیا میں وجود ہی نہیں۔ اس فتاوی کی صرف اور صرف دو جلدیں ہیں، اکتیس ۳۱ جلد کا پتہ نہیں لعل کہاں سے لے آیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

(۲) سیدنا غوث اعظم کی کتاب "السفینۃ القادریہ" سے۔

جواب: یاد رہے کہ یہ اعتراض بھی اپنے مقصد کی عبارت لکھ کر کیا گیا ہے۔ آگے جو جواز کی صورت یا اس کی مثبت تاویل تھی اسے نظر انداز کر دیا گیا۔ پھر یہ لطیفہ کیا کم ہے؟ کہ کتاب تو اندھے اعتراضات کے ساتھ بھر دی مگر کتابوں کے مصنفین کا ہی معلوم نہیں۔ کہ یہ کتاب اس نے لکھی ہے یا نہیں؟ تو السفینۃ القادریہ کتاب حضور غوث پاک کی نہیں ہے اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کتاب لکھی ہے۔ مگر حوالہ دے دیا۔ کتنے تعجب کی بات ہے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اسی طرح لعل دین اپنی کتاب کے صفحہ 185 تا صفحہ 189 تک گوہر شاہی کے مریدوں کے حوالے سے اعتراضات کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ گوہر شاہی کے مرید دعوت اسلامی کے خلاف باتیں کر رہے تھے اور پیر الیاس عطار قادری صاحب کو بے فیض اور بے پیرا کہہ رہے تھے وغیرہ۔

محترم قارئین!

یہاں بھی لعل دین وہابی صاحب نے گوہر شاہی کے مریدوں کی تقلید کر لی۔ کہ وہ ایسا کہتے تھے لہٰذا دعوت اسلامی والے گمراہ ہیں۔

حالانکہ اگر گوہر شاہی کے مرید یا اس کی تحریک انجمن سرفروشان اسلام سے وابستگان حضرات ایسا کہہ رہے ہیں تو وہ اندھیرے میں ہیں اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ گوہر شاہی پر علماء اکرام کے کفر و گمراہی کے فتوے موجود ہیں۔ اسی طرح گوہر شاہی نے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی امریکہ ہوٹل میں میرے ساتھ ظاہری ملاقات ہوئی ہے۔ حجر اسود میں اور چاند و سورج میں میری شبیہ نظر آئی ہے، سہون شریف میں چلے اور عبادات وریاضتیں اور مجاہدوں سے معلوم ہوا کہ قرآن کے ۱۰ پارے اور ہیں، ۳۰ پاروں میں لکھا ہے کہ نماز نہ پڑھو گے تو گنہگار ہوگے اور ان ۱۰ پاروں میں ہے کہ اگر نماز پڑھو گے تو گنہگار ہوگے۔ نماز نہ پڑھنے والا اور روزہ نہ رکھنے والا ان پر کچھ گناہ نہیں وغیرہ وغیرہ۔

تو اس طرح کے عقائد رکھنے والا شخص دائرہ اسلام سے ویسے ہی خارج ہوگیا اب اسکے مرید خود بے پیرے اور بے قبلے ہیں، الیاس قادری صاحب پر الزام کیسا؟

گوہر شاہی کے عقائد کا انکشاف کرتے ہوئے سینکڑوں کتب علماء نے تصنیف و تالیف فرمائیں ہیں۔

محترم قارئین! اب فیصلہ آپ خود فرمائیں آیا کہ گوہر شاہی یا اسکے مریدوں کی بات کہاں تک صحیح ہوسکتی ہے اور ابن لعل دین کا ان کی بات سے دلیل کیا معنی رکھتی ہے؟

اب کہہ دیجئے کہ:

سنیوں کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید مبارک اور ابن لعل دین وہابی کو گوہر شاہی جو کہ بذاتِ خود عند العلماء زندیق، مرتد، گمراہ اور واجب القتل ہے کی تقلید مبارک!

؎ شرم تجھ کو مگر نہیں آتی

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

نقش نعل پاک

ابن لعل دین اپنی کتاب کے صفحہ 190 پر نقش نعل پاک کو گمراہی کی تیسری امتیازی نشانی قرار دے رہا ہے۔ اور اس کے فوائد سے انکار کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

طائف میں جب نبی ﷺ نے لوگوں کو جب دین اسلام یعنی توحید کی دعوت دی تو انہوں نے آپ پر اس قدر پتھر برسائے کہ آپ کی حقیقی جوتی بھی خون سے لبالب بھر گئی آقا

کو پتھروں کے لگنے سے آنے والے زخموں کی شدید تکلیف بھی ہوئی لیکن (حقیقی جوتا ہونے کے باوجود) کچھ بھی تحفظ نہ ہوا غرض نہ آپ کے نہ آپ کے صحابہ کے نبی کے جوتے کے متعلق ایسے عقائد تھے جیسے اس فرقہ کے ہیں۔

محترم قارئین کرام! اس اعتراض کے دو جوابات ہیں ایک تحقیقی دوسرا الزامی!

تحقیقی جواب : یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جتنی بھی تکلیفیں دین کے لئے برداشت کیں وہ سب کی سب اپنی امت کی اصلاح کے لئے تھیں۔ ورنہ تو نبی اکرم ﷺ دعا فرماتے تو خدا تعالیٰ طائف کی بستی کو دونوں پہاڑوں کے درمیان تباہ کر دیتا مگر رحمتہ اللعالمین ﷺ نے نہ چاہا۔

قرآن پاک میں ہے :

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا.

(پ ۳، آل عمران، آیت ۶۱)

واقعہ یہ ہے کہ : نجران کے عیسائی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور خدا تعالیٰ کی توحید اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کا بیٹا ہونے میں بحث کرنے لگے سید المرسلین علیہ السلام نے خداوند تعالیٰ کی توحید اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بندہ ہونے کے دلائل پیش فرمائے مگر جب عیسائیوں نے ان دلائل کو تسلیم نہ کیا تو پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا

ترجمہ "اے محبوب ان کو فرما دو کہ ہم اپنے بال بچے لے کر اور تم اپنے بال بچے لیکر کسی میدان میں چلے آتے ہیں اور مباہلہ کرتے ہیں پھر جو فریق جھوٹا ہوگا تو خدا تعالیٰ اُسے نیست و نابود کر دے گا"

ان رسول اللہ ﷺ قد احتض الحسین و اخذ ید الحسن و فاطمۃ تمشی خلفہ و علی یمشی خلفھما یقول النبی ﷺ لھم اذا دعوت فامنوا.

(تفسیر روح البیان، تفسیر خازن جز اول صفحہ 258، تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 464، تفسیر نسفی جز اول صفحہ 126)

ترجمہ " کہ نبی ﷺ نے دائیں انگلی حضرت حسن اور بائیں انگلی حضرت حسین کو پکڑا کر اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم میری چادر کا دامن پکڑ لو۔ اور حضرت علی سے

فرمایا تم فاطمہ کی چادر کا پلہ پکڑ لو۔ پھر اس شان سے اہل بیت کا یہ نورانی قافلہ توحید کی ایک روشن دلیل بن کر عیسائیوں کے مقابلے میں روانہ ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب میں دعا کروں تو تم امین کہہ دینا، اور جب اس قافلے کو عیسائیوں کے سردار سقف نے دیکھا تو پکار اُٹھا"

یا معشر النصاریٰ انی لاری وجوھا لوسالوا اللہ ان یزید جبلا لا زالہ من مکانہ ولایبقی علی الارض نصرانی الی یوم القیامۃ۔

کہ تحقیق میں ایسی نورانی صورتیں دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑوں کو حکم دیں تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائیں اور اگر انہوں نے بددعا کر دی تو قیامت تک کوئی عیسائی نہیں رہے گا۔
اور پھر نجران کے عیسائی، اہل بیت کی نورانی صورتیں دیکھ کر ہی میدان سے بھاگ گئے۔

محترم قارئین! یہ اثر تو آپ ﷺ کی آل کی دعا کا ہے کہ نجران کے عیسائی بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ اگر یہ دعا کر دیں تو پہاڑ بھی اپنی جگہوں سے ہٹ جائیں۔
تو غور فرمائیں کہ اگر طائف کی وادی میں آقائے دوجہاں ﷺ ان کفار کے لئے بددعا فرماتے تو کیا تباہ برباد نہ ہو جاتے؟ مگر تعجب ہے کہ نجران کے عیسائیوں کا سردار تو تسلیم کر رہا ہے مگر ابن لعل دین وہابی اعتراض کرتا ہے کہ حضور معاذ اللہ کچھ نہ کر سکے۔ اور ان کی نعلین (جن کو تنزیہ انداز میں ابن لعل دین جوتا کہتا ہے) کچھ کام نہ آئیں۔ اب فیصلہ خود فرمالیں کہ ابن لعل دین اور وہابیہ کا ایمان کہاں تک کامل ہے کہ جو ہمہ تن آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس میں عیوب ہی نکال رہے ہیں (معاذ اللہ)

؎ شرم ان کو مگر نہیں آتی

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

یہ تو تھا تحقیقی جواب اب آیئے الزامی جواب کیطرف!
<u>**الزامی جواب**</u>: ابن لعل دین نے جو لکھا کہ نبی اکرم ﷺ کی حقیقی جوتی طائف کی وادی میں لہالب بھر گئی اور کام نہ آئی تو نقش کیسے کام آسکتا ہے؟
تو اس کا الزامی جواب یہ ہے کہ ابن لعل دین نے یہ تو کہہ دیا کہ حقیقی جوتی بھی کام نہ آئی مگر یہ

تو ذرا بتائے کہ نبی اکرم ﷺ طائف کی وادی میں دعوتِ اسلام دینے کیلئے کس کے حکم سے گئے تھے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

تو پھر کوئی وہابی یہ کیوں نہیں کہتا کہ معاذ اللہ نبی اکرم ﷺ تو خدا کے حکم سے طائف کی وادی میں گئے اور پتھروں سے لہو لہان ہوئے اور خدا کچھ کام نہ آیا۔ تو جو خدا مشکل میں نبی کے کام نہیں آسکا وہ ہمارے کیا کام آئے گا؟ (معاذ اللہ)

اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی اکرم ﷺ کے نعلین مبارک، نبی اکرم ﷺ کے لئے ہی نعلین ہیں مگر ہمارے لئے تبرک۔ جسطرح کہ نبی اکرم ﷺ کے فضلاتِ طیبہ نبی کے لئے تو فضلات ہیں مگر امت کیلئے طیب، پاک اور انکا امت کیلئے کھانا حلال و متبرک۔

آقائے دو جہاں ﷺ وضو فرماتے تو صحابہ کرام بچا ہوا پانی بطور تبرک لینے کے لئے آگے بڑھتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ مدینہ میں حضور کے وضو کے پانی پر جھگڑتے اور اس پانی سے تر ہاتھوں کو بطورِ تبرک اپنے چہروں پر مل لیتے۔ (ان کا بیان بھی ان شاء اللہ تبرکات کے بیان میں آئیگا)

مگر ابن لعل دین کی طرف دیکھئے کہ تبرکات کا منکر ہے پھر کہتا ہے کہ صحابہ کے یہ عقائد نہ تھے۔ تو ابن لعل نے صحابہ کے عقائد پڑھے ہی کب ہیں؟ اگر پڑھے ہوتے تو اتنا بے ادب کبھی نہ ہوتا۔

؎ شرم تجھ کو مگر نہیں آتی

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

ابن لعل دین اپنی کتاب کے صفحہ 192 پر لکھتا ہے کہ:

"مکتبہ المدینہ شہید مسجد کھارادر کراچی نے گتے پر ایسے نقشِ نعل بھی شائع کر کے عوام میں تھوک کے حساب سے بیچے ہیں کہ جن پر اللہ ذوالجلال والاکرام کا نام لکھا ہوا ہے اللہ وحدہ دیگانہ کا نام نبی ﷺ کے جوتے پر لکھنا کتنی بڑی گستاخی ہے۔

اسی طرح صفحہ 192 سے صفحہ 194 تک یہی بحث کی ہے"

محترم قارئین کرام!

ابن لعل دین کے الفاظ پر غور فرمایئے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام نبی کے جوتے پر لکھنا کتنی

بڑی گستاخی ہے۔اب اس سے کوئی پوچھے کہ نبی اکرم ﷺ کے حقیقی نعلین مبارک پر کس نے لکھا؟کسی نے بھی نہیں۔حالانکہ جس نعل پاک پر خدا یا فرشتوں کے نام لکھے گئے ہیں وہ نقش ہے اور ایک تصویر ہے کہ جس پر نام لکھنے سے کوئی قباحت نہیں آتی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کی ران پر لکھا کہ "ھذا فی سبیل اللہ" (یہ گھوڑا اللہ کی راہ میں ہے)

اب وہابی صاحب بتائیں کہ کیا عمر فاروق کو بھی خدا کا گستاخ ٹھہراؤ گے (نعوذ باللہ من ذالک)

کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تو گھوڑے کی حقیقی ران پر یہ الفاظ داغے تھے اور "ھذا فی سبیل اللہ" میں اللہ کا نام موجود ہے یا نہیں؟

حالانکہ گھوڑا ایک جانور ہے اگر بیٹھے گا تو اسے شعور نہیں کہ اس کی ران پر اللہ کا نام لکھا ہے کہیں پیشاب یا لید وغیرہ نہ لگ جائے۔ تو جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کی ران پر "ھذا فی سبیل اللہ" لکھا تھا تو یہاں تو صرف حضور ﷺ کی نعلین مبارک کا نقشہ ہے اور نقشہ یا تصویر پر خدا کا نام لکھنا کیونکر نا جائز ہو سکتا ہے۔

؎ شرم تجھ کو مگر نہیں آتی

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

"لعل دین اپنی کتاب کے صفحہ 195 تا صفحہ 198 تک خدا تعالیٰ کی نعمتوں، اور عطاؤں کا انکار کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اگر کوئی بندہ روزہ رکھے اور اس پر اُسے جنت میں محل عطا ہو، ولی کے ہاتھ چومنے سے مغفرت ہو جائے، روٹی کا گرا ہوا ٹکڑا اٹھا کر کھا لینا، عالم کے چہرے پر نگاہ کرنا، عالم کی زیارت کو انبیاء کی زیارت ماننا، طالب علم کی شان وغیرہ وغیرہ کو ماننا اور ان پر جو انعام واکرام ہوں اُن کو ماننا گمراہی کی چوتھی امتیازی نشانی ہے" لاحول ولا قوۃ الا باللہ

محترم قارئین! آیئے قرآن وحدیث سے اسکے جوابات بھی پڑھیے:

قرآنی آیات: (۱) کونوا ربنین بما کنتم تعلمون الکتب وبما کنتم تدرسون ○

(پ ۳، ع ۱۶)

"اللہ والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے تم درس کرتے ہو"

(کنزالایمان)

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ "ربّٰنیّن" (اللہ والے) سے مراد علماء، فقہاء، مدرسین ہیں مگر تعجب ہے کہ ابن لعل دین علماء کی شان کی نفی کر رہا ہے۔

(۲) و قل رب زدنی علماo (پ16، ع15)

"اور عرض کرو اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے"

"مجالس الابرار" میں ہے کہ علم کی فضیلت، شرف اور اہمیت پر اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی محترم ﷺ سے فرمان مبارک (و قل رب زدنی علما) دلالت کرتا ہے۔

تعجب ہے وہابی صاحب پر کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان علم کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے مگر یہ مان نہیں رہا۔

احادیث کی روشنی میں :

(۱) من طلب العلم مشیٰ فی ریاض الجنۃ (کنز الحقائق)

"جس نے علم دین طلب کیا وہ جنت کے باغات میں چل پڑا"

(۲) من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یر جع۔ (الجامع الصغیر)

"جو شخص علم دین سیکھنے کے لئے نکلے وہ واپس آنے تک اللہ کے راستے میں ہوتا ہے"

(۳) اذا جاء الموت لطالب العلم وھو علی ھذہ الحا لۃ مات وھو شھید (الجامع الصغیر)

"جب طالب علم کو علم دین طلب کرنے کی حالت میں موت آئے تو وہ شہید ہوتا ہے"

مگر تعجب ہے ابن لعل دین وہابی پر یہ اللہ کی راہ میں اور شہید صرف اُسی کو مانتا ہے جو مرکز طیبہ مرید کے میں ٹریننگ لے اور کشمیر میں جا کر مر جائے۔

(۴) من اراد ان ینظر الی عتقآء اللہ من النار فلینظر الی التعلمین فوالذی نفس محمد ﷺ بیع مامن متعلم یختلف، ای یذ ھب و یجحی الی باب العالم الایکتب اللہ اللہ بکل قلم عبادۃ سنۃ وینبی لہ بکل قلم مدینۃ فی الجنۃ و یمش علی الارض والارض تستغفر لہ ویمسی مغفو رالہ۔ (تفسیر روح البیان از علامہ اسماعیل حقی قدس سرہ)

"جس شخص کا ارادہ ہو کہ ان لوگوں کو دیکھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ہے تو اسے چاہئے کہ علم دین سیکھنے والوں کو دیکھ لے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے جو کوئی طالب علم (سنی) عالم دین کے دروازے پر بار بار جاتا ہے یعنی

جاتا اور آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے اور ہر قدم کے بدلے اس کے لئے جنت میں ایک شہر بنا تا ہے اور وہ طالبعلم دین زمین پر چلتا ہے تو زمین اسکی بخشش کی دعا کرتی ہے اور وہ اس حال میں شام کرتا ہے کہ وہ بخشا ہوا ہوتا ہے"۔

(۵) النظر الى وجه الوالد عبادة والنظر الى الكعبة المكرمة عبادة والنظر الى المصحف عبادة والنظر الى وجه العالم عبادة من زار عالماً فكانما زارني ومن صافح عالما فكاء نما صافحني ومن جالس عالما فكاء نما جالسني ومن جالسني في الدنيا اجلسه الله معي يوم القيامة . (روح البیان)

"والد کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے، کعبہ معظمہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے، قرآن پاک کو دیکھنا عبادت ہے، عالم کی زیارت کرنا عبادت ہے، (فیضان سنت میں اس طرح حدیث منقول ہے کہ عالم کے چہرے پر نگاہ کرنا تمام عبادتوں کی اصل ہے) جس نے عالم دین (سنی) کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زیارت کی، جس نے عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جو عالم دین کے پاس بیٹھا تو گویا وہ میرے پاس بیٹھا اور جو دنیا میں میرے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن میرے پاس بٹھائے گا"۔

(۶) من زار بيت المقدس محتباً اعطاه الله ثواب الف شهيد و حرم الله جسده على النار ومن زار عالماً فكاء نما زار بيت المقدس (روح البیان)

"جس نے ثواب کی نیت سے بیت المقدس کی زیارت کی اللہ تعالیٰ اسے ہزار شہیدوں کا درجہ عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اسکا جسم دوزخ کی آگ پر حرام کر دے گا۔ اور جس نے عالم کی زیارت کی تو گویا اس نے بیت المقدس کی زیارت کی"۔

(۷) اذا اجتمع العالم و العابد على الصراط قيل للعابد ادخل الجنة و تنعم بعبادتك و قيل للعالم قف هنا . فا شفع لمن اجبت فانك لاتشفع لاحد الاشفعت فقام مقام الانبياء . (الجامع الصغیر)

"جب عالم دین اور عابد پل صراط پر اکٹھے ہوں گے، عابد سے کہا جائیگا جنت میں داخل ہو جا اور جو عبادت تو کرتا تھا اسکے بدلے ناز و نعمت کی زندگی بسر کر۔ اور عالم دین سے کہا جائے گا اس جگہ ٹھہر جا جس سے تجھے محبت ہے اس کی شفاعت کر یقینا تو کسی کی بھی سفارش کریگا اس

کے حق میں قبول کی جائیگی پھر وہ عالم دین، نبیوں، رسولوں کے مقام پر کھڑا ہوگا"۔

محترم قارئین!

مذکورہ بالا احادیث کو آپ نے بغور پڑھا اور مطالعہ کے بعد آپکو معلوم ہو چکا ہوگا کہ مولانا الیاس قادری صاحب نے فیضان سنت میں کونسی بدعات بھر دیں؟ کہ جن پر ابن لعل دین وہابی اعتراض کرتے ہوئے گمراہی کی امتیازی نشانی قرار دے رہا ہے۔ اور کیوں نہ دے کہ جب خدا تعالیٰ نے ہی ایسے لوگوں کے لئے فرمادیا کہ

ارء یت من اتخذ الٰهه هواه.

"کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنالیا"۔

وان کثیر ا یضلون با هوائهم بغیر علم .

"اور بے شک بہتیرے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں بے جانے"۔

اب یہ دونوں آیات ابن لعل دین پر صادق آرہی ہیں کہ جو عقل میں آیا اسی پر فتویٰ صادر کردیا۔ یہ اپنے جی کی خواہش نہ ہوئی تو اور کیا ہوا؟

اب اگر ابن لعل دین کہے گا بھی تو زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتا ہے کہ عطاری کی احادیث کہاں ہیں یہ تو ضعیف اور موضوع احادیث ہیں وغیرہ وغیرہ۔

تو اسے کہہ دیجئے کہ حدیث میں وہابی صاحب کیسے پہچان کر رہے ہیں۔ کیا حدیث کو جاننے پر مہارت حاصل ہوگئی؟ جو نحو و صرف کی ابتدائی کتب بھی نہ پڑھا وہ متن حدیث کو کیا جانے؟

لہٰذا ملا علی قاری علیہ الرحمہ "الموضوعات الکبیر" میں لکھتے ہیں کہ:

وقدسئل ابن قیم الجوزیة هل لمکن معرفة الحدیث الموضوع بضا بط من غیر ان ینظر فی سنده فقال هذا سنوال عظیم القدر وانما یعرف ذالك من تضلع فی معرفة السنن الصیحة واختلطت بلحمه و دمه وما ر له فیما ملکة و اختصاص شدید معر فة السنن والاثار .

(الموضوعات الکبیر صفحہ 152، ملا علی قاری، نور محمد کتب خانہ کراچی)

"یعنی ابن قیم جوزی سے سوال کیا گیا کہ موضوع حدیث کو پہچاننا کیسے ممکن ہوتا ہے اس

حدیث کی سند میں قاعدہ قانون دیکھے بغیر "

تو ابنِ قیم جوزی نے کہا کہ یہ سوال بہت بڑا سوال ہے۔

یہ صرف وہ پہچان سکتا ہے جس نے سنن صحیحہ میں اپنے آپ کو فنا کر دیا ہو اور اس کا گوشت اس میں مل چکا ہو اور اس کا خون اس میں مل چکا ہو پھر اس میں یہ ملکہ پیدا ہوتا ہے جو کہ سنن و آثار کی معرفت کر سکے۔

یعنی جو شخص فنِ حدیث میں اتنا مستغرق ہو چکا ہو کہ اسکا گوشت پوست اور خون وغیرہ سب گویا حدیث ہو چکا ہو تو پھر وہ حدیث کو دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ فلاں حدیث ضعیف یا موضوع ہے۔ جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ فن حدیث میں مستغرق ہو چکے تھے۔

محترم قارئین!

آپ نے اور ملاحظہ فرمایا کہ موضوع حدیث کی پہچان کیسے ہو سکتی ہے ؟

مگر تعجب ہے وہابیوں پر اور خصوصاً ابنِ لعل دین پر کہ ان سے اگر پوچھا جائے کہ ذرا ایک ہی حدیث کی سند تو بیان کریں۔ تو ہرگز نہ کر سکیں گے لیکن اسکے باوجود ہر حدیث جو کہ ان کے عقائد اور انکی خواہشات نفسانی کے خلاف ہو اُسے من گھڑت کہہ دیتے ہیں۔

نہ خوفِ خدا نہ شرم نبی ﷺ ◆ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ابنِ لعل دین اپنی کتاب کی صفحہ ۲۰۱ تا صفحہ ۲۱۸ تک درود پاک کے پڑھنے کو گمراہی کی پانچویں امتیازی نشانی قرار دے رہا ہے۔ لہٰذا صفحہ ۲۰۱ تا صفحہ ۲۱۸ تک کے درمیان تمام عبث الصلوٰۃ والسلام وعلیک یارسول للہ پر ہے اور وہابی کہتے ہیں یہ درود بدعتی ہے اور مشرکانہ درود ہے بناوٹی درود ہے وغیرہ۔

محترم قارئین کرام!

کیا آپ اس اعتراض کو سمجھے ؟ کہ ابنِ لعل دین نے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو بدعت قرار کیوں دیا ؟ اور صرف اور صرف درود ابراہیمی کو ہی اختیار کرنے کا حکم کیوں دیا ؟

ہاں ! ہاں ! اسلئے اور یقیناً اسی لئے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ لفظ یارسول اللہ ہے اور درود ابراہیمی میں یارسول اللہ نہیں۔ لہٰذا یارسول کہنا نجدی وہابیوں کے دل پر خنجر سے کہیں

زیادہ تیز مار ہے۔ اسی لئے یارسول اللہ کہنے والوں سے بغض اور ان کو مشرک کہتے ہیں۔ ان کو اپنی جلن میں جلانے کے لئے تو اعلحضرت نے فرمایا۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ◆ ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل ◆ یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

وہابیوں کو یارسول اللہ کہنے سے کتنی عداوت ہے !! اکثر آپ مساجد وغیرہ میں دیکھیں گے کہ جہاں یارسول اللہ لکھا ہوگا تعصب کی وجہ سے لفظ "یا" کو مٹادیا ہوگا۔ یا اشتہار اسٹیکر پر ہوگا تو ان وہابیوں نے اتنا حصہ پھاڑ دیا ہوگا۔ اب آپ خود ان کے عشق مصطفیٰ کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ آیا کہ یہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق ہے یا کہ عداوت!

؎ شرم ان کو مگر نہیں آتی

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

قرآن پاک میں ہے کہ :

(۱) ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے غیب بتانے والے نبی پر درود پڑھتے ہیں اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر خوب درود و سلام پڑھو"

دوسری طرف ہے کہ :

(۲) السلام علیک ایھاالنبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ والسلام علینا وعلیٰ عباداللہ الصلحین .... الخ

"یا نبی اللہ ﷺ آپ پر خدا کی رحمتیں برکتیں اور سلامتی ہو اور ہم پر اور صالحین پر سلامتی ہو"

تیسرا یہ کہ :

(۳) اللھم صلی علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید ۔

اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال

ابراهیم انك حمید مجید ۔

ان الله و ملائکة ۔ الخ آیت مبارکہ میں وسلموا تسلیماً مفعول مطلق استعمال ہوا ہے اب مفعول مطلق میں کوئی قید نہیں۔نہ جگہ کی نہ تعداد کی نہ کسی مخصوص درود کی۔ بلکہ فرمایا۔ صلوعلیہ وسلموا تسلیما۔ کہ خوب خوب درود وسلام پڑھو۔

اب خوب خوب میں یہ بھی آجائے گا کہ کوئی کہے :

اے اللہ ہمارے سردار محمد ﷺ پر

اتنے درود وسلام بھیج جتنے بارش کے قطرے ہیں

اتنے درود وسلام بھیج جتنے درختوں کے پتے ہیں

اتنے درود وسلام بھیج جتنے ریت کے ذرے ہیں

اتنے درود وسلام بھیج جتنے آسمان میں تارے ہیں

اتنے درود وسلام بھیج جتنی تعداد میں تیری مخلوق ہے۔(وعلی ھذا القیاس)

پھر یہ بھی کہ آیت مبارکہ میں ہے صلو اعلیه وسلمو اتسلیماً. صلوا،(صلوٰۃ)اور وسلموا(سلام) دو صیغے استعمال ہوئے۔ صلوٰۃ اور سلام کے۔

اب غور کیجئے کہ :"الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" میں یہ دونوں الفاظ موجود ہیں یا کہ نہیں اگر ہیں تو بدعتی درود کیسے ہو گیا؟

پھر تشہد میں پڑھا جاتا ہے کہ :

السلام علیك ایها النبی ۔(اے نبی آپ پر سلامتی ہو)۔

اب غور فرمایئے کہ "السلام علیك یا نبی الله"(اے اللہ کے نبی آپ پر سلامتی ہو) اور "السلام علیك ایها النبی"(اے نبی آپ پر سلامتی ہو) میں کیا فرق ہے ؟

پھر یہ بھی کہ آیت مبارکہ میں صلوٰۃ اور سلام دو صیغے استعمال ہوئے اور

"الصلوٰۃ و السلام علیك یا رسول الله" میں بھی دو صیغے استعمال ہوئے۔ جبکہ درودِ ابراہیمی میں صرف صلوٰۃ کا صیغہ استعمال ہوا ہے سلام کا نہیں۔

اب آیت مبارکہ کی روشنی میں وہ درود افضل ہوگا جس میں صلوٰۃ اور سلام دونوں صیغے استعمال ہوئے ہوں۔ اور وہ "الصلوٰۃ السلام علیك یا رسول الله" ہی ہے۔

مگر اس کے باوجود وہابی اس درود کو من گھڑت، بدعتی، شرکی اور بناوٹی درود کہتے ہیں۔
وجہ صرف یہی ہے کہ اس درود میں یارسول اللہ ہے جو کہ وہابیوں کے دلوں پر پہاڑ ہے۔
اب لفظ یارسول اللہ سے بغض رکھنے والا گستاخ رسول تو ہو سکتا ہے مگر عاشقِ رسول نہیں۔

شرم ان کو مگر نہیں آتی

لا حول ولا قوۃ الا با اللہ

ابن لعل دین نے اپنی کتاب کے صفحہ 213 پر کھلے الفاظ میں لکھا ہے کہ :

احمد رضا خان پر پڑھے جانے والے دو بدعت گھڑے درود

اسکے بعد دو درود لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ :۔ قابل غور بات یہ ہے کہ درود تو نبی پر پڑھا جاتا ہے تو کیا احمد رضا پر درود پڑھنا شانِ نبوت کی گستاخی نہیں ہے ؟

محترم قارئین !

کیا جواب ہے ابن لعل دین وہابی کی جہالت کا ؟

کہتا ہے کہ درود تو نبی پر پڑھا جاتا ہے اور احمد رضا نبی نہیں لہٰذا غیر نبی پر درود پڑھنا گویا شانِ نبوت میں گستاخی ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا با اللہ

ذرا غور فرمایئے کہ کیا غیر نبی پر درود پڑھنا واقعی شانِ نبوت میں گستاخی ہے ؟

لہٰذا :

تشہد میں پڑھا جاتا ہے :

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاتة والسلام علینا وعلی عباد الله الصلحین

اور درود ابراہیم میں پڑھا جاتا ہے کہ :

وعلی ال ابراهیم الخ

اب ان میں عباد الله الصلحین بھی غیر نبی اور ال ابراہیم بھی غیر نبی۔

تو یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ ابن لعل دین اور تمام وہابی گویا روزانہ پانچوں نمازوں میں غیر نبی پر 42 مرتبہ درود و سلام پڑھ کر روزانہ ہی 42 مرتبہ حضور ﷺ کی شانِ نبوت میں گستاخی کرتے ہیں۔ تو ابن لعل دین بقول اپنے ہی گستاخ ٹھرا؟ پھر اگر ابن لعل دین کا قول مان لیا جائے کہ غیر نبی پر درود پڑھنا شانِ نبوت میں گستاخی ہے تو پھر معاذ اللہ تمام امتِ مسلمہ صحابہ کرام

، تابعین، اکابر امت تمام کے تمام اس گستاخی میں شریک ہو جائیں گے پھر کیوں نہ کہیں کہ
الوھابیہ قوم لا یعقلون۔
خدا تعالیٰ ایسے گندے عقیدے سے محفوظ فرمائے۔

؎ شرم انکو مگر نہیں آتی

لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

نمازوں میں غیر نبی پر درود پڑھنے کی تعداد

فجر 4 رکعت میں 2 تشہد میں 4 مرتبہ غیر نبی پر درود
(۱) عباد اللہ الصالحین (۲) و علی ال ابراہیم

ظہر 12 رکعت میں 6 تشہد میں 10 مرتبہ غیر نبی پر درود
(۱) عباد اللہ الصالحین (۲) و علی ال ابراہیم

عصر 8 رکعت میں 4 تشہد میں 6 مرتبہ غیر نبی پر درود
(۱) عباد اللہ الصالحین (۲) و علی ال ابراہیم

مغرب 7 رکعت میں 4 تشہد میں 7 مرتبہ غیر نبی پر درود
(۱) عباد اللہ الصالحین (۲) و علی ال ابراہیم

عشاء 17 رکعت میں 9 تشہد میں 15 مرتبہ غیر نبی پر درود
(۱) عباد اللہ الصالحین (۲) و علی ال ابراہیم

کل پانچ نمازوں میں روزانہ غیر نبی پر درود پڑھنے کی تعداد 42 ہوئی۔

اب اگر یہاں غیر نبی پر درود پڑھنا جائز ہے تو پھر امام اہلسنت پر بھی پڑھ سکتے ہیں اور ابن لعل دین وہابی کا اعتراض چہ معنی دارد؟

زائر طیبہ، روضے پر جا کر تو سلام میرا اور رو کے کہنا

ابن لعل دین اپنی کتاب کے صفحہ 214 تا صفحہ 218 پر مولانا الیاس عطار قادری صاحب کے عشق بھرے درود وسلام پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ درود مضحکہ خیز ہے

محترم قارئین!

کامل ایمان اسی وقت ہوتا ہے جب ہر چیز سے زیادہ محبوب سرکار مدینہ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہو۔ مگر لگتا ہے کہ ان لعل دین وہابی کے بدن میں گستاخی کا خون گردش کر رہا ہے انھیں کیا معلوم کہ محبت کیا ہے؟ اور اللہ والوں کا عشق کیا ہوتا ہے؟

مجنوں کی محبت : مجنوں سے کہا گیا کہ تم لیلیٰ کی دیوار پر دیکھو ہو سکتا ہے تجھے لیلیٰ نظر آئے۔ تو مجنوں نے کہا کہ میں آسمان پر سے نظریں کیوں ہٹاؤں میری نظریں تو ان ستاروں پر ہیں جن کی روشنی لیلیٰ کے مکان پر پڑ رہی ہے۔

زلیخا کی محبت : زلیخا کا کیا حال ہو گیا تھا کہ کوئی فقیر یوسف کے نام پر مانگتا تو ہیرے جواہرات لٹا دیتی اور کہتی کہ ہر چیز یوسف کے نام پر فدا ہے۔

مولنا الیاس قادری صاحب کی محبت : مولنا الیاس قادری صاحب نے مدینہ طیبہ کے عشق میں سلام لکھا تو کیوں؟ یقیناً اس لئے کہ مدینہ میں نبی اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں اور جس شخص کو رسول سے محبت ہو گی اسے مدینۃ الرسول سے بلکہ وہاں کی ہر ہر چیز، پھول، خار، بلکہ ریت کے ذروں سے بھی محبت ہو گی۔ تو مولانا الیاس قادری صاحب نے اپنے اس درود و سلام "زائر طیبہ روضے پر جا کر تو سلام میرا رو رو کے کہنا" میں مدینۃ الرسول کی ہر ہر چیز کا نام لیا اور رو، رو کر سلام عرض کرنے کو فرما رہے ہیں تو یہ مولنا الیاس قادری صاحب کے عاشقِ رسول اور مومن کامل ہونے ہی کی دلیل ہے مگر وہابیوں کا کیا علاج؟ کہ جن کی رگ رگ میں مدینۃ الرسول سے ہی نہیں بلکہ ذاتِ اقدس سے غداری رچی بسی ہے لاکھوں دلیلیں دے کر دیکھ لو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مان جائیں۔

نہ خوفِ خدا نہ شرم نبی ﷺ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

چنانچہ ہم چند دلائل مدینۃ الرسول (مدینہ منورہ) کے ادب کے متعلق لکھتے ہیں تا کہ اہل محبت کی محبت بڑھے اور وہابی کا دیکھ کر دل جلے۔

پہلی بات : سلف و صالحین اور آئمہ دین نے تصریحاً قاعدہ کلیہ بتا دیا کہ:

کل ما کان ادخل فی الادب و الا جلال کان حسناً

"جس بات کو نبی ﷺ کے ادب و تعظیم میں زیادہ دخل ہو وہ بہتر ہے"

كما صرح به الامام المحقق على الا طلاق فقيه النفس سيدى كمال الملة والدين محمد فى فتح القدير و تلميذه الشيخ رحمته الله السهندى فى المسك المتوسط و اقده الفاضل القارى فى المسلك المتقسط واشره فى العالمگيريه وغيرها.

اور امام حجر کا قول گذرا کہ نبی ﷺ کی تعظیم ہر طرح بہتر ہے جب تک کے الوہیت اللہ میں شریک نہ ہو اسلیئے سلفاوخلفا جس مسلمان نے کسی نئے طریقے سے حضور ﷺ کا ادب کیا اس ایجاد کو علماء نے اس کے مدائح میں شمار کیا نہ یہ کہ معاذ اللہ بدعتی وگمراہ ٹھہرادیا۔

یہ بلا انھیں وہابیوں (جو کہ دین کے دعویدار بنے پھرتے ہیں) میں پھیلی ہے کہ ہر بات پر پوچھتے ہیں فلاں نے کب کیں فلاں نے کب کیا؟ حالانکہ خود ہزاروں باتیں کرتے ہیں جو فلاں نے کیں نہ فلاں نے۔

مگر وہابیوں کا یہ طرزِ عمل بھی تعظیم مصطفیٰ ﷺ کے گھٹانے مٹانے کیلئے ایک حیلہ نکال کر زبان سے کہتے جائیں۔

؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور انھیں حیلوں بہانوں کے پس پردہ جہاں تک بن پڑے امورِ محبت و تعظیم میں طعن کرتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

مجھے شرم آتی ہے: قاضی عیاض شفا شریف میں لکھتے ہیں۔

كان مالك رضى الله عنه لا يركب دابة باالمدينة وكان يقول استحى من الله تعالىٰ ان اطاتربته فيها رسول ﷺ بحا فر دابة .

"امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے مجھے خدا تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ جس زمین میں حضور ﷺ جلوہ فرما ہوں اسے جانور کے سُم سے روندوں"۔

مجاورت کا حکم: امام ابن حاج مکی کہ مستندین مالکین سے ہیں اور احداث کی ممانعت میں نہایت تصلب رکھتے ہیں۔ مدخل میں فرماتے ہیں۔

وتقدمت حکایة بعضهم انه جاور بمکة ار بعین سنة ولم یبل فی الحرم ولم یضطجع فمثل هذا یستحب له للمجاورة او یومر بها .

"بعض صالحین چالیس برس مکہ معظمہ کے مجاور رہے اور کبھی حرم پاک میں پیشاب نہ کیا نہ لیٹے"

ابن حاج کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو مجاورت مستحب ہے یا یوں کہیئے کہ اسے مجاورت کا حکم دیا جائے۔ (یعنی ان لوگوں میں کمال درجہ کا ادب ہے)

مجھ سا : اسی میں ہے کہ :

وقد جاء بعضهم الی زیادته ﷺ فلم یدخل المدینة بل زار من خار جهاادبامنه رحمة اللّٰه تعالیٰ مع نبیه ﷺ فقیل له الاتد خل فقال امثلی ید خل بلد سید الکونین ﷺ لااجد نفسی تقدر علی ذالك او کما قال .....

"بعض صالحین زیارتِ نبی ﷺ کے لئے حاضر ہوئے تو شہر میں نہ گئے بلکہ باہر سے زیارت کر لی اور یہ ادب تھا اس مرحوم کا اپنے نبی ﷺ کیساتھ۔ اس پر کسی نے کہا اندر نہیں چلتے کیا؟ کہا مجھ سا نبی ﷺ کے شہر میں داخل ہو؟ میں اپنے میں اتنی قدرت نہیں پاتا"

(ماخذ از اقامۃ القیامۃ الامام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ)

مدینۃ الرسول سے محبت کرنا وہاں کی اشیاء سے محبت کرنا سلف صالحین سے تو ثابت ہو گیا اور ان کے نزدیک ایسا ادب! سبحان اللہ۔

پھر مولانا الیاس قادری صاحب کا رو رو کر سلام عرض کرنا وہ بھی شہر مدینہ کی اشیاء کو ، یہانتک کہ جانوروں ، درختوں ، سبزیوں ، پھلوں ، جڑی بوٹیوں ، اشیاء خوردونوش ، مکانوں ، قینچیوں ، چھریوں ، بلیوں ، یہانتک کہ سگانِ مدینہ کو بھی۔ کیوں ؟

اسلئے کہ عشاق کو محبوب ﷺ کے کوچے کی ہر ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔

اور یہ قادری صاحب کا عشقِ رسول نہیں تو اور کیا ہے ؟ کہ بزرگانِ دین کا طریقہ بھی یہی رہا۔

بے وضو نہ چھوا : حضرت ابو عبدالرحمٰن اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احمد بن فضلویہ زاہد ، بڑے غازی اور بڑے تیر انداز تھے ان کے پاس ایک کمان تھی جسکو حضور ﷺ نے اپنے

مبارک ہاتھوں میں پکڑا اعادہ فرماتے ہیں۔

مامسستُ القوسَ بیدی الاعلی طھارۃ منذ بلغنی ان النبی ﷺ اخذالقوس بیدہ

(شفاء شریف صفحہ نمبر ۴۴۔۲)

کہ جب سے مجھکو یہ معلوم ہوا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کمان کو ہاتھ مبارک میں لیا ہے میں نے کبھی اس کو بے وضو نہیں چھوا۔

جی قارئین کرام!

کیا آپ نے اس عظیم الشان مجاہد کی عقیدت و محبت کا اندازہ لگایا؟

کہ اس مبارک کمان کو بغیر طہارت کے کبھی نہ چھوا۔ اور اسی ادب و احترام کا نتیجہ تھا کہ وہ اس فن (تیر اندازی) میں مشہور اور نیک نام ہوئے۔ اگر اس زمانے کے وہابی اُس وقت ہوتے تو اُن کو کافر بنانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھتے۔

اور وجہ پوچھنے پر دلیل شاید یہ دیتے کہ انھوں نے ایک معمولی کمان کی اتنی تعظیم کی کہ قرآن شریف کے برابر کردیا۔

لا یمسہ الاالمطھرون : تو قرآن کی شان میں نازل ہوا ہے اور انہوں نے اسے کمان کی شان قرار دیا۔ اور عملاً بھی ثابت کیا کہ بغیر طہارت کے کمان کو نہیں چھوا، ایک بدعت سیئہ کو واجب بنانا ضرور حد کفر تک پہنچادیتا ہے غرضیکہ وہابی کسی نہ کسی طریقہ سے انکو کافر وبدعتی ضرور بناتے۔ (العیاذ باللہ تعالی)

مگر اس زمانہ خیر القرون کے علماء پر قربان۔ کہ انھوں نے اس فعل کی وہ قدر کی کہ بطور تحسین کتب احادیث میں بیان فرمایا تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کی قدر کریں اور ان کے اس فعل سے ادب و تعظیم سیکھیں۔ (کہیں وہابیوں کی طرح بے قدرے، بے ادب و گستاخ نہ بن جائیں)۔

گستاخی و بے ادبی کا نتیجہ : شفا شریف میں ہی ہے کہ :

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں حضور ﷺ کا عصا مبارک تھا جہجاہ نے غصے کی حالت میں اُن سے لیکر اسکو گھٹنے پر رکھ کر زور سے توڑنا چاہا تو ہر طرف سے شور ہوا ارے یہ کیا کرتا ہے؟ مگر اس نے نہ سنا اور توڑ ہی ڈالا اسکے ساتھ ہی اسکے گھٹنے میں پھوڑا پیدا ہوا جسے اکلہ کہتے

ہیں اور یہ اکلہ پورے جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ تھوڑے عرصے میں پاؤں کاٹنے کی ضرورت پیش آئی اور ایک سال بھی نہ گذرا تھا کہ اس تکلیف سے وہ مر گیا۔ (شفاشریف)

اب بتائیں وہابی کہ کیا اس عصا میں زہر ملا مادہ تھا جو اس کے پاؤں میں سرایت کر گیا؟ ہر گز نہیں۔ بلکہ یہ اس بے ادبی کا نتیجہ تھا جو اس مبارک عصا سے کی گئی تھی۔

مگر تعجب ہے وہابیوں پر کہ مولانا الیاس قادری صاحب نے مدینۃ الرسول کے غم میں اور عشق میں سلام کے اشعار لکھے اور انھوں نے مضحکہ تبصرے کیے۔

یاد رکھے کہ بے ادبی کرنیوالا ضرور تباہ وبرباد ہوتا ہے اور اسکا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب ان کے تبرکات کی بے ادبی تباہی کا موجب ہے تو خود ان کی بے ادبی کیا رنگ لائے گی۔ اور جو مدینۃ الرسول بلکہ سرکار ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ہنسے اور گستاخی وبے ادبی کرے تو فیصلہ خود کریں کہ کیا نتائج ہوں گے؟ یقیناً خاتمہ بالکفر۔

ان لعل دین کو چاہیے کہ توبہ کرے اور اپنی اگلی نسلوں کے لئے وصیت چھوڑے کہ بے ادب نہ بننا۔

؎ از خدا خواہیم توفیق ادب ❁ بے ادب محروم ماند از فضل رب

آئینہ حقیقت میں ایک منظر: اگر اب بھی کوئی وہابی اس بات پر اڑا ر ہے کہ نہیں نہیں؟ یہ کہاں کا ادب ہو گیا، قرآن وبخاری سے ثابت کرو؟ تو پھر ایسے احمقوں کے لئے یہی مثال صادق ہے کہ:

ایک حکیم کے گھر آگ لگ گئی اسکے چھوٹے چھوٹے بچے مکان کے اندر تھے اور لاکھوں کا مال واسباب بھی۔ مگر اس دانشمند حکیم نے مال واسباب کی طرف بلکل دھیان نہ کیا اور نہ ہی اپنی جان کی پرواہ کی اور اسی آگ کی لپٹ سے بچوں کو سلامت نکال لیا۔ یہ واقعہ (وہابیوں کی طرح) چند بے عقل بھی دیکھ رہے تھے اتفاقاً ان کے گھر میں بھی آگ لگ گئی یہاں نرا مال ہی مال تھا کھڑے ہوئے دیکھتے رہے اور سارا مال جل کر راکھ ہو گیا۔ کسی نے اعتراض کیا تو وہ بے عقل الٹ بولے کہ تم بے وقوف ہو ہم نے اس دانشمند حکیم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اس نے سامان کب نکالا جو ہم نکالتے؟ مگر بے وقوف اتنا نہ سمجھے کہ اس دانشمند حکیم کو بچوں کے بچانے سے فرصت ہی کہاں تھی کہ مال نکالتا۔ نہ یہ کہ اس نے مال

نکالنا بڑا جان کر چھوڑا تھا۔

اسی طرح وہابی بھی ہر بات اگر چہ صحابہ و تابعین سے ثابت ہو کہیں گے قرآن و بخاری لاؤ تو جب قیامت میں ان کو جنت دکھائی جائیگی تو یہ خوش ہوں گے پھر فوراً ان کا منہ جہنم کی طرف کر دیا جائے گا۔ اب یہ کھڑے کھڑے جہنم کا نظارہ کر رہے ہوں گے حکم ہو گا دھکیل دو

اب وہابی شاید وہاں بھی یہ سوال کر دیں کہ اے اللہ قرآن و بخاری سے ثابت کر۔ تو پھر جواب ملے گا اپنی گستاخیوں کی طرف توجہ کر۔

خدا تعالیٰ ایسی اوندھی عقل کسی کو نہ دے (آمین)

<u>کامل مومن</u> : آخر میں ایک حدیث :

لا یو من احد کم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین

(مسلم شریف صفحہ 49 ج 1)

"سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی کامل مومن نہیں ہو سکتا حتی کہ میں اُسے اس کی اولاد، اسکے والدین اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں"

خدا تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی محبت عطا فرمائے اور انھیں کی محبت میں جینا اور مرنا نصیب فرمائے۔ (آمین)

تبرکات کا بیان

لعل دین وہابی نے "تبرکات" کو ممنوع، بدعت، بت پرستی اور مشرکانہ رسمیں قرار دیا اور تبرکات کے فضائل پر جنھوں نے کثیر کتب لکھیں ان میں سے کم از کم 348 اکابر دین اور صلحاء تابعین کو معاذ اللہ بت پرست، بدعتی اور مشرک بنادیا۔ لہٰذا اس کی کتاب کے صفحہ 221 تا صفحہ 228 تک تبرکات پر بحث ہے اور پوری بحث کا نچوڑ یہی نکالا گیا ہے کہ یہ سب مشرکانہ رسمیں ہیں۔

لہٰذا ہم تبرکات کی حقیقت و فضائل پر چند قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے دلائل پیش کر کے ان ۳۰۰ سے صلحاء تابعین پر سے بت پرستی، بدعت اور شرک کا داغ مٹائیں گے جو لعل

دین وہابی نے لگایا۔ اور ان دلائل کو پڑھ کر مسلک اہلسنت وجماعت حنفی بریلوی ہی حق ثابت ہوگا اور مذہب وہابیہ باطل۔ (انشاءاللہ)

قرآن پڑھیے : قرآن پاک میں ہے :۔

وقال لهم نبيهم ان اية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم و بقية مما ترك ال موسى و ال هارون تحمله الملئكة ان فى ذالك لاية لكم ان كنتم مومنين (قرآن ۲۔۱۴۷)

" بنی اسرائیل کے نبی (شموئیل) نے ان سے فرمایا کہ (طالوت کی) بادشاہی کی یہ نشانی ہے کہ تمھارے پاس وہ صندوق آئیگا جس میں تمھارے رب کی طرف سے (سامان) تسکین ہے اور موسیٰ وہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں اسکو فرشتے اٹھا کر لائیں گے بلاشبہ اس میں تمھارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم مومن ہو۔"

مفسرین فرماتے ہیں کہ :

یہ صندوق شمشاد کی لکڑی کا تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اس میں انبیاء کرام کی تصویریں تھیں اور یہ وراثۃً منتقل ہوتا ہوا موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تھا۔ آپ کے بعد بنی اسرائیل کے پاس رہا اس وقت اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، کپڑے اور نعلین مبارک اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور عصا مبارک اور چند ٹکڑے الواح کے تھے۔

بنی اسرائیل اس صندوق کو جس میں یہ تبرکات تھے لڑائی کے موقع پر ادب سے آگے رکھتے اور انکو اسکی برکت سے فتح حاصل ہوتی اور جب انھیں کوئی حاجت پیش آتی تو وہ اس کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے ان کی حاجت پوری ہو جاتی تھی۔

لیکن جب بنی اسرائیل کے حالات خراب ہو گئے اور ان میں بدعملی پیدا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قوم عمالقہ کو مسلط و غالب کیا وہ ان سے یہ صندوق بھی چھین کر لے گئے اور اس کو نجس و گندے مقام میں رکھا اور اس کی بے حرمتی کی۔ اس بے حرمتی کی وجہ سے وہ طرح طرح کے مصائب و امراض میں مبتلا ہوئے اور ان کی پانچ بستیاں تباہ و برباد ہو کر رہ گئیں جب وہ بہت زیادہ متحیر و پریشان ہوئے تو بنی اسرائیل کی ایک عورت نے

جو ان کے پاس تھی کہا اگر سلامتی چاہتے ہو تو اس صندوق کو اپنے یہاں سے نکال دو۔ تمھاری تباہی و بربادی کا سبب اس صندوق کی اہانت و بے ادبی ہے۔ انکو بھی یقین ہو گیا آخر انسوں نے ایک بیل گاڑی پر اس صندوق کو رکھا اور دو شریرو سرکش بیل جوت کر ان کو چھوڑ دیا۔ فرشتے اسکو بنی اسرائیل کے سامنے ان کے بادشاہ طالوت کے پاس لے آئے چنانچہ ان ہی تبرکات کی وجہ سے طالوت کو باذن اللہ فتح ہوئی اور اسی صندوق کا آنا طالوت کی بادشاہی کی نشانی ہتا جس کی خبر آیت شریفہ میں بنی اسرائیل کے نبی حضرت شموئیل علیہ السلام نے دی۔ (تفسیر خازن۔ مدارک۔ ابن جریر۔ خزائن العرفان)

حضرت یوسف علیہ اسلام نے ارشاد فرمایا:

اذھبو ابقمیصی ھذا فالقوہ علیٰ وجہ ابی یات بصیراً ج

"میری یہ قمیض لے جاؤ اور میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو انکی آنکھیں روشن ہو جائیں گی"۔

چنانچہ جب اس قمیض کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالا گیا۔ تو فوراً ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

مگر یہ سب دلائل پڑھ کر بھی وہابیوں کی آنکھیں روشن نہ ہوئیں۔ اور ہوں بھی کیسے؟

جبکہ ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلیٰ ابصا رھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم ہ کی مہر ہو گئی۔

تو ثابت ہوا کہ محبوبانِ خدا کے تبرکات و ملبوسات کا احترام خیر و برکت کا باعث اور انکی بے حرمتی و بے ادبی بربادی کا باعث ہے۔

اور یہ بھی غور فرمایئے کہ جب حضرت موسیٰ اور ہارون علیھما السلام کے تبرکات اور حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض کا یہ عالم تھا اور اتنی برکتیں تھیں تو پھر حضور ﷺ کے تبرکات اور ان اشیاء مبارکہ میں کس قدر فیوض و برکات ہوں گے جو آپ ﷺ نے استعمال فرمائیں۔

بخاری بھی پڑھئے: محترم قارئین!

یہ تو آپ نے قرآن پڑھا۔ کیا بخاری بھی پڑھی؟

لیجئے بخاری شریف بھی کھل گئی اور عشاق کیلئے محبت کی کلی کھل گئی۔

حضرت ابو حجیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سرکار ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ چرمی سُرخ قبا میں تھے۔

ورایت بلا لا اخذ وضوء النبی ﷺ و رایت الناس یبدرون ذلک الوضوء فمن اصاب منہ شیئا تمسح بہ و من لم یصب منہ شیئاً اخذ من بلال یدِ صاحبہ

(بخاری ج1 صفحہ 54)

"میں نے حضرت بلال کو دیکھا کہ انہوں نے حضور ﷺ کے وضو کا پانی لیا اور لوگ اس پانی کو لینے کے لیئے دوڑ رہے تھے جسکو اس میں سے کچھ ملتا وہ اسے اپنے (منہ اور ہاتھوں) پر مل لیتا اور جس کو کچھ نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھوں کی تری لیکر مل لیتا"

قریش مکہ نے عروہ بن مسعود کو جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے حضور ﷺ کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا وہ آئے اور حالات دیکھ کر واپس ہوئے اور جا کر قریش سے یوں کہنے لگے۔

یَاقَوْمُ وَاللہِ لَقَدْ وَفَدْ تُ عَلَی الْمُلُوْکِ وَوَفَدْتُ عَلٰی قَیْصِرِ وَ کِسْرٰی وَالنَّجَاشِیْ وَاللہِ اِنْ رایتُ مَلِکًاقطُ یُعَظِّمُہٗ اَصْحا بُہٗ مَایُعَظِّمُ اَصْحا بُ مُحَمَّدٍ وَاللّٰہِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَا مۃً اِلاَّ وقعتَ فِیْ کَفِّ رَجُلٍ مِنْھُمْ فَدَلَکَ بِھَا و جھہ وجلدہ واِذَا اَمَرَھُمْ اِبْتَدِ رُوْا اَمْرَہٗ وَاِذَا تَوَضَّا کَا دُوْ یَقْتَتِلُوْنَ عَلٰی وَضُوْ ئِہٖ وَاِذَا تکلّم خَفَضُوْا اَصْوَ اتَھُمْ عِنْدَہٗ وما یُحِدُّوْنَ اِلَیْہِ النظر تعظیما لہ وانہ قد عرض علیکم خطۃ رشد فاقبلو ھا . (بخاری شریف۔ج1 صفحہ 38)

"اے قوم! خدا کی قسم بیشک میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے دربلدوں میں حاضر ہوا ہوں خدا کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اسکے اصحاب اسکی اسکی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد ﷺ کے اصحاب محمد ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں۔

خدا کی قسم جب وہ تھوکتے اور رینٹھ، کھنکار پھینکتے ہیں تو وہ انکے اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتا ہے جسکو وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں۔ اور جب وہ انکو حکم دیتے ہیں تو وہ سب کے سب تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے

پانی کو حاصل کرنے کے لئے یوں گرتے پڑتے ہیں کہ گویا ابھی لڑ پڑیں گے ، اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو سب کے سب خاموش ہو جاتے ہیں اور تعظیماً ان کی طرف نظر تک نہیں اٹھاتے ، انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے میری رائے یہ ہے کہ تم اسکو قبول کر لو۔

جی ہاں! تو اب بخاری بخاری کی رٹ لگانے والے ان احادیث کے متعلق کیا کہتے ہیں ؟ کیا کوئی سلیم الطبع شخص تھوک ، بلغم ، رینٹھ وغیرہ اور مستعمل پانی کو اپنے چہرے پر مل سکتا ہے ؟ اگر نہیں تو پھر صحابہ اکرام سے بڑھ کر سلیم الطبع کون ہو سکتا ہے اور انہوں نے ایسا کیوں کیا ؟ یہ افعال وضو کے وقت حضور ﷺ کے سامنے ہوتے تو آپ منع کیوں نہ فرماتے ؟ حالانکہ خود حضور ﷺ دیکھ بھی رہے ہیں مگر صحابہ کرام کو کبھی نہ فرمایا کہ تم ایسے ناشائستہ اور خلافِ سلیم الطبع افعال مت کرو۔

صحابہ کرام نہایت مہذب و مودب تھے روزانہ وضو کے وقت وضو کے مستعمل پانی اور تھوک وغیرہ کے حصول میں اس قدر آگے بڑھتے کہ دیکھنے والوں کو گمان ہوتا کہ کہیں جنگ و جدال نہ ہو جائے۔ پھر وہ بھی حضور ﷺ کے روبرو مگر حضور ﷺ کا اس پر سکوت اور رضا مندی کیوں ؟

تو معلوم ہوا کہ صحابہ اکرام کے بھی وہی عقائد تھے جو دعوتِ اسلامی بلکہ جماعتِ اہلسنت حنفی بریلوی کے ہیں ۔ تو ابن لعل دین اور تمام وہابیہ بلکہ وہابیہ کے بھی مادر پدر صحابہ کرام پر کونسا فتویٰ لگائیں گے ؟ کہ صحابہ کرام نے تو حضور ﷺ کا تھوک آپ کے بچے ہوئے پانی اور رینٹھ وغیرہ بلکہ آپ ﷺ کھنکارتے تو صحابہ ہاتھ اور منہ پر لیتے کیوں ؟

یقیناً یہ سب صحابہ کے نزدیک تبرک تھا اور دونوں جہاں میں سُرخروئی کا باعث سمجھتے تھے تو یہ وہابی کون ہیں جو سرکار کی ہمسری اور برابری کریں ؟

شفا ہو جاتی : حضرت اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے پاس حضور ﷺ کا جبہ شریف تھا۔

قالت کان رسول اللہ ﷺ یلبسھا فنحن نغسلھا للمرضیٰ لیستشفیٰ بھا

(مسلم صفحہ 2_190)

" فرماتی ہیں کہ اس جبہ کو حضور ﷺ پہنا کرتے تھے ہم اسے دھو کر بغرض شفاء بیماروں

کو پلاتے ہیں اور شفاء ہو جاتی ہے"

چہرے پر چھینٹے: حضرت خواش بن ابی خواش رضی اللہ عنہ کے پاس حضور ﷺ کا ایک پیالہ تھا جو انھوں نے حضور ﷺ سے لیا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کبھی کبھی حضرت خواش کے ہاں تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے اسے آبِ زم زم سے بھر کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔

(اصحابہ ترجمہ حضرت خواش وکنزالعمال)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اس قسم کے امور میں بہت ہی محتاط تھے لیکن حضرت خواش کے گھر جا کر اس پیالے کو حاصل کر کے اس میں پانی ڈال کر سر اور چہرے کو مشرف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس پیالے (تبرک) کے وہ بھی قائل تھے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ یہ پیالہ کئی مرتبہ دھویا گیا اور استعمال کیا گیا ہے مگر ان کا یہ عقیدہ تھا کہ ایک بار بھی دستِ اقدس کا لگ جانا ہمیشہ کی برکت کا باعث ہے۔

آٹھ لاکھ درہم کا پیالہ: حضرت عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور ﷺ کا ایک عریض وعمدہ پیالہ دیکھا اور اس پر لوہے کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ بجائے لوہے کے سونے اور چاندی کا حلقہ بنائیں مگر حضرت ابو طلحہ نے کہا کہ جس چیز کو حضور ﷺ نے بنایا ہو اُسے تبدیل ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ یہ سن کر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ویسے ہی رہنے دیا اور فرمایا:

قد سقیت رسول ﷺ فی ھذا القدح اکثر من کذا و کذا (بخاری شریف)

"کہ میں نے اس پیالہ میں حضور ﷺ کو بارہا پانی پلایا ہے۔"

وہی پیالہ حضرت نضر بن انس کی میراث سے آٹھ لاکھ درہم میں خرید اگیا۔ امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالے کو بصرہ میں دیکھا اور اس میں پانی بھی پیا ہے۔

کفن میں متبرک چادر: اسی طرح حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک عورت ایک چادر لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے اور آپ کے لئے لائی ہوں۔ آپ نے قبول فرمائی پھر اسے بطور تہبند باندھ کر ہماری طرف تشریف لائے صحابہ میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کیا کیا اچھی چادر ہے۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے پہنا دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بہت اچھا، چنانچہ کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے پھر واپس آئے تو چادر لپٹی ہوئی آپ کے پاس تھی، وہ آپ نے اس سائل صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابہ اکرام نے اس سے کہا کہ تو نے چادر کا سوال کر کے اچھا نہیں کیا، حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ آپ ﷺ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اور اسوقت حضور کو اس چادر کی ضرورت تھی۔

فقال الرجل واللہ ما سئلتها الالتکون کفنی یوم اموت قال سهل فکانت کفنه. (بخاری)

"اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے صرف اس لئے سوال کیا کہ میرے مرنے پر یہ چادر (جو آپ کے جسم سے لگ چکی ہے) میرا کفن بنے حضرتِ سہل فرماتے ہیں کہ وہی چادر مبارک اس کا کفن بنی۔

ہاتھ ملتے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کو دیکھا گیا۔

واضعا یدہ علی مقعد النبی ﷺ بین المنبر ثم وضعها علی وجهه. (شفاء شریف)

"کہ منبر اقدس میں جو جگہ حضور ﷺ کے بیٹھنے کی تھی وہاں اپنے ہاتھوں کو ملتے پھر اپنے منہ پر پھیر لیتے"

چارپائی کے تختے ۴ ہزار درہم میں: حضرت سعد بن زرارہ نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک چارپائی ہدیہ کے طور پر پیش کی تھی، جس کے پائے ساگوان لکڑی کے تھے۔ حضور ﷺ اس پر آرام فرمایا کرتے تھے جب وفات ہوئی تو آپ ﷺ کو اسی پر رکھا گیا۔ آپ کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اسی پر رکھا گیا تھا پھر لوگ بطورِ تبرک اپنے مُردوں کو اسی پر رکھا کرتے تھے۔ یہ چارپائی بنو امیہ کے عہد میں میراث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا میں فروخت ہوئی۔ عبداللہ بن اسحاق۔ نے اس کے تختوں کو چار ہزار درہم میں خریدا

تھا۔(زرقانی علی المواہب)

در حقیقت آپکی ﷺ تعظیم : حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :
ان مقامات اور ان تمام اشیاء کی تعظیم و تکریم کرنا جن کو حضور ﷺ کے جسم مقدس کے ساتھ لگنے کا شرف حاصل ہوا ہے در حقیقت آپ ﷺ ہی کی تعظیم و تکریم ہے اور بہت ہی خیر و برکت کا باعث ہے یہاں تک کہ :

واول ارض مس جلد المصطفٰی ترابھاان تعظم عرصا تھا وتنسو نفحا تھا وتقبل ربوعھا وجدر انھا(شفاء شریف صفحہ 2/46)

"جس سرزمین کی مٹی کو حضور ﷺ کے جسم مقدس کے ساتھ لگنے کا شرف حاصل ہوا ہے لازم ہے کہ اسکے میدانوں کی بھی تعظیم کی جائے اور اسکی ہواؤں کو سونگھا جائے اور اسکے درودیوار کو بوسہ دیا جائے"

غرض یہ کہ حبیب اور حبیب کے مقامات ، ملبوسات ، تبرکات کی تعظیم و تکریم کرنی چاہئیے یہی وجہ ہے کے امام مالک نے اس شخص کو تیس ۳۰ دُرے مارنے کا حکم دیا تھا جس نے کہا تھا کہ مدینہ منورہ کی مٹی خراب ہے آپ نے فرمایا کہ جس سرزمین میں افضل الخلائق آرام فرماہیں تو کہتا ہے کہ اس سرزمین کی مٹی خراب ہے۔ تو اس لائق تھا کہ تیری گردن اُڑادی جائے۔(شفاء شریف)

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہمارا

محترم قارئین! آپ نے چند ایک مشتے نمونہ دلائل پڑھے جو کہ قرآن واحادیث اور احادیث صحیحہ سے ہیں پڑھ کر اندازہ ہو گیا ہو گا کہ عقیدہ کس کا حق ہے؟ اور کس کا باطل؟

اہلسنت و جماعت ازروئے قرآن و حدیث تبرکات کے فضائل بیان کرتے ہیں جبکہ وہابی اور خصوصاً اہل حدیث نے ان تبرکات کو ممنوعی ، بدعت ، شرک ، اور کفار کی رسمیں قرار دیا ، اور وہابیوں کی غداری کا بھی اندازہ لگائیں۔ کہ مذکورہ بالا احادیث پر نظر نہ کی اور ابن قیم اور ابن تیمیہ جیسے لوگوں کی تقلید کرتے ہوئے تبرکات کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دے دیا ادھر غیر مقلد ہونے کے باوجود ابن تیمیہ کی تقلید ہو رہی ہے مگر اُدھر سلف و صالحین ، اور اکابر

امت کے طریقوں کو ٹھکرا کر غیر مقلدی ثابت کی جارہی ہے۔اور ساتھ ہی ساتھ قرآن و حدیث کا انکار۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ تبرکات باعثِ خیر و برکت ہیں۔ مگر وہابی کہتا ہے کہ شرکیہ رسمیں ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

؎ شرم ان کو مگر نہیں آتی

نقشہ نعل مطہر : محترم قارئین کرام :

تبرکات کی حقیقت تو آپ نے ملاحظہ فرمالی ان تبرکات میں نقشہ نعلِ پاک (کا بھی ہے) جس پر خصوصاً ان نعل دین نے ایک باب باندھا۔ لہٰذا اس کے جواب میں بھی ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ شرقاً، غرباً، عجماً عرباً علمائے دین و آئمہ معتمدین حضور ﷺ کے نعلِ مطہر و روضہ معطر کے نقشے کاغذوں پر بناتے اور کتابوں میں تحریر فرماتے آئے ۔ اور انکو بوسہ دینے اور آنکھوں سے لگانے اور انکو سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے۔

نقشہ نعل کو بوسہ : محدث و فقیہہ علامہ ابو الربیع سلیمان بن سالم کلاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

؎ یاناظر تمثال فعل نبیہ ﴿﴾ قبل مثال النعل لامتکبرا

اے اپنے نبی ﷺ کے نقشہ نعل مبارک دیکھنے والے اس نقشہ کو بوسہ دے بغیر تکبر کے۔

علامہ احمد بن مقری صاحب فتح المتعال فرماتے ہیں۔

اکرم بتمثال حسکیے نعل من ﴿﴾ خاق الوری بالشرق الباذخ

طوبی لمن قبله منباء ﴿﴾ یلثمه عن حبه الراسخ

"کس قدر معزز ہے انکی نعلِ مقدس کا نقشہ جو اپنے شرف عظیم میں تمام عالم سے بالا ہیں"

اسے خوشی ہو جو اسے اپنی راسخ محبت ظاہر کرتا ہوا بوسہ دے۔

نعلین سے دوستی : علامہ ابو الحکم مالک بن عبد الرحمٰن بن علی مغربی اپنی مدحیہ میں فرماتے ہیں۔

؎ مثال لنعلی من احب هویته ﴿﴾ فها انا فی یومی و لیلی لاثمه

"میں اپنے محبوب ﷺ کی نعلین مبارک دوست رکھتا ہوں اور رات دن اسے بوسہ دیتا ہوں"

خیر کثیر: قاضی شمس الدین سیف اللہ رشیدی فرماتے ہیں۔

لمن قد مس شکل نعال طه ﴿﴾ جزیل الخیر فی یوم المآب

وفی الدنیا یکون بخیر عیش ﴿﴾ وعز فی الهناء بلا ارتیاب

فبادر والثم الآثار منها ﴿﴾ بقصد الفوز فی یوم حساب

"نقشِ نعل طہ ﷺ کے مس کرنیوالے کو قیامت میں خیر کثیر ملے گی اور دنیا میں یقینا نہایت اچھے عیش و عزت و سرور میں رہے گا۔ تو روزِ قیامت مراد ملنے کی نیت سے جلد اس اثرِ کریم کو بوسہ دے"

رخسار رگڑے: شیخ فتح اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقری نعل مقدس سے عرض کرتے ہیں۔

فی مثلك یا نعال اعلی النجبا ﴿﴾ اسرار یمنها شهدنا العجبا

من مرغ خده به مبتهلا ﴿﴾ قد قام له ببعض ما قد وجبا

"اے سید الانبیاء ﷺ کے نعل مبارک تیرے نقشہ میں وہ اسرار ہیں جن کی عجیب برکتیں ہم نے مشاہدہ کیں۔ جو اظہارِ عجز و نیاز کے ساتھ اپنا رخسارہ اس پر رگڑے اور وہ اس نقشہ مقدسہ کے بعض حق جو اس پر واجب ہیں انھیں ادا کرے"

سید محمد موسیٰ حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح فرماتے ہیں۔

مثال نعال المصطفی اشرف الوریٰ ﴿﴾ به مورد لا یبتغی عنه مصدرا

فقبله ثما وامسح الوجه موقنا ﴿﴾ بنیة صدق تلق ما کنت مضمرا

"مصطفیٰ اشرف الخلق ﷺ کے نقشہ نعلِ اقدس میں وہ مقام حضور ہے جس سے تو رجوع نہ چاہے تو اسے یقین اور سچی نیت کے ساتھ چہرہ سے لگا مراد پائے گا"

مرض دور ہوتا ہے:

محمد بن فرج سبتی فرماتے ہیں:

فیجی قبلتها مثل نعل کریمة بتقبیها یشفی سقام من اسمه استشفی

"اے میرے منہ اسے بوسہ دے یہ نقش نعلِ پاک کا ہے اسکے بوسہ سے شفا طلب کر مرض دور ہوتا ہے"

خاک کو بوسہ دو: علامہ ابو الیمن ابن عساکر فرماتے ہیں:

الثم ثرى الاثر الكريم فحبذا ❁ ان عزت منه بلثم ذا التمثال

"نعل مبارک کی خاک پر بوسہ دے کہ اس کے نقشے ہی کا بوسہ دینا تجھے نصیب ہو تو کیا خوب بات ہے"

صورت میں نعل حقیقت میں تاج:

امام ابوبکر احمد ابن امام ابو محمد عبداللہ بن حسین انصاری قرطبی فرماتے ہیں۔

و نعل خضعنا لها انها وان ❁ متى تخضع لها ابدا نعلوا

فضعها على اعلى المفارق انها ❁ حقيقتها تاج وصور تها نعل

"اس نعل مبارک کے جلال انور سے ہم نے اس کے لئے خضوع کیا اور جب تک ہم اسکے حضور جھکیں گے بلند رہیں گے تو اسے سر پر رکھ کہ حقیقت میں تاج صورت میں نعل ہے"

فتاوی رضویہ جلد نمبر 22 رسالہ نمبر 4 (ماخوذ از ابر المقال، اعلٰحضرت)

ابر المقال فی قبلۃ الاجلال صفحہ نمبر 403

محترم قارئین!

نقشوں کے متعلق علماء کبار کے یہ ارشادات آپ نے ملاحظہ فرمائے جو عین نعل پاک ۔ نقشے نہیں بلکہ نعل پاک کی تصویر یا مثال ہیں۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ نقشہ نعل پاک کی زیارت کے لئے دن مقرر کرنا یا زیارت کے لئے ہجوم کرنا تو یہ بھی وہابیوں کی کم فہمی اور عداوت کی نشانی ہے۔ اسلئے کہ یہ آج کی بات نہیں قدیم ہے۔ انبیاء کی متبرک اشیاء پر اہل محبت اور اہل ایمان یوں ہی ہجوم کرتے آئے اور وہابی جلتے آئے۔

آب وضو: صحیح بخاری شریف وغیرہ کتب حدیث میں ہے (پہلے بھی ہم بیان کر آئے) کہ:

جب عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ سال حدیبیہ قریش کی طرف سے خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے صحابہ اکرام علیہم الرضوان کو دیکھا۔

انه لا يتوضاء الاابتدروا و يوضوء و كادوا يقتتلون عليه و لا يصق بصاقا

ولا یتنخم نخامۃ الا تلقوھا باکفھم فدلکوابھا وجوھھم واجسادھم (الحدیث)

یعنی جب حضور ﷺ وضو فرماتے ہیں تو حضور ﷺ کے آبِ وضو پر بے تابانہ دوڑتے ہیں قریب ہے کہ آپس میں کٹ مریں اور جب حضور ﷺ لعاب دہن مبارک ڈالتے یا کھنکھارتے ہیں تو اُسے اپنے ہاتھوں میں لیتے اور اپنے چہروں اور بدنوں پر ملتے ہیں۔ وکادوا یقتتلون علیہ (قریب ہے کہ آپس میں کٹ مریں) کی حالت۔ تو یہ سب تبرک لینے اور زیارت تبرکات پر ہجوم نہیں ؟ تو اور کیا ہے ؟

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ : امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حج کے بعد تمام قافلوں پر دُرہ (عصا) لئے دورہ فرماتے۔ اور ارشاد فرماتے کہ اے اہل یمن، یمن کو جاؤ۔ اے اہل شام، شام کا راستہ لو۔ اے اہل عراق، عراق کو کوچ کرو کہ اس سے تمہارے رب کے بیت (گھر) کی ہیبت تمہاری نگاہوں میں زیادہ رہے گی۔

یہ تھا صحابی کا فعل۔ کوشش ہے کہ مقدس جگہوں کی تعظیم بڑھے۔

وہ تھا وہابی کا فعل۔ کوشش ہے کہ مقدس جگہوں کی تعظیم گھٹے اور مٹے۔

؎ نہ خوفِ خدا نہ شرم نبی ﷺ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اب اس پورے مضمون کا ابن لعل دین وہابی کے پاس کیا جواب ؟ کوئی جواب دے سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں اور ہم نے کہہ دیا ہرگز نہیں۔

ھاتو ابرھانکم ان کنتم صادقین۔

(ان کے علاوہ بھی کتب احادیث مالا مال ہیں مگر کتاب کی ضخامت کے ڈر سے اختصار چاہا)

اعتراض : نقشہ نعلِ مطہر کے دلائل تو دے دیئے مگر موئے مبارک کے فضائل میں کونسی حدیث ہے ؟

جواب : جی ہاں ! ہم ابھی اس کے دلائل دیتے ہیں وہابی صاحب کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ؟ ابنِ لعل دین سے پوچھئے کونسی کتاب سے دلائل چاہئیں ؟ جواب ملا، بخاری سے اچھا تو یہ بخاری شریف کھل گئی پڑھیئے :

دنیاومافیہا سے بہتر : حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

قلت بعبیدۃ عندنا من شعر النبی ﷺ اصبناہ من قبل انس او من قبل اھل انس فقال لان تکون عندی شعرۃ منہ احب الیّ من الدنیا و ما فیھا. (بخاری)

"میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں انس یا اہل انس سے ملے ہیں۔ عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیاومافیہا سے محبوب تر ہے"

صحابہ کی چاہت : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

راء یت رسول اللہ ﷺ و الحلاق یحلقہ و طاف بہ اصحاب فما یریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل. (مسلم کتاب الفضائل)

"کہ میں نے سرکار ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور آپ کے اصحاب آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے وہ یہی چاہتے تھے کہ آپ کا جو بال بھی گرے وہ کسی نہ کسی ہاتھ میں ہو"

لوگوں میں تقسیم کرو : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ حضور اکرم ﷺ منیٰ میں تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں پھر قربانی کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے۔

ثم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن وحلقہ ثم دعا ابا طلحۃ الانصاری فاعطاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ اباطلحۃ فقال اقسمہ بین الناس. (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

"پھر آپ نے حجام کو بلایا اور اپنے سر مبارک کے داہنی طرف کے بال مبارک منڈوائے اور ابو طلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے پھر آپ نے بائیں طرف کے بال منڈوائے اور وہ بھی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو عنایت کیے اور فرمایا کہ ان تمام بالوں کو لوگوں میں تقسیم کر دو"

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام موئے مبارک کو اس غرض سے حاصل کرتے تھے کہ تبرکاً اپنے پاس رکھیں اور ان سے برکت حاصل کریں گے۔ پھر یہ بھی کہ آپ ﷺ نے نہ روکا بلکہ خود موئے مبارک ان میں تقسیم کرواتے تاکہ یہ لوگ میرے بالوں سے

برکت ورحمت حاصل کریں۔

توکیا وہابی خصوصاً ان لعل دین یہ کہہ سکتا ہے کہ صحابہ کرام غیر اللہ (بالوں) سے نفع و برکت اور شفا کی امید رکھتے تھے لہٰذا مشرک تھے ؟ (نعوذ باللہ)

شفا ہو جاتی : حضرت عثمٰن بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھ کو پانی کا پیالہ دے کر ام المومنین حضرت ام سلمہ کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کے پاس بھیج دیا کرتیں کیونکہ ان کے پاس حضور ﷺ کا موئے مبارک تھا۔

فاخرجت من شعر رسول اللہ ﷺ وکانت فی جلجل من فضۃ و خضخفتہ لہ فشرب منہ. (بخاری، مشکوٰۃ، ص ۳۹۱)

"تو وہ رسول اللہ کے بال کو نکالتیں جس کو انہوں نے چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا (جس سے اس کو شفا ہو جاتی)"

موذی پر جنت حرام : حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :

سمعت رسول اللہ ﷺ وھو اخذ شعرۃ یقول من اذیٰ شعرۃ من شعری فلجنۃ علیہ حرام. (جامع الصغیر، کنز العمال)

"میں نے سرکار ﷺ سے سنا کہ آپ اپنا ایک موئے مبارک ہاتھ میں لیے فرمارہے تھے کہ جس نے میرے ایک بال کو بھی اذیت پہنچائی تو اس پر جنت حرام ہے"

محترم قارئین!

ہوسکتا ہے کہ ابن لعل دین وہابی اس حدیث کو بھی من گھڑت کہہ دے اور دلیل کے طور پر کہے کہ بال کو اذیت و تکالیف کیسے پہنچ سکتی ہے ؟ اگر ان کو کاٹا جائے تو تکلیف محسوس نہیں ہوتی تو پھر سرکار ﷺ کیسے فرما سکتے ہیں ؟ تو اس کا جواب ملاحظہ فرمائیے :

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے بال کو اذیت پہنچائی تو اس پر جنت حرام ہے۔ تو صحابہ کرام آپ کے موئے مبارک کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے اس لیے کہ صحابی تھے وہابی نہیں تھے۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر موئے مبارک کی نسبت کسی قسم کی بے ادبی کی جائے تو یہی

تقویت ہے۔

محترم بھائیو! اب یہ بھی ابن لعل دین سے کہو کہ موئے مبارک کی تعظیم اور اسے بطور تبرک استعمال کرنا بخاری و مسلم کی احادیث سے ثابت ہو اب تو مان جاؤ یا کہ صرف بخاری بخاری رٹی ہے۔ اور حالت یہ کہ

؎ نہ خوفِ خدا نہ شرم نبی ﷺ ، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

موئے مبارک زبان کے نیچے : حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ حضور کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ میں نے حسبِ وصیت رکھ دیے اور ان کو اسی حالت میں دفن کیا گیا۔ (اصابہ تذکرہ انس بن مالک)

بال اور ناخن : حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال اور ناخن مبارک منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد و مدارج النبوۃ)

محترم قارئین!

اہل ایمان پر صحابہ کے فضائل و کمالات مخفی نہیں ہیں اسکے باوجود ان کا یہ خیال کہ تبرکات کو قبر میں اپنے ساتھ لے جائیں تو یہ تبرکات کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے اور تبرکات کی اہمیت عشاق ہی سمجھ سکتے ہیں وہابی نہیں۔ کہ جو اس قسم کی باتوں کو بت پرستی قرار دیتے ہیں اور کیوں نہ دیں کہ اسرارِ محبت سے ہی ناآشنا ہیں۔ اور یہ بھی کہ جب اندھے کو نظر ہی نہیں آتا تو وہ دیکھے گا کیا؟

• بہر حال :

اہلِ ایمان و اہلِ محبت کو موئے مبارک، نقشِ نعلِ مطہر و دیگر تبرکات مبارک اور نجدی وہابیوں کو ڈالر و ریال مبارک، اور آخر میں

اللھم احفظ من شر ور النجدیہ

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

سُنّتیں

ابن لعل دین (سہیل احمد) وہابی نے اپنی کتاب کے ص ۲۶۱ تا ۲۸۵ تک، نبی اکرم ﷺ کی سنتوں، فقہاء کے اقوال اور تمام احناف کی کتب کے حوالہ جات کو فحاشی وبدعات کا نام دے کر سنتوں کے نام پر بدعتوں کو پھیلانے کی پر فریب دعوت قرار دیا۔ اور دلیل یہی! کہ کوئی صحیح حدیث پیش کرو۔

محترم قارئین!

اگر کہا جائے کہ ہر بات کا جواب قرآن اور حدیث صحیح سے ملے تو ایک قسم کی یہ بھی گمراہی ہے کہ کسی کی تقلید کو نہ مانا جائے۔ چار آئمہ کی تقلید کی جاتی ہے۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک علیہ الرحمۃ۔ امامِ اعظم کے مقلد حنفی کہلاتے ہیں، امام شافعی کے مقلد شافعی، امام حنبل کے مقلد حنبلی اور امام مالک کے مقلد مالکی کہلاتے ہیں۔

اور جو کسی کی تقلید نہیں مانتا بے دین و گمراہ ہے۔

لہٰذا مولانا الیاس قادری صاحب حنفی سنی ہیں اور انہوں نے احادیث سے اور کتب فقہ سے مسائل اخذ کرتے ہوئے فیضانِ سنت میں، اعتکاف کی سنتیں، کنگھا کرنے کی سنتیں و آداب، سلام کی سنتیں و آداب، مصافحہ و معانقہ کی سنتیں، گھر میں آنے جانے کی سنتیں و آداب، چھینک کی سنتیں، مسواک کرنے کی سنتیں اور آداب عید کی سنتیں اور آداب اور استنجاء کی سنتیں اور آداب بیان فرمائے۔ مگر ابن لعل دین غیر مقلد وہابی نے ان سب کا ایک ہی بات میں رد کر دیا کہ صحیح حدیث سے ثابت کرو۔

اور ص ۲۶۱ تا ۲۸۵ تک کوئی ایسی شرعی دلیل سے رد نہیں کیا سوائے تمسخر کے۔

تو بقول ابن لعل دین کہ اگر تقلید واجب نہیں اور نہ ہی تقلید کرنا جائز تو پھر بتائے کہ:

کتا حلال ہے یا حرام ؟ کتا اور اسکی چربی حلال ہے یا حرام ؟

اگر حرام ہے تو پھر ابن لعل دین کوئی صحیح حدیث بتائے ؟

اگر نہیں بنا سکتا تو خود بھی، اپنی نسل کو بھی اور تمام وہابیوں سے بھی کہے کہ بلدیہ والوں کو خبردار کیا جائے کہ کتے نہ مارا کریں وہ ہم کھائیں گے اس لیے کہ تقلید کو ہم مانتے نہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کہ کتا اور اسکی چربی حرام ہے لہذا قرآن اور حدیث پر عمل کرتے ہوئے آج سے ہم کتے کھانا شروع کریں گے اور گھی ویسے ہی مہنگا ہے چربی گھی کا کام دے گی اگر ایسا نہ کر سکا تو پھر واقعی **سنسمه علی الخرطوم** کا مصداق ہے۔

فقہی کتب:

محترم قارئین!

مولانا الیاس قادری صاحب نے فیضانِ سنت کے ص ۱۱۹۳ تا ۱۲۰۰ تک اعتکاف کی ۶۰ متفرق سنتیں اور آداب بیان کیے ہیں جو درج ذیل فقہی کتب اور فتاویٰ سے لیے گئے ہیں۔

نوٹ: (حوالہ غلط ہونے پر آپ کی تجویز کردہ سزا قبول ہوگی۔ ذوالفقار عفر لہ)

کتب و فتاویٰ کے نام ملاحظہ ہوں!

درمختار، ردالمحتار، ہدایہ، عالمگیری، بحر الرائق، فتح القدیر، وغیرہ ذالک۔

زینت کی سنتیں اور آداب پر اعتراض

مولانا الیاس قادری صاحب فیضان سنت (پرانا ایڈیشن) کے صفحہ 1261 پر لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ: "ننگے سر پھرنا بھی فرنگی فیشن ہے لہذا اسلامی بھائیوں کو چاہیے کہ اپنے سر پر عمامہ شریف کا تاج سجائے رکھیں کہ یہ ہمارے آقا ﷺ کی نہایت ہی میٹھی سنت ہے"۔

مگر اس پر بھی وہابی صاحب نے اعتراض کیا اور دلیل ایک بھی نہیں دی۔ اس سے آپ وہابیہ کی دغابازی کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں اور یہ بھی کہ عمامہ باندھنا سنتِ نبوی ہے یا نہیں؟ (عمامہ کے متعلق پیچھے مفصلاً بحث گزر چکی ہے)

سنتوں کی توہین بذریعہ امن لعل دین

مولانا الیاس قادری صاحب اپنی مایہ ناز تالیف فیضان سنت (پرانا ایڈیشن) کے صفحہ 1251,1250 پر "خلاصہ اسوہ حسنہ و شمائل رسول ﷺ" کے حوالے سے لکھتے ہیں

"سر میں تیل ڈالنے سے قبل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لینا چاہئے ورنہ ستر شیطان سر میں تیل ڈالنے میں شریک ہو جاتے ہیں"۔

محترم قارئین احدیث نبوی ہے کہ "جائز اور نیک کام سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لیا کرو کہ اس میں برکت ہوتی ہے"۔ مگر وہابی لئن لعل دین نے اسکو اپنی کتاب کے صفحہ 264 پر ہندوؤں جیسے تحیر خیز عقائد میں شامل کر دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔ جس سے معلوم ہوا کہ لئن لعل دین کے نزدیک ہندو سر میں تیل ڈالتے وقت بسم اللہ پڑھتے ہیں اے مسلمانوں تم نہ پڑھو۔ (معاذ اللہ)

غور فرمایئے کہ صرف یہ بات لکھنا کہ بسم اللہ شریف پڑھ کر سر میں تیل ڈالنا چاہئے۔ اس اعتراض کی صورت میں ایک شیطان (لئن لعل دین وہابی) بڑبڑا اٹھا تو اگر بغیر بسم اللہ شریف کے سر میں تیل ڈالا گیا تو 70 شیطان کیوں نہ داخل ہوں گے ؟

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کنگھا کرنے پر اعتراض

قادری صاحب نے فیضان سنت (پرانا ایڈیشن) کے صفحہ 1252 پر کنگھا کرنے کی فضیلتیں "نزھۃ المجالس" کے حوالے سے قلبند فرمائی ہیں ۔ مگر وہابی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ 265 پر انہیں بھی ہندوں کے عقائد میں شامل کر رہا ہے۔

؎ شرم تجھ کو مگر نہیں آتی۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

آیئے اس کا جواب بھی ملاحظہ ہو! چنانچہ

(۱) احیاء العلوم میں امام غزالی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ داڑھی شریف میں روزانہ دو مرتبہ کنگھا فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح

(۲) اشعۃ اللمعات میں شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ وضو کے بعد داڑھی میں کنگا کرنے سے تنگ دستی دور ہوتی ہے۔

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا من کان شعرہ

فلیکرمہ یعنی جس کے بال ہوں وہ ان کی عزت کرے۔(ابو داؤد)

(۴) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضور ﷺ تشریف لائے تو ایک آدمی کو دیکھا جس کا سر پراگندہ تھا اور بال بکھرے ہوئے تھے۔ تو (یہ دیکھ کر) فرمایا؛

اما کان ھذا مالیسکن بہ شعرہ۔ کیا اسے کوئی شئے نہیں ملی جس سے اپنے بالوں کو سنوارے ؟

محترم قارئین کرام!

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کنگھا کرنے اور بال سنوارنے کا حکم خود حضور ﷺ نے فرمایا اور شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے کنگھا کرنے کی فضیلت معلوم ہو گئی۔ تو اب غور فرمایئے کہ مولانا موصوف (محمد الیاس قادری صاحب) نے کونسی بدعات اور ہندوؤں جیسے عقائد کو اپنانے کا حکم فرمایا؟ یہ دہابیوں کی دغابازی نہیں تو اور کیا ہے ؟

اعتراض :

اب اگر ابن لعل دین دہابی یہ اعتراض کرے کہ کنگھا کرنیکا حکم فرمایا ہے یہ تو نہیں فرمایا ہے کہ بس آدمی بناؤ سنگھار میں ہی لگا رہے ؟

جواب : دہابی صاحب یہ تو بتائیں کہ مولانا قادری صاحب نے فیضان سنت یا کسی اور کتاب میں کس جگہ فرمایا ہے کہ اے میرے مریدو تم سب لحہ بہ لحہ کنگھے کرتے رہا کرو اور بناؤ سنگھار میں ہی رہا کرو ؟

حضرت سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، سرکار ﷺ نے روزانہ کنگھا کرنے سے منع فرمایا ہے۔(ترمذی، ابو دؤد)

اب روزانہ کنگھا کرنے کی ممانعت سے علماء کی مراد مکروہ تنزیہی ہے (یعنی ناپسندیدہ) اگر کوئی روزانہ کنگھا کر بھی لے تو گنہگار نہ ہوگا۔ اور اگر کسی کے بال بار بار اُلجھ جاتے ہوں تو اسے روزانہ کئی مرتبہ کنگھا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ۔

واللہ یھدی من یشاء اس طرح اور کئی سنتیں اور آداب جو مولانا قادری صاحب نے بیان فرمائے ان پر بھی ابن لعل دین کے بے جا اور بغیر کسی شرعی دلیلوں کے اعتراضات ہیں۔ جن

کو پڑھ کر ایک عام جاہل انسان بھی ان لعل دین کی جہالت کا مذاق اڑاتا نظر آئے گا۔

سچ ہوا کلام مجید : ومن یضلل لله فلا هادی له۔

کہ جسے خدا تعالیٰ گمراہ کر دے اس کے لئے ھادی (راہ دکھانے والا) کوئی نہیں۔

مرکز طیبہ "مرید کے" کے مجاہدین

بد قسمتی سے اگر آپ کا جانا مرکز طیبہ مرید کے میں ہو تو آپ وہاں پر مجاہدوں کا حلیہ دیکھ کر لاحول پڑھیں گے کہ یہ کیسے مجاہد ہیں؟ سر کے بال اُلجھے ہوئے داڑھی بڑھی ہوئی کھا کھا کر چلنے سے تنگ امریکی ڈالروں اور سعودی ریالوں سے جدید اسلحہ سے لیس، آدھی آدھی پنڈلی تک جوتوں کی لمبائی۔ نماز کا وقت ہوا تو جوتوں سمیت مسجد میں گھس جانا اور اس پر دلیل یہ پیش کرنا کہ مجاہدوں کو اجازت ہے۔ کس قدر جہالت وحماقت ہے۔ اس جہالت کا تصور کرتے ہوئے مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے آپ بھی سنئے اور مجاہدین لشکرِ طیبہ کی بد قسمتی وذلالت کا اندازہ لگائیے!

لطیفے کی صورت میں ایک حقیقت

مرکز طیبہ دو دیہاتوں کے درمیان مرید کے شہر سے کم وبیش 7یا8 کلو میٹر دور ہے۔ ایک دیہات کا نام ننگل عیسیٰ ہے اور دوسرے کا نام "ننگل ساہداں" چنانچہ مرکز طیبہ مرید کے کا تعمیری سلسلہ جاری تھا اور ننگل ساہداں کے دو مزدور (باپ، بیٹا) مرکز میں مزدوری کرتے تھے۔ ایک دن کام پر گئے تو بیٹے کو یاد آیا کہ آج تو بیساکھی (سکھوں کا تہوار) ہے لہٰذا باپ سے کہا کہ ابا میں تو جارہا ہوں۔ آج بیساکھی ہے۔ باپ نے کہا، بیٹا، بیساکھی ہے تو تم کیوں چھٹی کر رہے ہو۔ بیٹا بولا۔ ابا فلاں دریا پر جاؤں گا اور سکھ آئیں گے تو انہیں دیکھوں گا۔

باپ نے کہا بیٹا وہاں جانے کی ضرورت نہیں اگر تم نے سکھوں کو دیکھنا ہے تو پھر اسی مرکز (مرکز طیبہ) میں ہی دیکھ لو۔

قارئین کرام! آپ نے غور فرمایا کہ کنگھا کرنے والی سنت کو ترک کیا اور ان کا حلیہ اس طرح بن گیا کہ عام مزدوروں نے بھی گواہی دے دی کہ یہ سکھ ہی ہیں۔

تو اگر کوئی پڑھا لکھا مہذب شخص ایسے حلیوں کو دیکھ لے تو ہو سکتا ہے کہ وہ سکھ کہنے پر بھی شرم محسوس کرے، کہ سکھ بھی بن سنور کر رہتے ہیں۔

؎ شرم ان کو مگر نہیں آتی

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ایصال ثواب

اسی طرح صفحہ ۲۷۵ تا صفحہ ۲۸۰ تک ایصال ثواب پر اعتراضات کر کے یہ ثابت کیا کہ یہ سب پیٹ بھرنے کے طریقے ہیں۔ کسی کتاب سے ثابت نہیں اور یہ سب بدعت کو عروج دینے کی کوششیں ہیں۔

محترم قارئین کرام:۔ایصال ثواب پر علماء اہلسنت نے کثیر تعداد میں کتب ورسائل تحریر فرمائے۔ ہزارہا دلائل دیئے گئے مگر وہابی لوگ نہ مانے۔ عوام کے کان بھی تھک گئے کہ ایصال ثواب برحق ہے۔ مگر وہابیہ ہر دور میں جب بھی موقع ملے اسی قسم کے فتنوں کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

کبھی ایصال ثواب کا مسئلہ، کبھی استعانت کا مسئلہ، کبھی حاضر و ناظر کا تو کبھی حیات بعد الممات کا اور کبھی علم غیب پر بحث وغیرہ۔ حالانکہ ان سب کے دلائل علماء دے چکے۔ مگر ان کا کیا علاج ہے؟ کہ جن کو گھٹی ہی "نہیں ماننا" کی ملی ہو۔

انکارِ علم مصطفیٰ ﷺ پر کسی نے کیا خوب کہا ہے

؎ انکارِ علم مصطفیٰ ﷺ گھٹی میں تیری ہے پڑا
نجدی تیرا ٹھکانہ کیا تو تو کٹی پتنگ ہے

لہذا ایصال ثواب کے متعلق جاننا ہو تو اس کے جواز پر علماء اہلسنت کی کتب ورسائل کا مطالعہ فرمائیں۔ اور وہابیوں کی باتوں پر نہ آئیں۔

اللھم ثبت علی صراط المستقیم

اسی طرح ابن لعل دین اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸۲ پر "استنجا کی سنتیں اور آداب" پر اعتراض کرتے ہوئے مولانا الیاس قادری صاحب پر طنز کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ: "استنجا کرنے کے

بعد (صفائی کے لیے) آجکل جو جاذب کاغذ ٹشو پیپر ز چلے ہیں یہ استعمال نہ کیے جائیں کیونکہ یہ قیمتاً ملتے ہیں میرا مشورہ یہ ہے کہ درزی جو کترن پھینک دیتے ہیں وہ اپنے پاس جمع کر لیا کریں اور چند ٹکڑے ہو سکے تو اپنے پاس رکھا کریں کام آتے رہیں گے۔" (فیضانِ سنت)

آگے اس پر طنز کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ : پیارے پیارے اسلامی بھائیوں کو کسی وقت چیک کرنا چاہیے کہ کیا وہ اپنے مرشد کی اس بات پر عمل کرتے ہیں یا نہیں اور شاید قادری صاحب کا کوئی مریدان کو تو کترنیں لا دیتا ہو، لیکن مرید بے چارے کیسے درزیوں کے چکر لگاتے پھریں اور فالتو ناکیاں کترنیں تلاش کر کے جیبیں بھرنے کے فکر میں ہر روز مبتلا رہیں۔

قارئین کرام ! کیا آپ نے غور فرمایا کہ مولانا قادری صاحب نے ایسا مشورہ کیوں دیا؟ اور ابنِ لعل دین کی طنز کی وجہ کیا ہے ؟ آیئے پہلے مولانا قادری صاحب کی فیضانِ سنت کھولتے ہیں کہ کیا قادری صاحب نے ایسا ہی لکھا۔

جی لیجیے فیضانِ سنت (نیا ایڈیشن) کا صفحہ ۸۹۵ کھل گیا۔ اب پڑھیے کہ استنجا کے آداب اور سنتوں میں کیا فرماتے ہیں :۔ "ہڈی، سوکھی روٹی، گوبر، پکی اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، کوئلے، جانوروں کا چارہ نیز ایسی چیز جسکی کچھ نہ کچھ قیمت بنتی ہو۔ اگرچہ ایک آدھ پیسہ ہی سہی۔ ان چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

اب اسی مسئلے پر قیاس کرتے ہوئے مولانا موصوف نے اسراف سے بچنے کے لئے یہ مشورہ دیا کہ استنجا کے بعد (صفائی کے لئے آجکل جو جاذب کاغذ ٹشو پیپر ز۔۔۔۔ یہ استعمال نہ کریں۔ یہ تھا صحیح مسئلہ مگر ابن لعل دین وہابی نے صرف مشورہ لکھ دیا اوپر والا مسئلہ کہ جسے فقہاء کرام نے بیان فرمایا چھوڑ دیا۔

پھر اس وہابی کی جہالت وذلالت دیکھئے کہتا ہے کہ "کبھی کبھی اسلامی بھائیوں کی جیبیں چیک کرنے چاہئیں کہ یہ اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق کترنیں تو نہیں رکھتے۔

اب اس سے ایک جاہل آدمی بھی اندازہ لگا سکتا ہے کہ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت جیبیں بھری رہیں یا کہ وقتِ ضرورت ؟

حدیث کا مطلب : حدیث شریف میں ہے کہ

ولیستنج منکم بثلثۃ احجار

اور تم میں سے کوئی استنجا کرے تو تین پتھر لے

اب ابن لعل دین وہابی سے پوچھیے کہ وہابی صاحب تم چار دن میں بخاری پڑھ کر محدث بن گئے ذرا یہ تو بتاؤ کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے ؟ یہی نا کہ جب استنجا کرنے کی حاجت ہو تو پھر طاق ڈھیلے تین، پانچ، سات وغیرہ لے۔ یا کہ ہر وقت بندہ اپنی جیبوں کو طاق ڈھیلوں سے بھری رکھے ؟

اگر ایسا ہے تو پھر ابن لال دین کے نزدیک ہوگا اسلامی بھائیوں کے نزدیک اور نہ ہی قادری صاحب کے نزدیک ایسا ہے۔

ہاں وہابی ضرور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اہلِ حدیث ہیں، حدیثوں پر عمل کرتے ہیں لہٰذا ان وہابیوں کی جیبیں چیک کرنے کا حق بنتا ہے کہ حدیث پر عمل کرتے ہوئے کہیں ڈھیلوں سے جیبیں تو بھری نہیں رکھتے ہو سکتا ہے کہ رکھتے بھی ہوں کیونکہ اکثر مساجد میں شور سنائی دیتا ہے کہ لوگ استنجا کرتے ہیں تو ڈبلیو سی میں پتھر (ڈھیلے) پھینک جاتے ہیں اور شک نمازیوں پر ہوتا ہے معلوم تو اب ہوا ہے کہ یہ تو کام وہابیوں کا ہے۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ

قرآن واحادیث اور فقہ حنفی کی مخالفت

ابن لال دین اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸۳ پر فقہ حنفی کی مخالفت اور شرعی مسائل کو فحاشی، فحش، گندی اور واہیات اول فول کی باتیں قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ : "فحش تفصیلات کے لئے نمونہ کے طور پر پیر کی کتاب (مولانا الیاس قادری صاحب کی کتابیں) انوکھی سزا مع غسل کا طریقہ کے صفحہ ۱۔۷ دیکھیں یا فیضانِ سنت (پرانا ایڈیشن) کا صفحہ نمبر ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵ اور پھر نماز کا جائزہ صفحہ ۳۴ دیکھیں۔"

محترم قارئین! ابن لال دین کا اعتراض قابلِ غور ہے۔

کہہ رہا ہے کہ یہ سب باتیں فحاشی پر مبنی ہیں۔ دوسری طرف آپ الیاس قادری صاحب کی

کتاب دیکھئے کہ نام ہی سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس میں فقہ حنفی کی روشنی میں شرعی مسائل لکھے گئے ہیں۔

یعنی "انوکھی سزا" مع "غسل کا طریقہ" اب اس انوکھی سزا کتاب میں غسل کا طریقہ اور مسائل لکھ کر قادری صاحب نے نوجوان نسل پر احسان عظیم فرمایا مگر وہابی صاحب نے اسے فحش اور گندی باتیں کہہ کر فقہ حنفی ہی نہیں بلکہ شریعت کا مذاق اڑایا۔ پھر فیضان سنت کے صفحات دیکھ لیں۔ ان شاء اللہ عام بندہ بھی پڑھ کر کہے گا کہ واقعی یہ مسائل سیکھنے کے قابل ہیں۔ کیونکہ جب طہارت، وضو، اور غسل کے احکامات کا ہی معلوم نہیں اور ان کو صحیح طریقہ سے ادا نہ کیا گیا تو عبادت کس کام کی؟ اسلئے کہ طہارت تو عبادت کے لئے شرط ہے۔ جب شرط ہی نہ پائی گئی تو مشروط کا پایا جانا ممکن کیسے؟

یاد رکھئے: کہ جن مسائل کو سیکھنا ازروئے حدیث ہر مسلمان مرد و زن پر فرض قرار دیا گیا ہے وہ یہی روزمرہ زندگی میں درپیش آنے والے مسائل ہیں۔

یعنی طہارت، نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ۔ تو طہارت میں وضو اور غسل بھی شامل ہیں لہٰذا ان کا سیکھنا ہر مسلمان مرد و زن پر فرض۔ مگر ابن لعل دین وہابی نے کتنی بے باکی اور جہالت و ضلالت و ذلالت کا مظاہرہ کیا۔

لہٰذا مولانا قادری صاحب نے فقہ حنفی پر عمل کرتے ہوئے شرعی مسائل سامنے رکھے تاکہ مسلمانوں کی کثیر تعداد کو نفع حاصل ہو اور مسلمان کہلانے والے شرعی مسائل سے آگاہ ہوں

وہابیوں کی فقہ

اب ذرا وہابیوں کی فقہ بھی ملاحظہ ہو!

اور وہابیوں کی فقہ اور احناف کی فقہ میں موازنہ بھی کیجئے گا اور پھر جو فقہی مسائل آپکو پسند آئیں ان پر عمل کر لیجئے گا۔

"منی پاک ہے یا ناپاک"

فقہ حنفی: احناف کے نزدیک "منی ناپاک ہے" چنانچہ۔

عن خالد بن ابی غرہ قال سال رجل عمر بن الخطاب فقال انی احتلمت علی طنفسة فقال ان کان رطبا فاغسله وان کان یابسا فاحککه وان خفی علیك خار ششه . (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ا، صفحہ 85)

"حضرت خالد بن ابی عزہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ مجھے کپڑوں میں احتلام ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر منی تر ہے تو اسے دھولے۔ اگر خشک ہے تو کھرچ لے اور اگر منی کا پتہ ہی نہ چلے تو اسے ہلکا سا دھو ڈال۔

عن عائشه رضی الله عنها انما قالت فی المنی اذا اصاب الثواب اذا رائیته فاغسله وان لم تره فانضحه ۔ (طحاوی، ج ا)

حضرت عائشہ نے منی سے آلودہ کپڑے کے بارے میں فرمایا کہ اگر تو کپڑے پر منی لگی ہوئی دیکھے تو اسے دھولے اور اگر نہ دیکھے تو پانی چھڑک دے۔

محترم قارئین! ان دو دلیلوں کے علاوہ کئی دلائل ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ منی ناپاک ہے کیونکہ اگر منی پاک ہوتی تو حضور ﷺ اور صحابہ کرام منی آلودہ کپڑے نہ دھوتے اور نہ ہی دھونے کا حکم فرماتے بلکہ انہی کپڑوں سے نماز پڑھ لیتے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے بھی منی آلودہ کپڑوں کے دھونے کا حکم فرمایا۔ اور نہ ہی ان میں آپ نے نماز پڑھی۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر بن سمرہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنھم نے منی سے آلودہ کپڑے کے دھونے کا فتویٰ دیا۔ مگر وہابی ان سب صحابہ کرام کے فتووں کا رد کرتے ہوئے اور حضور ﷺ کے قول و فعل کا رد کرتے ہوئے اپنی فقہ بیان کرتے ہیں۔ سنیے!

وہابیوں کی فقہ: وہابی کہتے ہیں کہ "منی پاک ہے" لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اس پر دلائل بھی ملاحظہ ہوں تاکہ وہابی یہ نہ کہہ سکیں کہ یہ جھوٹ ہے۔

نواب صدیق حسن (وہابی): لکھتا ہے کہ:

"و در نجاستے منی آدمی دلیلے نیامدہ"

یعنی آدمی کی منی کے ناپاک ہونے میں کوئی دلیل نہیں آئی۔(دیکھئے بدور الاھلۃ ص ۱۵)

نواب نورالحسن وہابی: لکھتا ہے کہ:

"منی ہرچند پاک است" (عرف الجادی ص ۱۰)

"منی ہر صورت میں پاک ہے"

نواب وحیدالزمان (وہابی) : لکھتا ہے کہ:

والمنی طاہر سواء کان رطبا اویا بسا مغلظا او غیر مغلظ (کنزالحقائق ص ۱۶، نزل الابرار ج ۱، ص ۴۹)

"منی پاک ہے چاہے تر ہو یا خشک گاڑھی ہو یا گاڑھی کے علاوہ ہو"

قابلِ غور نکتہ: محترم قارئین مذکورہ بالا تینوں دلائل وہابی مولویوں کی کتابوں سے دیئے ہیں کیا آپ نے ان ناموں پر غور فرمایا؟

ہاں ہاں تینوں کے ساتھ "نواب" لکھا ہوا ہے۔ اور عرف عام میں نواب اُسے کہتے ہیں کہ جو اس کے جی میں آئے کر ڈالے۔ لہٰذا ان تینوں نوابوں نے شرعی مسائل کے بدلنے کا فیصلہ کیا تو منی کو بھی پاک کر دیا۔ اور وہابیوں نے خوشی خوشی مان لیا۔ کہ چلو سردیوں میں گرم بستروں سے کون اٹھے ان نوابوں کی فقہ ہی مان لیتے ہیں۔

لا حول و لا قوۃ الا با اللہ

اب ان لال دین سے پوچھئے کہ جی صاحب تم نے بخاری پڑھی ہے۔ ان مسائل کا کیا جواب دیتے ہو؟

؎ شرم ان کو مگر نہیں آتی

پیشاب ناپاک ہے یا پاک

احناف کے نزدیک: **بول مایؤکل لحمہ ومالا یؤکل لحمہ نجس**

"حلال و حرام سب جانوروں کا پیشاب ناپاک ہے۔"

اسی دلائل کے لئے مستدرک حاکم ج ۱ صفحہ ۸۳، مجمع الزوائد ج ۱ صفحہ ۲۰۹، التخلیص الجبیر ج ۱ صفحہ ۱۰۶ دارقطنی ج ۱ صفحہ ۱۲۷ اسی طرح نورالانوار وغیرہ دیکھئے۔

وہابیوں کے نزدیک :سب کا ہی پیشاب پاک ہے ۔ دیکھئے دلائل :۔ نواب وحید الزمان لکھتا ہے کہ :۔والمنی طاهر و كذالك الدم غير دم الحيضة و كذالك رطوبة الفرج و كذالك الخمر و بول مايؤكل لحمه ومالا يؤكل لحمه من الحيوانات."

(نزل الابرار۔ج ا۔ صفحہ ۴۹)

"یعنی منی پاک ہے ایسے ہی حیض کے خون کے علاوہ باقی خون، شرمگاہ کی رطوبت، شراب اور حلال وحرام جانوروں کا پیشاب سب پاک ہیں۔"

محترم قارئین! غور فرمایئے کہ نوابوں نے پہلے منی کو پاک کیا اب ان میں سے ایک نواب نے اور ترقی کی اور سب جانوروں، انسانوں وغیرہ یہاں تک کہ شراب اور شرمگاہ کی رطوبت کو بھی پاک کہہ دیا۔ اور کہتے بھی کیوں نہ ؟ نواب جو ہوئے۔

ان لعل دین سے پوچھئے کہ کیا تم اس کا جواب دینا پسند کرو گے ؟

کتے کا جھوٹا ناپاک ہے یا پاک :

احناف کے نزدیک : کتے کا جھوٹا ناپاک ہے۔

دلائل کیلئے ،(مسلم ج ا، ابوداؤد، الکامل لابن عدی، دارقطنی ج ا مصنف عبدالرزاق ج ا) دیکھئے۔

وہابیوں کے نزدیک : کتے کا جھوٹا پاک ہے بلکہ کتے کا پاخانہ بھی پاک ہے۔

دلائل ملاحظہ فرمائیں :۔ (منی کو کھانا جائز لکھا (فقہ محمدیہ ا))

نواب وحید الزمان :لکھتا ہے کہ :۔

واختلفو فى لعاب الكلب و الخنزير و سورهما والارجح طها رته كمامتر و كذالك فى بول الكلب و خراءه والحق انه لادليل على النجاست.

(نزل الابرار ج ا، ص ۵۰۔۴۹)

لوگوں نے کتے، خنزیر اور انکے جوٹھے کے متعلق اختلاف کیا ہے اور زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ ان کا جوٹھا پاک ہے جیسا کہ گزر چکا۔ اور ایسے ہی لوگوں نے کتے کے پیشاب پاخانہ کے متعلق اختلاف کیا ہے حق بات یہ ہے کہ ان کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

اسی طرح نواب صدیق حسن خان نے کتے کے جوٹھے کو پاک کہا ہے (دیکھئے بدور الاهلہ)

جی قارئین کرام!

اتنے سارے دلائل سے تو آپ خوبی سمجھ چکے ہوں گے کہ وہابیوں کی فقہ کیسی فقہ ہے؟ کہ جس میں منی، پیشاب، کتے کا جوٹھا، کتے کا پیشاب پاخانہ، شرمگاہ کی رطوبت وغیرہ پاک ہیں۔

اور ابن لعل دین کا، مولانا الیاس قادری صاحب پر اعتراض اور پھر فقہ حنفی کے صحیح شرعی مسائل کو فحاشی اور گندی باتوں کے ساتھ ملانا، کیوں؟ شاید اس لیے کہ ان سب چیزوں کو جو وہابیوں کے مولویوں کے نزدیک پاک ہیں، مولانا الیاس قادری صاحب نے فقہ حنفی کی روشنی میں ان سب کو ناپاک کہا۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے آیا کہ حنفی سنی مسلک حق پر ہے یا کہ وہابیوں کا دین!

ان کے علاوہ بھی سینکڑوں ایسے مسائل ہیں کہ وہابیہ نے جن کے حلال ہونے کو حرام اور حرام ہونے کو حلال ٹھہرایا۔

ے شرم ان کو مگر نہیں آتی

لاحول ولا قوۃ الا باﷲ علی العظیم

اسی طرح ابن لعل دین نے اپنی کتاب کے ص ۳۰۶ تا ۳۰۹ تک یہی ظاہر کیا کہ اہل سنت کے نزدیک جو عقیدہ ہے کہ حالتِ بیداری میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوسکتی ہے یہ سراسر غلط ہے۔

محترم قارئین کرام!

نبی اکرم ﷺ کسی کے خواب میں بھی آسکتے ہیں اور خواب میں عنایت بھی فرماسکتے ہیں اسی طرح حالتِ بیداری میں بھی جسے چاہیں سرکارِ دوعالم ﷺ زیارتِ رخِ انور کراسکتے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے۔ کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کا شاہ صاحب کو موئے مبارک عطا کرنا، اسی طرح امام یافعی رضی اللہ عنہ کا مزارِ اقدس پر حاضر ہونا اور سرکار ﷺ کا ہاتھ مبارک مزار شریف سے باہر نکلنا اور امام یافعی کا ہاتھ مبارک کا بوسہ دینا۔ اور لوگوں کا دیکھ کر حیران رہ جانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب عقیدہ زیارتِ رسول ﷺ پر ہی دال ہیں۔ اور یہ سب ماننے والوں

کے لیے ہے منکروں کے لیے نہیں

۔ فلسفی کو اپنی عقل نارسا پر ناز ہے   مردِ مومن کو خدا و مصطفیٰ پر ناز ہے (عزوجل، ﷺ)

ہائے یہ نجدی!!!

تاریخ شاہد ہے کہ نجدیوں کو شروع ہی سے سرکارِ دوعالم ﷺ سے اور آپ کے شہر سے دشمنی ہے یہانتک کہ ان نجدیوں کی ٹیم سے دو جاسوس مدینۃ الرسول میں روضہ اقدس کے قریب آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کو نکال کر لے جانے کی ناپاک جسارت کی غرض سے ایک مکان میں رہتے دن کو حاجیوں کو اور بقیع پاک میں آنے جانے والوں کو پانی پلاتے وضع قطع سے بالکل جاسوس نہ لگتے تھے۔ رات کو واپس اپنے مکان میں آتے اور اسی مکان کے اندر سے روضہ اقدس کی طرف سرنگ نکالنا شروع کردی اور مسلمانوں سے خندہ پیشانی سے ملاقات اور بقیع میں پانی پلانا اور لوگوں سے تعریفیں کروانا اس غرض سے تھا کہ ہم پہچانے نہ جائیں قصہ کوتاہ (مختصر یہ کہ) سلطان نورالدین زنگی کو سرکار ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا اے نورالدین تیرے ہوتے ہوئے چوری ہو رہی ہے، پہلی مرتبہ نہ سمجھے، دوسری مرتبہ پھر یہی ارشاد ہوا، بڑے پریشان ہوئے سمجھ کچھ نہ آرہا تھا تیسری مرتبہ سرکار ﷺ نے واضح فرمادیا اور انہی دو جاسوسوں کے حلیے بھی بتادیئے اب آنکھ کھلی تو بے تابی سے نورالدین زنگی دیوانہ وار مدینۃ الرسول ﷺ کی طرف روانہ ہوئے۔ بے چینی لگی ہوئی ہے کھانا پینا بھول گئے بس یہی تھا کہ کب مدینہ شریف پہنچوں اور کب ان دشمنانِ رسول ﷺ کا سر قلم کروں۔ سلطان علیہ الرحمہ جب مدینہ پہنچے تو اس وقت کے حاکم سے ملے ساری صورتِ حال واضح کردی۔ پھر عرب کے بادشاہ نے حکم فرمادیا، چنانچہ سب ہی قطار در قطار ملاقات کرتے اور چلے جاتے سب ہی نے ملاقات کرلی مگر نورالدین زنگی بڑے پریشان ہوئے کہ جو حلیے اور چہرے خواب میں دکھائے گئے تھے وہ نہیں ملے۔ کسی نے بتایا کہ بقیع پاک میں دو شخص بڑے نیک ہیں ان کا کام ہی یہی ہے کہ لوگوں کو پانی پلائیں۔ وہ اس قطار میں نہ تھے حکم ہوا، حاضر کیئے گئے، دور سے دیکھتے ہی نورالدین زنگی علیہ الرحمۃ پکار اٹھے، صدق رسول اللہ ﷺ، رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔

تحقیق کی گئی تو وہ نجدی دشمنِ رسول ﷺ نکلے ان کا مکان جہاں وہ رہ رہے تھے کیا دیکھا کہ روضہء اقدس کی سرنگ کے ذریعے نبی پاک ﷺ کے جسدِ اقدس کو نکالنے کے لیے آگے بڑھ رہے تھے۔

حاکمِ وقت کے حکم پر ان دونوں کے سر عام سر قلم کیئے گئے۔ اور سلطان کے حکم پر روضہء اقدس کے ارد گرد کچھ فاصلے پر سیسہ پلائی دیوار بنادی گئی تا کہ آئندہ کوئی خبیث ایسی ناپاک جسارت نہ کرے۔

محترم قارئین!

کیا آپ نے یہ سمجھ لیا کہ یہ واقع تو پرانا ہو گیا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان دو نجدیوں کے بعد بھی نجدی (وہابی) زور پر رہے کہ ان کو کسی طرح موقع ملے تو یہ اپنی ناپاک جسارت کو پورا کریں۔ لہذا نبی اکرم ﷺ کے مزارِ پر انوار کو تو شہید نہ کر سکے البتہ وہابیوں نے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر انوار کی بے حرمتی اس طرح کی کہ بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں اور قلم تھر تھرا جاتا ہے۔ اور آپ رضی اللہ عنہا کے مزار اقدس کی یہ حالت کردی گئی کہ کسی آنکھ کی برداشت کے قابل نہیں۔

چنانچہ ہم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار اقدس کی بیدردی سے پامالی اور غیر شرعی و خفیہ منتقلی کے سانحہ کے بارے میں چشم دید رپورٹ لکھتے ہیں تا کہ عالم اسلام کو پتہ چل جائے کہ گستاخ و بے ادب فرقہ کون ہے ؟ اہل سنت و جماعت یا وہابی ؟

اور ان لعل دین وہابی کا اہل سنت و جماعت مسلک سے وابستہ عظیم تنظیم دعوتِ اسلامی پر الزام " کہ یہ لوگ مدینۃ المنورہ سے گستاخی کرتے ہیں " کیا معنی رکھتا ہے ؟ اب اس حقیقت کو جاننے کے لیے وہ سانحہ جو ۱۸ رمضان ۱۴۱۹ھ، 7 جنوری 1999 کو رونما ہوا چشم دید گواہوں کے حوالے سے باتصویر بیان کیا جاتا ہے اور تمام اہل اسلام کو خبردار کیا جاتا ہے کہ اس فرقے (وہابیوں) سے ہوشیار باش رہیں ان کے عقائد سے کوسوں دور رہیں کہ عقائدِ وہابیہ ایمان کے لیے سم قاتل ہیں۔

اور ان دو نجدیوں کی طرح ان نجدیوں نے بھی شریعت کا لبادہ ظاہراً اوڑھ کر جہاد فی سبیل

اللہ کا اسٹیکر چسپاں کیا ہوا ہے۔ کہ کہیں ان کے عقائد سے لوگ باخبر نہ ہو جائیں۔ اسی لیے تو مجدد دین وملت سیدی اعلحضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والوں جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

اسی طرح کسی نے کیا خوب فرمایا

؎ یہ نجدی منافق ہے یہ گندہ ہے واللہ
نجاست کا بلکہ پلندہ ہے واللہ

؎ غلام نبی خلد میں جائے گا
جہنم میں نجدی منافق جلے گا
جو سنی ہے وہ تو ہمیشہ کہے گا
رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے
سدا گیت انکی محبت کے گانا
جگر نجدیوں کے یو ہیں تم جلانا
عبید رضا ان سے دھوکہ نہ کھانا
رضا کا یہ پیغام مت بھول جانا

چشم دید بیان: سید محمد اخلاق صاحب لکھتے ہیں:۔ امر واقع یہ ہے کہ حقیر راقم الحروف سید محمد اخلاق اپنے محترم المقام پیر بھائیوں جناب طارق اکرام صاحب اور جناب محمد رحمت اللہ صاحب کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ اس رمضان المبارک میں جب ہم تینوں ہمسفر مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کی جانب، براستہ مقام بدر، ابوا شریف کے نزدیک سرکار دو عالم ﷺ کی پیاری والدہ ماجدہ سیدہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک پر حاضری کی نیت سے پہنچے تو ہم تینوں نے یہ روح فرسا منظر دیکھا کہ:۔

ا۔ مزار شریف کی جگہ کو نہ صرف buildozer سے منہدم کیا جا چکا تھا بلکہ

۲۔ (ایکسکویٹر) استعمال کرنے کی جگہ کو کئی فٹ گہرائی تک کھود کر تلپٹ کر دیا گیا تھا۔

۳۔ پہاڑ کی وہ چوٹی جس پر یہ مزار واقع تھا اسے bulldozer(بلڈوزر) سے کاٹ کر پہاڑ کی ایک جانب دھکیل دیا گیا تھا۔

۴۔ مزار شریف سے متعلق وہ پتھر جن پر ماضی میں زائرین نے نشاندہی کی نیت سے سبز رنگ کر دیا تھا ان میں سے کچھ پہاڑی کی ڈھلوان پر پڑے ہوئے تھے اور کچھ پہاڑ کے نیچے ایک چھوٹی سی ڈھیری کی شکل میں پڑے تھے۔ مندرجہ بالا انتہائی دردناک اور ناقابلِ برداشت گستاخانہ افعال کے علاوہ :۔

۵۔ مزار شریف کی نزدیکی چڑھائی کے راستہ میں شیشے توڑ کر ڈال دیئے گئے ہیں اور غلاظت کے ڈھیر لگا دیئے گئے ہیں۔ اس حالت کو دیکھ کر انتہائی اذیت، کرب اور پریشانی کے عالم میں مختصر قیام کر کے فاتحہ پڑھنے کے بعد ہم جوں ہی پہاڑی سے نیچے اترے تو ایک سعودی حکومتی اہلکار نے ہم سے سخت کلامی کی اور اپنے ساتھ تھانے چلنے کو مجبور کیا۔ یہ موقعہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اصل صورتِ حال سے آگاہ فرمانے کا سبب یوں فرمایا کہ معمول کے خلاف تھانہ ہی بند تھا۔ اس پر وہ اہلکار ہمیں مقامی مطوع (حکومتی مذہبی افسر) کے پاس لے گیا اور اس کے سپرد کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اگر مجھے عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ نہ جانا ہوتا تو میں ان کو خود اچھی طرح سبق سکھاتا یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گیا اور جو مطوع تھا اس نے تقریباً آدھ گھنٹہ تک وہابیہ مذہب پر ہمیں لیکچر دیتے ہوئے یوں کہا کہ تم ہندوپاکستان کے رہنے والے قبروں پر چادریں چڑھاتے ہو اور خوشبوئیں ڈالتے ہو اور یہ کہ تم ہندوپاکستان کے رہنے والے یہ عقیدہ شرک کرتے ہو اور ہمارے وہابیہ مذہب کا مذاق اڑاتے ہو جبکہ سچا مذہب تو ہمارا وہابیہ ہی ہے جس کے بانی محمد بن عبدالوہاب ہیں جو بہت عظیم تھے۔

اپنی بکواس کو جاری رکھتے ہوئے اس نے مزید کہا کہ تم (معاذ اللہ) کسی کافرہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو۔ وہاں تو اب کچھ بھی نہیں ہے اسے تو ہم کہیں اور لے جا چکے ہیں اور ہمیں وہابیہ مذہب پر کتابچے دے کر یہ اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے چھوڑ دیا کہ "مصیبت یہ ہے کہ اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو کہیں تم لوگ اس واقعہ کو اخباروں میں نشر کرو گے اور اگر تم نے

تصاویر لی ہیں تو وہ بھی شائع کردو گے بس آئندہ اس طرف رخ مت کرنا یہ کہتے ہوئے ہمیں جانے دیا مطوع (مذہبی اہلکار) کی تمام بکواس سننے کے بعد ہم سکتہ میں آگئے اور فوراً ہمارے دماغ میں پہاڑی کا منظر دوبارہ امڈ آیا اور وہ خدشہ جو ہمیں وہاں محسوس ہوا تھا کہ جب پہاڑی کی چوٹی تین سے چار فٹ گہرائی تک تکپٹ ہو چکی ہے تو لحد مبارک۔ کیا بیتی ہوگی یعنی منتقلی یا جسدی نقصان؟ دونوں میں سے کس کی جراءت انہوں نے کی ہوگی اور یہ امر اس کی باتوں سے واضح ہو گیا۔

خیر اندیش

سید محمد اخلاق

معرفت: محترم طارق اکرام صاحب

A-۶۷-۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی بلاک ۷:A

شہید ملت روڈ۔ کراچی۔ فون ۴۵۲۰۲۹۹ فیکس ۴۵۴۱۸۴۹ ج

قابلِ توجہ بات

محترم قارئین کرام:

قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ کیا اس سانحہ کے بعد آپ کے ذہن میں یہ سوالات ابھرے؟ کہ

★ دین اسلام کو خطرہ کس فرقہ سے ہے؟

★ اپنے دامن کو کس فرقہ سے بچانا چاہیئے؟

★ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار کون ہیں؟

★ انبیاء و اولیاء کے بے ادب گستاخ کون ہیں؟

★ مدینۃ الرسول سے بغض رکھنے والا کونسا فرقہ ہے؟

★ نبی اکرم ﷺ کے گستاخ کون ہیں؟

★ آپ ﷺ کی ذاتِ بے عیب میں عیب نکالنے والے کون ہیں؟

★ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو شرک و بدعتی بنانے والے کون ہیں؟

★ حضور ﷺ کے تبرکات کو بت پرستی کا نام کس نے دیا؟

★ علماء اہل سنت کو بدعتی و مشرک کہنے والا فرقہ کونسا ہے ؟

★ اکابر امت و صلحاء امت پر لعن طعن کرنے والا فرقہ کون ہو سکتا ہے ؟

★ اعلیٰ حضرت کو انگریز کا ایجنٹ کون کہتے ہیں ؟

★ دعوتِ اسلامی پر شیعیت کا الزام لگانے والا فرقہ کون سا ہے ؟

★ نبی اکرم ﷺ کے جسدِ اطہر کو نکالنے کی ناپاک جسارت کس نے کی؟

★ نبی اکرم ﷺ کے متعلق، وہ مر کر مٹی ہو گئے، کوئی اختیار نہیں، وہ حاضر ناظر نہیں، ان کا علم چوپایوں جیسا ہے، نماز میں ان کا خیال آنا گدھے و بیل کے خیال آنے سے بدتر ہے، اُن کو کل کی خبر نہ تھی وغیرہ وغیرہ عقائد کن کے ہیں۔

★ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے جسد اقدس کی غیر شرعی اور خفیہ تبدیلی کس فرقے نے کی؟

★ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار اقدس کی بیدردی سے پامالی کس نے کی؟

★ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو (معاذ اللہ) کافرہ کہنے والے کون ہیں ؟

★ یہ سانحہ کن کے ہاتھوں رونما ہوا؟

★ مسلمانوں پر دھڑا دھڑ کفر و شرک کے فتوے لگانے والا کونسا فرقہ ہے ؟

★ صرف اور صرف اپنے آپ کو توحیدی ماننے والے باقی سب ہی کو بے ایمان کہنے والے کون لوگ ہیں ؟

★ صحابہ کرام کے مزارات پر سے قبے (گنبد) گرانے والے کون ہیں ؟

یقیناً وہی خارجی منافق ہیں کہ جنہوں نے خارجیت کا لبادہ اتار کر وہابیت کا لبادہ اوڑھ لیا اور "وہابی" مشہور ہوئے اور وہابی سے اہلحدیث کہلوانے لگے۔ (خذلهم الله في الدنيا

اور یہ [illegible] حدیث (و [illegible] ن کے عقائد محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ ([illegible] الله في الدنيا والآخرہ)

درد بھرا پیغام :

عزیزانِ من !

یہ کتاب جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے حوالہ ثابت کیا گیا ہے کہ حق مذہب اہل سنت و جماعت مسلک حنفی بریلوی ہی ہے اور گستاخ و بے ادب بلکہ یزید سے بھی دو قدم آگے ایسے فرقہ کا آپ کو بھی تعارف ہو چکا۔ لہٰذا میری دردمندانہ گزارش ہے کہ ان نجدی وہابیوں سے خود بھی بچتے رہیں اور اپنی اولاد کو بھی بچائیں کہ ان کی صحبت اختیار کرنا ایمان کے لئے ہلاکت و بربادی کا سامان تیار کرنا ہے۔ ان سے اپنی مسجدوں کو پاک رکھیں کہ نجدی چوہا چیادوں میں گھس کر مساجد کو منہدم کرنے کی کوشش میں ہے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار (آجکل کے وہابیوں) کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، نمازوں کی حفاظت فرمایئے۔ کہ یہ ایسا فرقہ ہے جن کے خدا تعالیٰ نے دل بدل ڈالے اور جن کا انجام برا ہے۔

یہ تمہیں تقریروں، تحریروں، جلسہ جلوس کے ذریعہ اپنے ایمان کی گارنٹی دیں گے تو کبھی جہاد کانفرنس کے ذریعے اور کبھی کشمیر و فلسطین سے ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے اپنے ساتھ چلنے کی مگر یہ باتیں ذہن نشین رکھ کر ایسے گمراہ کن فرقے سے اپنے ایمان کی حفاظت فرمایئے گا کہ جو لوگ گستاخِ رسول ہیں کشمیر و فلسطین کے ہمدرد کیسے ہو سکتے ہیں؟

جو ۱۸۵۷ء میں انگریز ایجنٹ ثابت ہوئے وہ مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔

جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کو اپنے بڑے بھائی کے برابر قرار دیا وہ کشمیر و فلسطین میں امن نہیں لا سکتے۔

جنہوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار کی پامالی کی، وہ مسلمانوں کے خیر خواہ تو کجا، دائرہ اسلام سے باہر ہیں۔ المختصر یہ کہ

ہر اہل ایمان اس حقیقت سے آشنا ہے کہ امام الانبیاء، احمد مجتبیٰ ﷺ کی محبت ہی دین حق کی شرط اول ہے۔ اگر اس شرط اول کو ہی نکال دیا جائے تو اب فیصلہ خود فرمالیں کہ ایسا شخص کہاں تک مومن رہ سکتا ہے؟

ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا و ھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب،

اعتراض: جناب جہادی تنظیم تو وہابیوں کی ہی ہے جو کہ لشکر طیبہ کے نام سے مشہور ہے تو پھر مذہب حق اہلسنت و جماعت حنفی بریلوی مسلک کی کوئی ایسی تنظیم بتا دیجئے جس

میں شامل ہو کر ہم جہاد میں سرگرم عمل رہیں اور جو ہمارے ایمان کی بھی ضامن ہو؟

جواب: اے نوجوانوں شمع رسالت کے پروانوں، مصطفیٰ ﷺ کی محبت کا دم بھرنے والو! حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ذہن میں لایئے۔ غور کیجئے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اعلان ہوا (جہاد) تو حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فوراً حاضر خدمت اقدس ﷺ ہو کر جہاد میں شریک ہو کر شہید ہو گئے۔اور فرشتوں نے غسل دیا کہ آپ اس دن سے غسیل الملائکہ کے خطاب سے پکارے جانے لگے۔تو وہ کون سا جذبہ تھا کہ جس کی وجہ سے جہاد کا نام سنتے ہی جنگ میں شریک ہو گئے اور وہ کونسی وجہ ہے کہ لشکر طیبہ والے جہاد جہاد جہاد کے ڈھنڈورے پیٹ رہے ہیں مگر مسلمانوں میں وہ جذبہ بیدار نہیں ہو رہا۔ فرق صرف محبت رسول و عشق رسول ﷺ کا ہے کہ وہ عشق رسول تھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو میدان کارزار میں لے آیا اور ادھر عشق مصطفیٰ ﷺ کی مٹھاس سے محرومی۔

تو جس کے سینے میں عشق رسول ﷺ کے بجائے بغض رسول ہو گا وہ جہاد میں جا کر قتل بھی ہو جائے تو کیا حاصل؟

کہ :۔ مصطفیٰ ﷺ کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اگر جام شہادت کا ذائقہ معلوم کرنا ہے، اگر اللہ کی راہ میں سر قلم کروا کر لذت دیکھنی ہے تو پھر پہلے اپنے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت پیدا کرنی ہو گی۔اور لشکر طیبہ (وہابیوں) کے متعلق آپ جان چکے کہ یہ کونسا گروہ ہے؟

لہٰذا ایسے گروہوں سے بچئے اور آیئے شمع رسالت کے پروانوں اپنے نبی کے دیوانوں کی عسکری تنظیموں میں شامل ہو کر اپنے پیارے دین اسلام کی حفاظت فرمایئے اور دین اسلام کے خلاف عناصر اور یہودی و طاغوتی سازشوں کو پاش پاش کرنے میں متحد ہو جایئے اور ساتھ ساتھ کہہ دیجئے ۔۔۔۔۔۔ انشاء اللہ

لشکر اسلام، البرق، لشکر ابابیل، لشکر مصطفیٰ ﷺ، سنی جہاد کونسل اور ان کے علاوہ جو بھی

عسکری تنظیم مسلک حنفی بریلوی پر صادق آئے کسی میں بھی شامل ہو جایئے اور محبت رسول کی خوشبو سے اپنے دل و دماغ معطر فرمایئے۔ اور یہی تنظیمیں ہیں کہ جو آپکے ایمان کی بھی ضامن ہیں۔ الحمد اللہ رب العلمین۔

خداتعالیٰ ہمیں اپنے پیارے محبوب دانائے، غیوب ﷺ کا عشق عطافرمائے اور عشق مصطفیٰ میں سرشار رکھ کر خاتمہ بالایمان فرمائے۔

اکابرامت، صلحاء امت، اولیاء عظام وعلماء کرام کی محبت اور ان کی تکریم نصیب فرمائے۔

امین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ برحمتك یا الرحم الرحمین

فقیر محمد ذوالفقار علی عطاری رضوی

منڈی مرید کے ضلع شیخوپورہ

۱۹.۴.۱۹۹۹

کتاب : مسائل القرآن

مصنف : شیخ الحدیث والتفسیر حضرت

علامہ و مولانا عبدالمصطفٰی اعظمی

باہتمام : محمد قاسم قادری عطاری ہزاروی

ناشر : مکتبہ غوثیہ ہولسیل

سبزی منڈی نزد پولیس چوکی کراچی نمبر ۵ فون 4299946 4926110

اس کتاب میں قرآن مجید فرقان حمید کے مختلف مسائل مثلاً نکاح، جہاد، معاشی مسائل، احکام مسجد کے مسائل، امانت وغیرہ کے مسائل کو نہایت ہی آسان اور دلچسپ انداز میں تحریر کیا ہے۔ تاکہ قارئین کرام ان سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔

کتاب : منتخب حدیثیں

مصنف : شیخ الحدیث والتفسیر حضرت

علامہ و مولانا عبدالمصطفٰی اعظمی

باہتمام : محمد قاسم قادری عطاری ہزاروی

ناشر : مکتبہ غوثیہ ہولسیل

سبزی منڈی نزد پولیس چوکی کراچی نمبر ۵ فون 4299946 4926110

اس کتاب میں سرکار مدینہ ﷺ کی چالیس احادیث مبارکہ کی مختصر تشریح اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد و مسائل کو بڑے اچھے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

اسلام کی فتح

نصف صدی (50 سال) کے بعد

منظر عام پر آنے والی کتاب

یہ کتاب استاذ العلماء مناظر اسلام

حضرت علامہ و مولانا مفتی

نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

جو کہ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ بھی ہیں۔ ان کی تصنیف مبارکہ ہے۔

اس کتاب میں مفتی صاحب نے اسلام کی حقانیت کو بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا اور اسلام پر اعتراضات کے مثبت جوابات فرما کر مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ یہ کتاب ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ہمیں اسلام سے متعلق معلومات ہو سکے۔

نوٹ: اپنے والدین اور بزرگوں کے ایصال وثواب کے لئے اس کتاب کو مفت تقسیم کروانے والے حضرات کے لئے خصوصی رعایت ہوگی۔